

کذاب مہم سے کذاب قادیان تک

# بائیسؑ جھوٹے نبی

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد رسالت  
سے لیکر آج تک کے بائیس خود ساختہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں  
کے دلچسپ اور عبرتناک واقعات مستند تاریخی حوالوں سے۔

تالیف: نثار احمد خاں فتحی

بیت الفلاح

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

# گزشتہ سہ کتابیں

## بائیس (۲۲) جھوٹے نبی

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد رسالت سے لیکر آج تک کے بائیس خود ساختہ جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے دلچسپ اور عبرتناک واقعات مستند تاریخی حوالوں سے۔

تالیف: نثار احمد خاں فتحی

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت  
حصہ اول، بلوچستان  
40978

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

ہم کتاب

کذاب یملمہ سے کذاب قلوبان تک

مولف

نثار احمد خاں فتحی

تعداد

ایک ہزار

ناشر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تاریخ اشاعت

محرم الحرام ۱۴۱۸ھ مطابق مئی ۱۹۹۷ء

تعارف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان

## ملنے کے پتے:

۲۔ کتب خانہ منظری گلشن اقبال

۱۔ ادارۃ القرآن بسبیلہ چوک کراچی

کراچی

۳۔ مکتبہ برہان اردو

۳۔ مکتبہ الشیخ۔ ۳۴۵ بلور آباد کراچی

بازار کراچی

۶۔ فیصل بک ڈپو اسلام آباد

۵۔ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين  
اصطفى. اما بعد !

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امت مسلمہ کا  
قطعی عقیدہ چلا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین (آخری نبی)  
ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا  
جائے گا۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ  
کرے گا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق دجال و کذاب  
ہے۔ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے دور حیات کے آخری حصے  
میں میلہ کذاب اور اسود عسی نے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے  
ہوئے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔ اس دوران آپ ﷺ پر مرض الموت  
طاری ہوئی جس میں آپ ﷺ دنیائے رفتی و گزشتنی کو  
الوداع کہہ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے تھے۔ اس بیماری کے اثنا میں  
آپ ﷺ نے خواب دیکھا تھا۔ کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں  
دو کنگن ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کو نفرت محسوس ہوئی۔ تو آپ  
ﷺ نے ان پر پھونک ماردی، جس سے دونوں کنگن معدوم ہو گئے۔  
آپ ﷺ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اس سے مراد یہ دونوں دجال  
ہیں اور یہ کہ میرے جانثاروں کے ہاتھوں انجام بد کو پہنچیں گے۔  
آپ ﷺ کی بدشگونی کے مطابق اسود عسی حضرت فیروز دیکھی رحمۃ اللہ علیہ  
کے ہاتھوں اور میلہ کذاب، حضرت خالد بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر کے  
سپاہی ”وحشی رحمۃ اللہ علیہ“ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔

جھوٹ مدعیان نبوت کے دجل و کذب کا جو سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا آج مرزا غلام احمد قادیانی تک اس کا تسلسل جاری ہے۔ غرض یہ کہ بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت نے امت کو گمراہ کرنے کو شش کی۔

ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو ہمارے مختلف علماء نے ایک جگہ جمع کیا۔ محترم جناب حاجی ثار احمد خاں (خلیفہ مجاز حضرت قاری فتح محمد رحمہ اللہ) نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے اگرچہ آپ سے قبل ”آئمہ تلبیس“ کے نام سے حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمہ اللہ نے بھی ان تمام کذابوں کے حالات جمع فرمائے تھے۔ ہمارے ممدوح محترم نے ان کے طرز نگارش کو نہایت آسان اور سلیس زبان میں ”تلخیص“ فرما کر امت کے لئے ایک بہترین ذخیرہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ وصحبہ اجمعین

## والسلام

(مولانا) محمد یوسف لدھیانوی  
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت  
(صدر دفتر ملتان۔ پاکستان)

# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	
5	پیش لفظ	□
7	مقصد کتاب	□
10	ہر طرح کا مل و اکمل ہیں رسول مقبولؐ	□
11	مسئلہ کذاب پیامد	□
20	اسود غسی	□
24	علیہ اسدی	□
30	سجلاہ بنت حارث	□
35	حارث دمشقی	□
38	مغیرہ بن سعید	□
40	بیان بن معان	□
42	صلح بن طریف	□
45	اسحاق اخرس	□
51	استاد سیس خراسانی	□
52	علی بن محمد خارجی	□

62	مختار بن ابو عبید ثقفی	□
73	محمد بن اشعث قرطبی	□
77	علی بن فضل یمنی	□
79	حامیم بن منہ	□
81	عبد العزیز ہاشمی	□
84	ابو طیب احمد بن حسین	□
87	ابو القاسم احمد بن قس	□
89	عبد الحق مری	□
91	بایزید روشن جالندھری	□
100	میر محمد حسین مشدی	□
109	کذاب قادیان مرزا قادیانی	□
205	سن 1997ء کا مجموعہ نامی محمد یوسف علی	□
216	عبد بن عباس کے عجیب و غریب نبی	□

## ”مقصد کتاب“

”بسم اللہ والصلوة والسلام علی سیدنا  
محمد خاتم النبیین وعلی آلہ اجمعین“

بخاری اور مسلم شریف کی ایک مختصہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الحسن کی وفات شریف سے قیامت تک تقریباً تیس جھوٹے دجل پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اگر مجرد دعوائے نبوت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی تعداد آج تک شاید تیس ہزار سے بھی زیادہ ہوگی کیونکہ ہر تھوڑے عرصے کے بعد کسی نہ کسی جھوٹے نبی کی خبر کہیں نہ کہیں سے آتی رہتی ہیں (ابھی اس مسودے کی تیاری کے درمیان ایک یوسف ناہی شخص کا دعویٰ نبوت اخباروں میں آیا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم نے اس کتاب کے آخر میں دی ہے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیس یا کم و بیش دجالوں کی خبر دی ہے وہ ان جھوٹے دعویداروں کے متعلق ہے جن کا فتنہ کلن عرصے قائم رہا اور جن کی شررت اطراف عالم میں پھیلی۔ ایسا نہیں ہے کہ جس بے وقوف نے یہ کہہ دیا کہ میں نبی ہوں وہ بھی حضور کی حدیث گوئیوں کا مصداق بن جائے۔ ایسا دعویدار اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا جس کو اپنے وطن سے باہر کوئی جانتا تک نہ ہو بلکہ ان تیس جھوٹے نبیوں میں وہی لوگ داخل ہیں جن کے فتنہ کو عالمگیر شررت حاصل ہو چکی ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ آج تک ایسے مشہور جھوٹے نبوت کے دعویدار کتنے گزرے ہیں تو تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کذاب جن کے فتنے نے عالمگیر شررت



حاصل کی اور جن کا ہم اقصائے عالم تک پہنچان کی تعداد میں بائیس تک پہنچی ہے۔  
 کچھ عرصہ قبل خاکسار نے ایک کتاب ”آئینہ تلبیس“ کا مطالعہ کیا تھا جس میں  
 مشہور تاریخ نگار مولانا ابوالقاسم رفعتی دلاوری مرحوم نے گزشتہ چودہ سو سال کے ان مشہور  
 جعلی خداؤں خانہ ساز نبیوں، خود ساختہ مسیحیوں اور جھوٹے مہدویت کے دعویداروں کے  
 بڑے دلچسپ اور بہت تفصیلی حالات تحریر کیے ہیں جنہوں نے عمد رسالت سے لے کر  
 آج تک الوہیت نبوت، مسیحیت، مہدویت اور اس قسم کے دوسرے جھوٹے دعوے کر  
 کے ملت اسلامیہ میں انتشار اور فساد پھیلایا اور اللہ کی بے شمار مخلوق کو اپنے مکرو فریب سے  
 گمراہ کیا۔ یہ کتاب اس سلسلہ کی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے جو مولف مرحوم نے تاریخ  
 کی مستند کتابوں مثلاً ”البدایہ النہایہ“ تاریخ ابن کثیر۔ تاریخ ابن کمال۔ طبقات ابن سعد۔  
 تاریخ طبری۔ داستان مذاہب۔ لسان المیران۔ اور دوسری بہت سی مشہور کتابوں کے  
 حوالوں سے مرتب کیا ہے مگر اس کتاب کا حجم بہت زیادہ ہے اور اس کی دو جلدیں تقریباً  
 ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں آج کل لوگ زیادہ طویل تحریر کو پسند نہیں کرتے اور  
 زیادہ قیمت بھی ان پر بار ہوتی ہے۔

فقیر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں اس کتاب میں سے صرف نبوت کے  
 جھوٹے دعویداروں کے حالات کو اختصار کے ساتھ مرتب کر کے کتاب کی شکل دے دوں تو  
 ایک تو قیمت بہت کم ہو جائے گی دوسرے مختصر ہونے کے سبب لوگوں کو مطالعے میں بھی  
 آسانی ہوگی۔

لیکن اصل محرک جس نے سنہ ۱۴۰۰ھ قمری پر تازیانہ لٹایا وہ یہ امید ہے کہ شاید میری  
 یہ حقیر خدمت دربار رسالت میں قبول ہو جائے اور آخرت میں آپ کی شفاعت کا ذریعہ  
 بن جائے اور اس طرح دنیا میں بھی میں اس فوج کا ایک سپاہی بن جاؤں جو ختم نبوت کے  
 محاذ پر ناموس رسالت کے ڈاکوؤں سے نیرو آزما ہے۔

الحمد للہ حضرت حق کی استعانت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات سے بہت  
 قلیل عرصے میں ایک مسودہ تیار ہو گیا جو کتاب کی شکل میں اب آپ کے سامنے ہے۔

## ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبولؐ

چند اشعار جو لکھے ہیں پئے نذر رسولؐ  
عاقبت میری سنور جائے جو ہو جائیں قبول  
کیا قصیدہ پڑھوں انکا وہ ہیں نبیوں کے نبی  
ان کی توصیف کروں کیا وہ رسولوں کے رسول  
لائے جبرئیل فرشتوں کی حفاظت میں کتب  
نفس و شیطاں کا نہیں جس میں ہوا کوئی دخول  
کر سکا کہہ گراں بھی نہ حمل جس کا  
آپ کے قلب مبارک پہ ہوا اس کا نزول  
آپ سے پہلے کے ادیان کی حالت یہ ہے  
ہیں کتابیں جو محرف تو شریعت بھول  
آپ کا دین ہی وہ دین ہمیں ہے جس میں  
سب ہے محفوظ کتاب ہو کہ شریعت کے اصول  
اب نبی کوئی نہ آئے گا ہدایت کے لئے  
بس اسی ذات سے اب ہوگا ہدایت کا حصول  
ہو گئی ختم نبوت یہ یقین ہے میرا  
ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبولؐ  
مشغلہ میرا ہے ناموس رسالتؐ کا دفاع  
اے نبیؐ آپ کی توصیف ہے میرا معمول  
ہو سکا مجھ سے تو میں وقت نزاع بھی ہر دم  
آپ کی مدح سرائی میں رہوں گا مشغول  
آپ کی نظر عنایت کا ہے محتاج شمار  
اس گنگار پہ رکھیے گا توجہ مبذول

# (۱) ”مسلمہ کذاب یمامہ“

یہ شخص کذاب یمامہ کے لقب سے بھی مشہور ہے اس کی خود ساختہ نبوت کا فتنہ کافی عرصے تک رہا جس کو بڑے بڑے صحابہ نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر جڑ سے اکھاڑ دیا جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی۔

## (۲) مسلمہ کی دربار نبویؐ میں حاضری

مسلمہ نے اور وفد کی طرح وفد بنی حنیفہ کے ساتھ آستانہ نبویؐ پر حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی دی کہ حضورؐ اسے اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور کی ایک ٹہنی رکھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اے مسلمہ اگر تم امر خلافت میں مجھ سے یہ شلخ خرا بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔ مگر بعض صحیح روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضورؐ سے بیعت نہیں کی تھی اور کہا تھا کہ اگر آپ مجھے اپنا جانشین متعین فرمائیں یا اپنی نبوت میں شریک کریں تو میں بھی بیعت کرتا ہوں۔ لیکن حضور علیہ السلام کے جواب سے وہ مایوس ہو کر چلا گیا۔

## دعوائے نبوت کا آغاز

مسلمہ حضورؐ کا جواب سن کر یمامہ واپس آیا اور اہل یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ اور اس نے اپنی من گھڑت وحی اور الہام کے افسانے سنا سنا کر لوگوں کو اپنا ہم

نواور معتقد بنانا شروع کر دیا اس پر مستزاد یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام نے میلہ کے دعوائے نبوت اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خبر سن کر اس کے ہی قبیلے کے ایک ممتاز رکن کو جو نمار کے نام سے مشہور تھا یمامہ روانہ فرمایا کہ میلہ کو سمجھا بچھا کر راہ راست پر لائے مگر اس شخص نے یمامہ پہنچ کر الٹا میلہ کا اثر قبول کر لیا اور لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ میلہ میری نبوت میں شریک ہے۔ نمار کے اس بیان سے لوگوں کی عقیدت مستحکم ہو گئی اور کثرت سے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لانے لگے نمار نے میلہ کی جھوٹی نبوت کو مقبول بنانے اور مشہور کرنے میں وہی کردار ادا کیا جو حکیم نور الدین نے قادیانی غلام احمد کذاب کی خود ساختہ نبوت کو عوام میں پھیلانے کے لئے کیا۔

حضرت سید المرسلین کے نام میلہ کا مکتوب اور اس کا جواب ہر طرف سے اپنے ہم نواؤں کی کثرت اور عقیدت دیکھ کر میلہ کے دماغ میں یہ بات بینہ گئی کہ وہ واقعی حضور علیہ السلام کی نبوت میں شریک ہے چنانچہ اس نے کمال جسارت سے حضورؐ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔

"سید رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں۔ عرب کی سرزمین نصف آپ کی ہے اور نصف میری لیکن قریش کی قوم زیادتی اور باانصافی کر رہی ہے۔"

یہ خط دو قاصدوں کے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا حضورؐ نے اس قاصد سے پوچھا تمہارا میلہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارا سچا نبی کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اگر قاصد کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کرا دیتا" اس دن سے دنیا بھر میں یہ اصول مسلم اور زبان زد خاص و عام ہو گیا کہ قاصد کا قتل



جائز نہیں۔ حضرت صادق و مصدوق علیہ السلام نے مسیلمہ کو جواب میں لکھا۔

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منجانب محمد رسول اللہ بنام مسیلمہ کذاب۔

سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد معلوم

ہو کہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس

کا مالک بنا دیتا ہے اور عاقبت کی کامیابی متقیوں کے لئے ہے۔“

### مسیلمہ کی خود ساختہ شریعت و معجزات (۴)

لوگوں کو اپنے دین اور جھوٹی نبوت کی طرف راغب کرنے کے لئے ضروری تھا کہ محمدی شریعت کے مقابل ایسی شریعت گھڑی جائے جو لوگوں کے نفسانی خواہشات کے مطابق ہو تاکہ عوام کی اکثریت اس کی نبوت پر ایمان لے آئے چنانچہ اس نے ایک ایسے (عامیانہ) اور (رندانہ) مسلک کی بنیاد ڈالی جو عین انسان کے نفس امارہ کی خواہشات کے مطابق تھی چنانچہ اس نے :

(۱) شراب حلال کر دی۔

(۲) زنا کو مباح کر دیا۔

(۳) نکاح بغیر گواہوں کے جائز کر دیا۔

(۴) ختنہ کرنا حرام قرار پایا۔

(۵) ماہِ رمضان سے روزے اڑا دیئے۔

(۶) فجر اور عشاء کی نماز معاف کر دی۔

(۷) قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔

(۸) سنتیں ختم صرف فرض نماز پڑھی جائے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی خرافات اس نے اپنی خود ساختہ شریعت میں جاری کیں چونکہ یہ سب باتیں انسانی نفس (امارہ) کے عین مطابق تھیں اس لئے عوام الناس جوق درجوق اس پر ایمان لانے لگے اور اباحت پسند اور عیاش طبیعت والے لوگوں کو ہوس راتوں اور نشاط فرمایوں کا اچھا موقع مل گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا

کہ ہر طرف فواحشت اور عیش کوشی کے شرارے بلند ہونے لگے اور پورا علاقہ فسق و فجور کا گوارہ بن گیا۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دنیاوی حیثیت سے کتنا ہی عروج کیوں نہ حاصل ہو جائے مگر دینی عزت و عظمت ان کو کبھی حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو سید کے لئے اس طرح ظاہر کیا تھا کہ جس کلام کا وہ اپنی عظمت دکھانے کے لئے ارادہ کرتا یا دعا کرتا مولدہ بالکل اس کے برعکس ہو جاتا چنانچہ

○ ایک مرتبہ ایک شخص کے باغیت کی شہلابی کی دعا کی تو درخت بالکل سوکھ گئے۔

○ کنوؤں کا پانی بڑھنے کے لئے حضور علیہ التیمۃ والسلام کی طرح سید نے اپنا آب دہن ڈالا تو کنوؤں کا پانی اور نیچے چلا گیا اور کنویں سوکھ گئے۔

○ بچوں کے سر پر برکت کے لئے ہاتھ پھیرا تو بچے مچے ہو گئے۔

○ ایک آشوب چشم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل اندھا ہو گیا۔

○ شیردار بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس کا سارا دودھ خشک ہو گیا اور تھن سکڑ گئے۔ اور اسی قسم کے بہت سے واقعات سید کی ذات سے پیش آئے۔

### سید کذاب سے مسلمانوں کی جنگ اور اس کی فتح

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو گیارہ لشکر ترتیب دیے تھے اس میں ایک دستہ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل کی قیادت میں سید کذاب کی سرکوبی کے لئے سیماء روزانہ فرمایا تھا۔ اور ان کی مدد کے لئے حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو کچھ فوج کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ کر دیا تھا اور عکرمہؓ کو حکم تھا کہ جب تک شرجیلؓ تم سے نہ آئیں حملہ نہ کرنا مگر حضرت عکرمہؓ نے جوش جہلا میں حالات کا جائزہ لے بغیر اور حضرت شرجیلؓ کی آمد سے پہلے ہی سید پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عکرمہؓ کو شکست ہوئی اور سید کا لشکر فتح کے

شکریانے بجاتا ہوا واپس ہو گیا۔

حضرت شرجیلؓ کو جب اسی شکست کی خبر ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے اور امیر المومنین کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر امیر المومنین نے حضرت خالد بن ولید کو میلہ کے خلاف معرکہ آراء ہونے کا حکم دیا اور ایک لشکر ان کے لئے ترتیب دیا جس میں مہاجرین پر حضرت ابو حذیفہؓ اور حضرت زید بن خطابؓ اور انصار پر حضرت ثابت بن قیسؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ حضرت شرجیل کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد کے لشکر سے آکر مل جائیں۔

حضرت خالدؓ نہایت سرعت سے مدینہ سے نکل کر یمامہ کی طرف بڑھے جہاں میلہ کا چالیس ہزار آدمیوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ اور مسلمان سب ملا کر تیرہ ہزار کی تعداد میں تھے جن میں بہت سے اصحاب بدر بھی شریک تھے جب میلہ کو معلوم ہوا کہ حضرت خالد اس کی سرکوبی کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو وہ خود بھی اپنا لشکر لے کر نکلا اور عقریا کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

### میلہ کے سردار مجاہد کی گرفتاری

میلہ کی طرف سے مجاہد بن مرادہ ایک الگ لشکر جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلا لیکن اس سے پہلے کہ وہ میلہ کے لشکر سے ملے حضرت شرجیلؓ بن حسہ سے جو حضرت خالد کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر مقرر تھے مذہبی ہو گئی۔ حضرت شرجیلؓ نے اس کے سارے لشکر کو گاجر سولی کی طرح کٹ کر رکھ دیا اور مجاہد کو زندہ گرفتار کر کے حضرت خالد کے سامنے پیش کیا جس کو انہوں نے اپنے خیمہ میں قید کر دیا۔

(۱۵) حق و باطل کا ٹکراؤ

اس واقعہ کے بعد حضرت خالد نے بھی عقریا کے مقام پر پہنچ کر میلہ

کے لشکر کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔  
دوسرے دن دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوئے۔ سیلہ کے  
لشکر میں چالیس ہزار اور مسلمان لشکر تیرہ ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

حضرت خالد نے اتمام حجت کے لئے سیلہ اور اس کے لشکر کو دین حق  
کی دعوت دی دوسرے صحابہ کرام نے بھی وعظ و نصیحت میں کوئی کسر نہیں  
پھوڑی مگر سیلہ اور اس کے لشکر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ جنگ کا  
آغاز ہوا سب سے پہلے سیلہ کے سردار نہار نے لشکر سے نکل کر مبارزت  
طلب کی اس کے مقابلے کے لئے حضرت زید بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی  
نکلے اور بڑی پامردی سے مقابلہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اب تمسین کا دن پڑ  
گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور ایسا قتل ہوا کہ چشم فلک  
نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

حضرت خالد کے حکم سے مسلمانوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ  
سیلہ کی فوج حضرت خالد کے خیمہ میں داخل ہو گئی جہاں مجاہد کو حضرت خالد قید  
کر کے اپنی بیوی کی نگرانی میں دے گئے تھے۔ فوجیوں نے حضرت خالد کی بیوی  
کو قتل کرنا چاہا مگر مجاہد نے ان کو منع کیا اور کہا اگر مسلمانوں کو فتح ہو گئی تو پھر  
تمہاری عورتوں اور بچوں کی بھی خیر نہیں ہو گی۔ اس پر فوجی انہیں چھوڑ کر  
چلے گئے اب سیلہ کے لشکریوں کے دل بڑھ چکے تھے اور وہ اپنی کثرت تعداد  
کی وجہ سے مسلمانوں پر بھاری نظر آتے تھے یہ صورت حال دیکھ کر حضرت  
ابو حذیفہؓ حضرت ثابت بن قیس اور حضرت زید بن خطاب نے زبردست قتل کیا  
اور کشتوں کے پتھے لگا دیئے ثابت بن قیس دشمن کے قلب لشکر میں جا گھے اور  
داو شجاعت دے کر جام شہادت نوش کیا۔

حضرت زید بن خطاب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا ”ارے ارباب  
ایمان میں نے سیلہ کے سردار نہار کو جہنم واصل کیا ہے اب یا تو اس جھوٹے



نہی کو قتل کروں یا خود اپنی جان دے دوں گا یہ کہہ کر دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور بہت سوں کو موت سے ہم کنار کر کے خود بھی دین محمدیؐ پر نثار ہو گئے۔

حضرت خالد نے جب یہ دیکھا کہ سیلہ کی فوج پر اپنی عدوی کثرت کی بناء پر کسی تھکاوٹ کے آثار ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور مسلمانوں کا پلہ کبھی ہلکا ہوتا ہے کبھی بھاری تو انہوں نے سیلہ کے بڑے بڑے سرداروں اور بہادروں کو لٹکارا اور اپنے مقابلے کے لئے انہیں طیش دلایا چنانچہ بڑے بڑے سورا فوج سے نکل کر حضرت خالد سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے نکلے مگر جو مقابلے کے لئے آتا وہ زندہ بچ کر نہیں جاتا۔ حضرت خالد بن ولید نے تن تنہا سیلی لشکر کے بہت سے بڑی گرامی بہادروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ دیکھ کر سیلی فوج میں ہل چل سی مچ گئی۔ اب حضرت خالد نے سیلہ کو پکارا اور دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی۔ اس نے پھر یہ مطالبہ منظور کر دیا حضرت خالد گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کی طرف لپکے مگر وہ طرح دے کر دور نکل گیا اور ایک قلعہ نما بلغ میں پناہ لی جہاں اس کا لشکر بھی آکر اس سے مل گیا۔

### سیلی لشکر بلغ میں قلعہ بند اور براء بن مالک کی جانبازی

یہ ایک وسیع و عریض قلعہ نما بلغ تھا جس کے بڑے بڑے دروازے تھے۔ سیلہ اس بلغ میں اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر لیا اس بلغ میں جانے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت براء بن مالک نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں ان کو ستانے کا موقع دیے بغیر ان پر حملہ جاری رکھنا چاہئے اس کی ایک ہی ترکیب ہے کہ آپ مجھے دروازے کے قریب لے جا کر بلغ کے اندر پھینک دیں میں اندر جا کر دروازہ کھول دوں گا حضرت خالد نے کہا ہم تمہیں دشمن کے ہاتھوں میں نہیں دے سکتے۔ جب براء بن مالک نے بہت اصرار کیا تو ان کو دیوار پر کسی طرح چڑھا دیا گیا وہ فوراً اندر کود گئے اور بلغ کے دروازے پر کھڑے ہوئے

سینکڑوں پہرے دار فوجیوں پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بہادری کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور سب کو مارتے کاتے آخر کار دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت خالد لشکر لئے ہوئے دروازہ کھلنے کے گھمڑے فوراً دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر تو اس قدر گھسٹا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی اور مسلمان بھیڑ بکری کی طرح مرتدین کو ذبح کرنے لگے۔

### لشکر اسلام کے فتح اور میلہ کذاب کا خاتمہ

جب میلہ نے مسلمانوں کا جوش و خروش اور اپنی فوجوں میں کچھ شکست کے آثار دیکھے تو اپنے خاص دستے کو لے کر میدان جنگ میں کود پڑا۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی نے جو اب مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے لشکر کے سپاہی تھے اس کو دیکھ لیا اور اپنا مشہور نیزہ پوری قوت سے میلہ پر پھینکا جس کی ضرب کاری لگی اور میلہ زمین پر گر گیا قریب ہی ایک انصاری نے اس کو تلوار ماری اور سر کاٹ کر نیزے پر چڑھا دیا۔ میلہ کے مرتے ہی اس کی پوری فوج میں اتھری پھیل گئی اور مسلمانوں نے بھی بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ میلہ کے چالیس ہزار کے لشکر میں سے تقریباً اکیس ہزار موت کے گھاٹ اتارے گئے مسلمانوں کے صرف چھ سو ساٹھ آدمی شہید ہوئے جس میں بڑے بڑے صحابہ بھی تھے۔

میلہ کی موت کے بعد اس کا قبیلہ بنی حنیفہ صدق دل سے دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا اور ان کا ایک وفد امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں گیا جہاں ان کی تکریم کی گئی۔

### حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے عبداللہ پر عتاب

اس معرکہ میں حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ بھی شریک تھے

جب وہ واپس مدینے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا ”یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چچا زید بن خطاب تو جنگ میں شہید ہو جائیں اور تم زندہ رہو؟ تم زید سے پہلے کیوں نہ شہید ہوئے۔ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے عرض کیا ”اے والد محترم چچا صاحب اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کی تھی ان کی دعا قبول ہو گئی لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا حالانکہ میں نے چچا کی طرح جان کی پرواہ کئے بغیر مرتدین سے جنگ کی تھی۔“



(۲)

## ”اسود عنسی“

یہ شخص یمن کا باشندہ تھا۔ شعبہ بازی اور کمانت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اور اس زمانے میں یہی دو چیزیں کسی کے بالکل ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھیں۔ اس کا لقب ذوالنہار بھی ملتا جاتا ہے اس کے پاس ایک سدھلیا ہوا گدھا تھا یہ جب اس کو کتا خدا کو سجدہ کرو تو وہ فوراً سر سجدہ ہو جاتا اسی طرح جب بیٹھنے کو کتا تو بیٹھ جاتا اور جب کھڑا ہونے کے لئے کتا تو سرودھ کھڑا ہو جاتا تھا۔ نجران کے لوگوں نے جب اسود کے دعوائے نبوت کو سنا تو امتحان کی غرض سے اس کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ یہ لوگ اس کی چکنی چڑی باتوں اور مختلف شعبہوں سے متاثر ہو کر اس کے ہم نوا ہو گئے۔

اصحاب رسولؐ جو اس وقت یمن کے صوبوں پر حکمران تھے اہل یمن اپنے حاکم بلذان کے ساتھ جب اسلام میں داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلذان ہی کو یمن کا حاکم برقرار رکھا۔ بلذان کے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے مختلف علاقوں پر اپنے صحابہ کو مقرر فرمایا چنانچہ۔

نجران پر	عمرو بن حزم
نجران اور زید کے درمیانی علاقے پر	خالد بن سعید
ہمدان پر	عامر بن شیر
منعہ پر	شہر بن بلذان
مکہ پر	طاہر بن ابوالہ
یارب پر	ابو موسیٰ اشعری
مراد پر	فروہ بن مسیکہ
جند پر	علی بن امیہ



زیاد بن لبید انصاریؓ

عکاش بن ثورؓ

حضرت موت پر

سکرمک اور سکون پر

کو انتظامی امور اور حکومت فرائض تفویض فرمائے۔

### اسود غنی کا پورے یمن پر قبضہ اور صحابہ کی پریشانی

اسود نے دعوائے نبوت کے بعد آہستہ آہستہ اپنی طاقت بڑھانا شروع کی اور سب سے پہلے اہل نجران کو اپنا معتقد بنا کر نجران پر فوج کشی کر کے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن عاص کو وہاں سے بیدخل کر دیا پھر بدرجہ دوسرے علاقوں کو فتح کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے میں پورے حبش یمن کا بلا شرکت غیرے مالک بن میثا اسود کی ان فتوحات سے متاثر ہو کر اکثر اہل یمن اسلام سے منحرف ہو کر اسود کی جھوٹی اور خود ساختہ نبوت پر ایمان لے آئے۔

عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے مدینہ منورہ پہنچ کر سارے واقعات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے بعض سرداروں کو اور اہل نجران کو اسود کے خلاف جہاد کے لئے لکھا چنانچہ یہ لوگ آپس میں رابطہ قائم کر کے اسود کے خلاف متحد ہو گئے۔

### اسود غنی کا قتل (۵)

اسود غنی نے یمن کے شرمناک فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم شیر بن بلذان کی بیوی آزاد کو جبرا اپنے گھر میں ڈال لیا تھا اس لئے وہ عورت اس سے سخت نفرت کرنے لگی تھی۔ اور اس عورت کا عم زاد بھائی فیروز (صلی علیہ وسلم) جو شاہ حبشہ کا بھانجہ تھا آزاد کو اسود کے بچے استبد لو سے نجات دلانے اور اس سے اس کا انتقام لینے کے لئے موقع کا منتظر تھا۔ اسی دوران رسالت ملب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغام اہل یمن کے نام آیا جس میں حکم تھا کہ اسود کی سرکوبی کی جائے۔ اس پیغام سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور اسود کے خلاف لشکر کشی کے بجائے اس کے محل میں گھس کر اس کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے

فیروز دہلی اپنی (عم زانو) بہن آزاد سے ملا اور اس سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ اسود تمہارے والد اور شوہر کا قاتل ہے اور اس نے تمہیں جبراً اپنے گھر میں ڈال رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے ٹھکانے لگا دیا جائے اس میں تم ہماری مدد کرو۔ آزاد نے یقین دلایا کہ وہ ہر طرح اسود کے قتل میں فیروز کی مدد کرے گی۔ چنانچہ کچھ روز کے بعد آزاد نے فیروز اور اس کے ساتھیوں کو بتایا کہ اسود کے محل میں ہر جگہ چوکی اور پہرہ ہے۔ اور وہ سخت محتاط ہو گیا ہے اور ہر شخص کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ البتہ اگر تم محل کے عقب سے نقب لگا سکو تو وہاں تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں ایک چراغ روش کروں گی اور اسلحہ بھی تم کو وہیں مل جائے گا۔

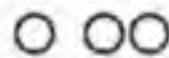
شام ہوتے ہی اس منصوبے پر عمل شروع ہوا اور فیروز اپنے ساتھیوں کے ساتھ نقب لگا کر اسود کے کمرہ تک پہنچ گیا دیکھا کہ اسود زور زور سے خراٹے لے رہا ہے اور آزاد اس کے قریب بیٹھی ہوئی ہے ابھی فیروز دو قدم اندر آیا ہو گا کہ اسود کے موکل شیطان نے فوراً اس کو جگا دیا وہ فیروز کو دیکھ کر بولا کیا کلام ہے جو تو اس وقت یہاں آیا ہے۔ فیروز نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایک جست لگائی اور اسود کی گردن پکڑ کر اس زور سے مروڑی جیسے دھوبی کپڑے نچوڑتے وقت کپڑے کو بل دیتا ہے۔ اسود کے منہ سے اس طرح خرخر کی آواز آنے لگی جیسے کوئی تیل ڈکارتا ہو۔ محل کے پہرے دار یہ آواز سن کر اس کے کمرے کی طرف دوڑے تو آزاد نے آگے بڑھ کر انہیں روک دیا اور کہنے لگی خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر دجی کا نزول ہو رہا ہے۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو کر چلے گئے۔

فیروز نے باہر نکل کر اسود کے قتل کی خبر سنائی اور فجر کی اذان میں موزن نے اشعدان محمد رسول اللہ کے بعد یہ الفاظ بھی کہے سنا سنا عیہلہ کذاب۔

### یمن کی فضا پر دوبارہ اسلامی پرچم

اسود کے قتل کے بعد جب مسلمانوں کا قرار واقعی تسلط ہو گیا تو اسود کے لوگ صنعا اور نجران کے درمیان صحرا نوردی اور بلوچہ پٹائی کی نذر ہو گئے اور صنعا اور نجران اہل

ارتداد کے وجود سے پاک ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکام دوبارہ اپنے اپنے علاقوں میں بحال کر دیئے گئے۔ صنعا کی امارت پر حضرت معاذ بن جبلؓ کا تقرر کیا گیا۔ اس قضیہ سے فارغ ہو کر ایک قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا حالانکہ حضور علیہ السلام کو یہ واقعہ بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے علیؓ الصبح صحابہ سے فرمایا آج رات اسود مارا گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود کس کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان کے ہاتھ سے جو ایک باہرکت خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اس کا نام کیا ہے۔ فرمایا ”فیروز“ چند دن کے بعد جب یمن کا قاصد اسود کے مارے جانے کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضور علیہ التیمت والسلام رحمت الہی کی آغوش میں استراحت فرما چکے تھے۔



(۳)

## ”علیہ اسدی“

علیہ بن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کی طرف منسوب ہے جو خیر کے آس پاس آباد تھا اس شخص نے رسالت ملب علی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد سعادت میں مرتد ہو کر میرا میں اقامت اختیار کی اور وہیں نبوت کا دعویٰ کر کے مطلق کو گمراہ کرنے میں مستغول ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ اس کے مقلد لوگوں میں داخل ہو گئے۔

### علیہ کی خود ساختہ شریعت

اس خود ساختہ نبی نے اپنی خود ساختہ شریعت لوگوں کے سامنے اس شکل میں پیش کی کہ نماز میں صرف قیام کو باقی رکھا اور رکوع سجود وغیرہ کو حذف کر دیا اور دلیل یہ دی کہ خدائے تعالیٰ نے نیاز اس سے مستثنیٰ ہے کہ لوگوں کے منہ خاک پر رگڑے جائیں اور وہ لوگوں کے کمر رکوع میں جھکانے سے بھی بے نیاز ہے اس معبود برحق کو صرف کھڑے ہو کر یاد کر لینا کافی ہے اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام اور عبادات کے متعلق بھی بہت سی باتیں اختراع کی تھیں۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جبرئیل امین ہر وقت میری صحبت میں رہتے ہیں اور وزیر کی حیثیت سے تمام اہم معاملات میں میری مدد کرتے ہیں اور مجھے مشورہ دیتے ہیں۔

### علیہ نے اللہ کے رسول کو بھی اپنی

### خود ساختہ نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی

علیہ نے اپنے عم زکریا بھائی جبل کو دنیا کے ہادی اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنی نبوت کی دعوت کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مدینہ آکر حضور علیہ السلام کو (نعمو باللہ) علیہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور کہا اس کے پاس روح الامن آتے ہیں اور لاکھوں لوگ اس کو اپنا ہادی اور نجات دہندہ مانتے ہیں وہ کیسے جھوٹا ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ



السلام اس پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا ”خدا تمہیں ہلاک کرے اور تمہارا خاتمہ بخیر نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جبل حالت ارتدادی میں قتل ہو کر جہنم داخل ہوا۔

### علیہ سے پہلی جنگ اور اس کا فرار

جبل کے جلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازورہؓ کو ان سرداران قبائل کی طرف (تحریک) جہاد کی غرض سے روزانہ کیا جو علیہ کے آس پاس رہتے تھے ان سب نے آپ کے ارشاد پر لبیک کہا اور حضرت ضارہ کے ماتحت ایک بڑی جماعت کو جہاد کئے بھیج دیا جس نے نہایت بے جگری اور بہادری سے علیہ کی فوج کا مقابلہ کیا اور جو سامنے آیا اس کو گاجڑہ مولیٰ کی طرح کٹ کر رکھ دیا۔ ہزار کوشش کے باوجود علیہ کی فوج مسلمانوں پر غالب آنے میں ناکام رہی اور سخت بدحواسی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت ضارہ اس فتح کی خوش خبری دینے ابھی مدینہ بھی نہیں پہنچے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اتفاق رائے سے مسلمانوں کے امیر منتخب ہوئے۔

### منکرین زکوٰۃ بھی علیہ سے مل گئے مدینہ پر حملہ

علیہ نے اپنے بھائی جبل کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام اہم امور اس کو سونپ دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور جبل کے ساتھ مل کر مدینہ شریف پر حملہ کا منصوبہ بنانے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے اپنا ایک قاصد جبل کے قاصد کے ساتھ مدینہ بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا ہم نماز تو ضرور پڑھیں گے مگر زکوٰۃ آئندہ سے بیت المال میں نہیں بھیجیں گے حضرت ابوبکرؓ نے صاف الفاظ میں کہا کہ تم اگر زکوٰۃ کے اونٹ کی اونٹنی رسی بھی دینے سے انکار کرو گے تو میں تم سے قتل کروں گا۔

یہ صاف بات سن کر دونوں قاصد واپس چلے گئے اور تین ہی دن کے بعد جبل نے رات کے وقت مدینہ شریف پر حملہ کر دیا حضرت اسلمہؓ کے لشکر کی روانگی کے بعد بہت

تھوڑی سے لوگ مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ بذات خود ان کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلے اور جبل کے لشکر کو مدینے سے نکل دیا لیکن واپسی میں جبل کے امدادی لشکر سے ٹکراؤ ہو گیا۔ اس لشکر نے مسلمانوں کے سامنے خلل مٹائیں جن میں ہوا بھر کر ان کے منہ رسیوں سے باندھ دیئے تھے زمین پر بچھا دیں جس سے مسلمانوں کے اونٹ جن پر وہ سوار تھے بھڑک گئے اور اپنے سواروں کو لے کر ایسے بھاگے کہ مدینہ ہی آکر دم لیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ آتے ہی دوبارہ حملے کا منصوبہ بنایا اور تازہ دم مسلمانوں کے ساتھ پانچ ہزار پادشمن کے سر پر جانچے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مرتدین کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ اس اچانک حملے سے دشمن گھبرا گئے جب کہ مجاہدین نے ان کو اپنی شمشیر زنی کا خوب تجربہ مشق بتایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن طلوع سے قبل ہی بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

### حضرت ابو بکرؓ کی دوسری فاتحانہ یلغار

علیہ کے لوگوں نے اس شکست پر جوش انتقام میں بہت سے مسلمانوں کو اپنے اپنے قبائل میں شہید کر دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابو بکرؓ کو ملی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور قسم کھائی کہ اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔

دو مہینے کے بعد حضرت اسامہ بن زید کا لشکر بھی فتح کے لئے پھرے اڑاتا ہوا مدینہ واپس آ گیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت اسامہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مسلمانوں کے ساتھ علیہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔

مسلمانوں نے آپ کو بہت روکا اور قسمیں دیں کہ آپ خود جملہ کی مشقت گوارا نہ فرمائیں مگر آپ نے لٹیک نہ سنی اور یہ فرمایا میں اس لڑائی میں بہ نفس نفیس اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں جملہ کی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دوسرے مسلمانوں نے میدان جنگ میں خوب اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور ارتداد کے حلقوں میں قیامت مچا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرتدین کے ایک مشہور سردار حبیبہ کو قید کر کے بنی فیلان کے سارے علاقے پر قبضہ جمایا دوسرے

قباہل نے میدان جنگ سے فرار ہو کر اپنی جان بچائی۔ اس کے بعد امیر المومنین مع اپنے لشکر کے فوراً مدینہ کی طرف اس خیال سے لوٹ گئے کہ کہیں مرتدین مل کر مدینہ میں کوئی تازہ فتنہ نہ کھڑا کر دیں۔

### اسلامی لشکر کی گیارہ دستوں میں تقسیم

حضرت ابو بکرؓ نے مدینہ واپس آ کر تمام اسلامی لشکر کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک دستے کے لئے الگ الگ جھنڈے اور امیر مقرر فرمائے چنانچہ۔ ○ حضرت خالد بن ولید کو امیر بنا کر علیجو کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔

○ حضرت عکرمہ بن ابو جہل کو امیر بنا کر مسیحہ کذاب کی طرف روانہ کیا۔

○ حضرت عدیؓ بن حاتم کو امیر بنا کر قبیلہ طے کی طرف بھیجا۔ کیونکہ اس قبیلہ نے بھی

علیجو کی مدد کی تھی اس لئے اس کی کوششیں بھی لازمی تھیں۔ حضرت عدیؓ نے اپنے قبیلہ میں

جا کر اسلام کی دعوت دی اور انحراف و سرکشی کے نتائج سے آگاہ کیا چنانچہ قبیلہ طے نے دوبارہ

سرسلیم خم کر دیا اور دوبارہ حلقہ گوش اسلام ہو گئے۔ اس طرح حضرت عدیؓ کی دعوت اور

تبلیغ سے دوسرے قباہل جو علیجو کے مددگار تھے دوبارہ مسلمان ہو گئے اور علیجو سے تعلق

منقطع کر لیا۔ ختم

### علیجو سے معرکہ اور جبل کی ہلاکت

اب حضرت خالد بن ولید نے عکاشہ بن محض اور ثابت بن ارقم کو تھوڑی سی فوج

دے کر علیجو کے خبر لینے کے لئے روانہ کیا اور اس کا سامنا جبل کی فوج سے ہو گیا اس

جھڑپ میں عکاشہ نے جبل کو قتل کر دیا اس کی خبر جب علیجو کو ملی تو وہ خود اپنی فوج لے کر

تیزی سے آیا اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اس معرکہ میں علیجو نے حضرت عکاشہ اور ثابت بن

ارقم دونوں کو شہید کر دیا۔ یہ خبر جب حضرت خالد بن ولید کے لشکر کو ملی تو مسلمانوں کو

بہت افسوس ہوا۔ حضرت خالد نے اب بغیر وقت ضائع کئے علیجو سے فیصلہ کن جنگ کرنے

کا ارادہ کر لیا اور فوج کو آراستہ کر کے علیجو کی لشکرگاہ کا رخ کیا۔

بڑا ذخہ کے مقام پر دونوں فوجوں کا ٹکرائو ہوا۔ اپنی مڑاؤ کا سردار عینہ بن حصین اپنی

قوم کے ملت سو آدمیوں کے ساتھ علیجو کا مددگار بنا ہوا تھا۔

**میدان جنگ میں علیجو کی فیصلہ کن شکست اور اس کا فرار**

حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ مرتدین کے منہ پھر گئے علیجو کا مددگار عینہ بن حصین اپنے ملت سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کر رہا تھا مگر اس کو احساس ہو گیا کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے اور علیجو کو شکست ہو جائے گی وہ فوراً علیجو کے پاس گیا اور پوچھا آپ پر کیا وحی آئی۔ جبریل نے کوئی فتح کی خوشخبری سنائی یا نہیں۔ علیجو جو چلور لوڑھے بیٹھا ہوا تھا بولا جبریل ابھی تک نہیں آئے ہیں انہیں کا انتظار کر رہا ہوں عینہ واپس میدان جنگ میں جا کر جاں بازی سے لڑنے لگا۔ پھر دوسری اور تیسری مرتبہ جا کر علیجو سے وحی کے متعلق پوچھا تو علیجو نے کہا کہ ہاں جبریل آئے تھے اور رب جلیل کا یہ پیغام دے گئے ہیں۔

”ان لک رحى کر حاء وحديثا لا تنساء“

”تیرے لئے بھی شدت جنگ ایسی ہو گی جیسے خالد کے لئے اور

ایک معاملہ ایسا گزرے گا کہ تو اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے گا۔“

عینہ کو یہ سن کر اس بات کا یقین ہو گیا کہ علیجو جھوٹا اور خود ساختہ نبی ہے چنانچہ اس نے میدان جنگ سے اپنے تمام ساتھیوں سمیت فرار اختیار کیا اس کا اثر دوسرے لشکریوں پر بھی ہوا اور انہوں نے بھی فرار کو جنگ پر ترجیح دی۔ اس طرح علیجو کو فیصلہ کن شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اس کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور اس کی بسلا نبوت پیش کے لئے الٹ گئی۔

علیجو نے صورت حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرار ہونے میں اپنی عافیت سمجھی اور ایک تیز رفتار گھوڑی پر سوار ہو کر ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اس کے تمام بھائی لشکر نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

**علیجو کا قبول اسلام**

کچھ عرصے کے بعد علیہ کو بھی حق تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مشرف بہ اسلام ہو کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں شام سے حج کے لئے آیا اور مدینے جا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عراق کی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے خصوصاً جنگ قدسیہ میں علیہ نے بڑی بہادری اور جوانمردی سے لشکر اسلام کا دفاع کیا۔

○ ○ ○



## سجلح بنت حارث

یہ عورت اپنے نسل کی مشہور کہنہ تھی اس کے ساتھ ہی نہایت فصیح و بلیغ اور بلند حوصلہ عورت تھی مذہباً عیسائی تھی اور تقررہ کو بانی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔

جب سجلح نے اپنی ہونٹا فطرت اور پاکل خوبیوں پر نظر کی اور دیکھا کہ مسیلہ جیسا سوسلہ بوڑھا نبوت کا دعویٰ کر کے اتنا باقدار بن گیا تو اسے بھی اپنے جو ہر حکم ادا سے فائدہ اٹھا کر کچھ کرنا چاہئے۔ جیسے ہی اس نے سید العرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی۔ اپنی نبوت اور وحی الہی کی دعویٰ دار بن بیٹھی سب سے سے پہلے بنی تغلب نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا جس سے سجلح کو ایک گویہ قوت حاصل ہو گئی۔ اب اس نے نہایت فصیح و بلیغ فصیح اور متقی عبارتوں میں خطوط لکھ کر تمام قبائل عرب کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔

بنی حمیم کا رئیس مالک بن بیبرہ اس کے خط کی فصاحت و بلاغت سے اتنا متاثر ہوا کہ اسلام ترک کر کے اس کی نبوت پر ایمان لے آیا۔ دوسرے قبائل بھی جن میں احنف بن قیس اور حارث بن بدر جیسے معزز اور شریف لوگ تھے اس کی سحر جانی سے مرعوب ہو کر اس کے عقیدت مند ہو گئے۔

## سجلح کی مدینے اور یلمہ پر فوج کشی

جب سجلح کو کافی قوت حاصل ہو گئی تو اس کے دماغ میں مدینہ شریف پر حملہ کرنے کی سالی۔ مالک بن نویرہ نے سجلح کو اس ارادہ سے باز رکھا اور بنی حمیم پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ سجلح کا لشکر بنی حمیم پر ٹوٹ پڑا اور دونوں طرف کافی نقصان ہوا۔ ایک رات اس نے ایک نہایت فصیح و بلیغ عبارت تیاری کی اور صبح سرداران فوج کو جمع کر کے کہنے لگی کہ اب میں وحی الہی کی ہدایت کے مطابق یلمہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔ یلمہ میں مسیلہ کذاب اپنی نبوت کی دوکھن لگائے بیٹھا تھا اور سجلح یلمہ پر حملہ

کرنے کے لئے نکلی ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک لشکر حضرت خالد کی سرداری میں سجال کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالد آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ اسلام کے دو مشترکہ دشمنوں میں تصادم ہونے والا ہے تو حضرت خالد وہیں رک گئے۔

ادھر میسلہ کو جب سجال کے حملہ کی خبر ملی تو اس کو کافی تشویش لاحق ہو گئی کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر بھی اس کے مقابلے پر آ رہا ہے۔ اس لئے اس نے سجال سے مقابلہ کرنے کے بجائے عیاری و مکاری سے کام لینا چاہا۔ چنانچہ بہت سے نفیس تحائف کے ساتھ سجال سے ملاقات کی۔ اس کی سیرت، صورت، صباحت و ملاحت کا یہ نظر غائر مطالعہ کیا اور گرد و پیش کے حالات سے اس کو اندازہ ہو گیا کہ سجال پر جنگ و جدل کے ذریعے فتح پانا دشوار ہے۔ عورت ذات عشق و محبت کے جل میں پھنسا کر ہی رام کی جاسکے گی۔ چنانچہ چلتے وقت اس نے سجال سے درخواست کی کہ آپ میرے خیمہ تک تشریف لا کر مجھے سرفراز فرمائیں وہیں ہم اپنی اپنی نبوت کے متعلق گفتگو کریں گے۔ سجال جو دور اندیشی سے عاری تھی راضی ہو گئی اور یہ بھی وعدہ کر لیا کہ دونوں کے آدمی خیمہ سے دور رہیں گے تاکہ بات چیت راز میں رہے۔ اس وعدے پر اس پیر فروت کی توبہ چھیں کھل گئیں۔

میسلہ نے آتے ہی حکم دیا کہ ایک نہایت خوش نما اور پر تکلف خیمہ نصب کیا جائے اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔ میسلہ نے اسے اعلیٰ قسم کے اسباب عیش اور سلمان زینت سے آراستہ کرایا۔ انواع و اقسام کے عطریات اور مسکور کن خوشبوؤں سے اسے معطر کر کے (تجلد عروسی کی طرح سجایا۔

وقت موعود پر سجال ملاقات کے لئے آئی دونوں خیمہ میں داخل ہوئے۔ میسلہ نے سجال کو حرمِ نرم ریشمی گدے گدیوں پر بیٹھایا اور اس سے میٹھی میٹھی باتیں بنانا شروع کیں خوشبو کی لپٹوں نے سجال کو مسکور کر دیا تھا اور میسلہ اس کے چہرے اور جذبات کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ میسلہ بولا اگر جناب پر کوئی تازہ وحی نازل ہوئی ہو تو مجھے سنائیے سجال بولی نہیں پہلے آپ اپنی وحی کے الفاظ سنائیے کیونکہ میں پھر بھی عورت ذات ہوں میسلہ

بھانپ گیا کہ سبوح کی نبوت بھی اس کے دعویٰ کی طرح جھوٹی اور خانہ ساز ہے۔  
اب میلہ نے سبوح پر عشق و محبت کا جمل پھینکا اور عورت کی فطری کمزوری سے  
فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ بولا مجھ پر یہ وحی اتری ہے۔

الم ترا کیف فعل ربك بالحیلی اخرج منها نسمة نسی  
بین صفاق وحشی

ترجمہ: کیا تم اپنے پروردگار کو نہیں دیکھتے کہ وہ حلالہ عورتوں سے کیا سلوک کرتا  
ہے۔ ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جو نکلنے وقت پردوں اور جھیلیوں کے  
درمیان لپٹے رہتے ہیں۔

یہ عبارت چونکہ بہ تھنلئے جوالی سبوح کی نفسانی خواہش سے مطابقت رکھتی  
تھی بولی اچھا کچھ اور سنائیے۔ میلہ نے جب دیکھا سبوح برا ماننے کے بجائے خوش  
ہوئی تو اس کا حوصلہ اور بوجھ اور کہنے لگا کہ مجھ پر یہ آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔

”ان لله خلق الناء افراجا وجعل الرجال لهن ازواجاً  
فتولج فیہن ایلاً جاثم نخرجنا اذا انشاء اخراجاً فینجن  
لنا سخالا انتساجاً

ترجمہ: اس عبارت کا مضمون چونکہ انتہائی فحش ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔  
اس شرمناک اور شہوت انگیز ابلیسی وحی نے سبوح پر پورا پورا اثر کیا۔ میلہ  
کی منہ مانگی مراد پوری ہوئی فوراً بولا سنو سبوح خدائے برتر نے عرب کی نصف زمین  
مجھے دی تھی اور نصف قریش کو مگر قریش نے ناانصافی کی اس لئے رب العزت نے  
قریش سے ان کا نصف حصہ چھین کر تمہیں عطا کر دیا۔ کیا اب یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم  
دونوں اس وقت نکاح کر لیں اور پھر ہم دونوں کے لشکر مل کر سارے عرب پر قبضہ کر  
لیں۔

سبوح پر میلہ کا جلوہ چل چکا تھا بولی مجھے منظور ہے۔ یہ حوصلہ افزاء جواب  
سن کر میلہ نے انتہائی فحش اشعار اس کو سناتے شروع کیے اور آخر میں منہ کھلا کرنے

کے بعد کہنے لگا مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

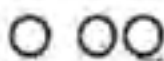
تین شب و روز سجاہ اور میلہ خیمہ کے اندر دلو و عیش دیتے رہے اور باہر ان کے اندھے مرید چشم بر لہ اور گوش بر آواز بنے ہوئے تھے۔ <sup>۱۵</sup> خوش اعتقاد امتی یہ ممکن کر رہے تھے کہ ہر مسئلہ پر بہت کچھ دو تفسیر ہو رہی ہوگی اور بحث و اختلاف کے لئے وحی ربانی کا انتظار کیا جا رہا ہو گا مگر وہاں دونوں بر شوق کو لہاد لہسن بسلا نشاط پر بیٹھے بہار کامرانی کے مزے لوٹ رہے تھے۔

سجاہ کے مرید فجر اور عشاء کی نماز معاف <sup>۱۶</sup> تین روز کے بعد سجاہ اپنی عصمت و نبوت کو خاک میں ملا کر اپنے لشکر واپس آئی اور سب کو بلا کر کہا کہ میلہ بھی نبی برحق ہے میں نے اس کی نبوت تسلیم کر کے اس سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ تمہاری مرسلہ کو ایک مرسل کی اشد ضرورت ہے۔ سب نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا مر کیا قرار پایا۔ سجاہ نہایت سادگی سے بولی یہ بات تو میں اس سے پوچھنا ہی بھول گئی۔ سرداران لشکر نے کہا کہ حضور بہتر ہو گا کہ ابھی واپس جا کر مر کا تعقیب کر لیجئے کیونکہ کوئی عورت بغیر مراپنے آپ کو کسی کی زوجیت میں نہیں دیتی۔ سجاہ فوراً واپس میلہ کیس گئی ادھر میلہ واپس اپنے قلعہ میں جا کر دروازہ بند کر کے سما ہوا بیٹھا تھا کہ کہیں سجاہ کے سرداران لشکر اس عقد کو اپنی توہین سمجھ کر مجھ پر حملہ نہ کریں سجاہ جب قلعہ پر پہنچی اور اپنے آنے کی اطلاع کرائی تو میلہ بہت خوفزدہ ہوا دروازہ بھی نہیں کھولا۔ چھت پر آکر اس نے پوچھا اب کیسے آتا ہوا سجاہ بولی تم نے مجھ سے نکاح تو کر لیا لیکن میرا مہر تو بتاؤ۔ میلہ نے کہا کہ تم جا کر اعلان کر دو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے پانچ نمازیں لائے تھے۔ رب العزت نے فجر اور عشاء کی دو نمازیں مومنوں کو سجاہ کے مرید معاف کر دیں۔

سجاہ کا قبول اسلام

سجاح کے بہت سے سرداران لشکر اور سمجھ دار امتی نکلج کے واقعے سے بہت دل برداشتہ ہوئے اور آہستہ آہستہ اس سے بدامین ہو کر الگ ہونے لگے اور اس کی فوج میں بجائے ترقی کے انحطاط ہوتا چلا گیا۔ سجاح نے بھی یہ محسوس کر لیا کہ اس کی حکومت سلاطین نبوت اور فصاحت و بلاغت اب مزید کلام نہیں آسکے گی چنانچہ وہ قبیلہ بنی تغلب میں جس سے وہ نامی رشتہ رکھتی تھی رہ کر خوشی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

جب حضرت امیر مملوکیہ کا زمانہ آیا تو ایک بہل سخت قحط پڑا تو انہوں نے بنی تغلب کو بصرہ میں آبلو کر دیا لہذا سجاح بھی ان کے ساتھ بصرہ آگئی اور یہاں آکر اپنی پوری قوم کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور پھر بڑی وسعت داری اور پرہیزگاری کی زندگی گزاری اور اسی ایمانی کی حالت میں اس کی وفات ہوئی۔ بصرہ کے حاکم اور صحابہ رسول حضرت سمو بن جندبؓ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔





## مہرہی حارث کذاب و مشقی

شیطان کا معمول ہے کہ وہ طرح طرح کی نورانی شکلیں اختیار کر کے بے مرشد ریاضت کشوں کے پاس آتا ہے اور طرح طرح کے سبز بلغ دکھا کے کسی سے کہتا ہے کہ تو ہی میری موعود ہے۔ کسی کے کھن میں یہ پھونکتا ہے کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔ کسی کو حلال و حرام کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ کسی کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور وہ بد نصیب علیہ اسیر یقین بھی کر لیتا ہے اور شیطان کی اس نورانی شکل اور آواز کو سمجھتا ہے کہ خود خداوند قدوس کا جمل دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کلام ہے اور اس نے اس کو نبوت یا مہدویت کا نصب جلیل عطا کیا ہے۔

بڑے بڑے اولیاء کرام شیخ عبدالقدور جیلانی قدس سرہ اور ابو محمد خفاف جیسے بزرگوں پر بھی شیطان نے ایسا ہی شعبہ دکھایا تھا مگر وہ لوگ گمراہ ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ ان کا مجاہدہ اور ریاضت اپنے مرشد کے سائے میں طے ہوا تھا۔ لیکن جو بے مرشد علیہ و زائد ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں وہ اکثر اس شیطانی انواء کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے حارث و مشقی اور ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی۔

### ۱) سے نسل حارث کے شعبہ (استدراج)

جو محض بھوکا رہے۔ کم سوئے۔ کم بولے اور نفس کشی اختیار کر لے اس سے بعض دفعہ ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں تو دوسروں سے نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اگر اہل اللہ میں سے ہوں تو ان کے ایسے فعل کو کرامت کہتے ہیں اور اگر اہل کفر یا گمراہ بدعتی لوگ ہوں تو ان کے ایسے فعل کو استدراج کہتے ہیں۔ یہ تصرفات محض ریاضت اور نفس کشی کا ثمرہ ہوتے ہیں عقل باللہ اور قرب حق سے ان کو کوئی واسطہ نہیں لا یہ کہ کسی صحیح شریعت بزرگ سے ایسے افعال صادر ہوں۔ چنانچہ حارث اپنی ریاضت و مجاہدات اور نفس کشی کی بدولت ایسے تصرفات کرتا تھا مثلاً کہتا کہ آؤ میں تمہیں دمشق سے فرشتوں کو جاتے

ہوئے دکھاؤں چنانچہ حاضرین محسوس کرتے کہ فہمت حسین و جمیل فرشتے بصورت انسان گھوڑوں پر سوار جا رہے ہیں۔ موسم سرما میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں جاڑوں کے پھل لوگوں کو کھلاتے لے

### (۳) حارث کا بیت المقدس کو فرار

جب حارث کے استدرراج اور شہیدوں نے شہرت اختیار کر لی اور خلق خدا زیادہ گمراہ ہونے لگی ایک دھڑکی رئیس قاسم بن بخیرہ اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کس چیز کے دعویدار ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں قاسم نے کہا اسے دشمن خدا تو بالکل جھوٹا ہے۔ حضرت شمع المرسلین علیہ السلام کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ قاسم وہاں سے اٹھ کر سیدھا خلیفہ وقت عبد الملک بن مروان کے پاس گیا اور ملاقات کر کے حارث کے دعوئے نبوت اور لوگوں کی بد اعتقادی کا تذکرہ کیا۔

عبد الملک نے حکم دیا کہ حارث کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے لیکن جب پولیس پہنچی تو وہ بیت المقدس فرار ہو چکا تھا۔ حارث نے وہاں باقاعدہ اپنی نبوت کی دو گان کھولی اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگا۔

بصرہ کے ایک سمجھدار شخص نے حارث سے ملاقات کی اور بعد دیر تک اس سے جملہ خیالات کیا جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور خلق خدا کو گمراہ کر رہا ہے۔ یہ شخص بہت عرصہ تک حارث کے ساتھ رہا اور جب اس کا اعتقاد حاصل کر لیا تو حارث سے یہ کہہ کر میں اب اپنے وطن بصرہ جا رہا ہوں اور وہاں آپ کی نبوت کی طرف لوگوں کو دعوت دوں گا سیدھا خلیفہ عبد الملک کی خدمت میں پہنچا اور حارث کی شرانگیزیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اگر کچھ آدمی میرے ساتھ آپ کو دیں تو حارث کو میں خود گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ خلیفہ نے چالیس سپاہی اس کے ساتھ کر دیئے۔

بصری رات کے وقت حارث کی قیام گاہ پر پہنچا اپنے ساتھیوں کو قریب ہی کہیں چھپا

دیا اور کہا جب آواز دوں تو سب اندر آ جاؤ۔

حارث نے کہا کی اطلاع ہے اپنے باپ کو کہہ دو اور اسے بھیجے  
کہنے کے لئے کسی تاجر کو بھیج دو جس سے پہلے وہ پہنچے۔

بصری چونکہ حادث کا اعتبار تھا اس لیے کسی نے نہیں روک اندر جاتے ہی ساتھیوں کو آواز دی اور اس طرح حادث کو پاپہ زنجیر کر کے دمشق کے لئے روانہ ہوئے راستے میں دوسری مرتبہ حادث نے اپنا شعبہ دھکیلا اور زنجیر ہاتھ سے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی ایسا وہ مرتبہ ہوا مگر بصری بالکل متاثر نہیں ہوا اور اس کو لے جا کر خلیفہ عبدالملک کے سامنے پیش کر دیا۔

### حادث کا قتل۔ خود ساختہ نبوت کا اختتام

خلیفہ نے حادث سے پوچھا کیا واقعی تم نبی ہو؟ حادث بولا بے شک لیکن یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ جو کچھ میں کہتا ہوں وحی الہی کے مطابق کہتا ہوں۔ خلیفہ نے ایک قوی ہیکل محفظہ کو اشارہ کیا کہ اس کو نیزہ مار کے ہلاک کر دے۔ اس نے ایک نیزہ مارا لیکن حادث پر کوئی اثر نہیں ہوا حادث کے مریدوں نے کہا کہ اللہ کے نبیوں کے اجسام پر ہتھیار اثر نہیں کرتے۔ عبدالملک نے محفظہ سے کہا شاید تو نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ نہیں مارا۔ محفظہ نے بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ نیزہ مارا جو حادث کے جسم کے پار ہو گیا وہ بری طرح جھج مار کر گر چڑا اور مگر تے ہی ہلاک ہو گیا اور اس طرح خلیفہ ساز نبی اور اس کی نبوت اپنے انجام کو پہنچی۔

حادث کے بدن سے زنجیر ٹوٹ کر گرنے کے متعلق علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقان بین لولیا الارکین و لولیاہ القیطان میں لکھا ہے کہ حادث کی ہتھکڑیاں اٹارنے والا اس کا کوئی موکل یا شیطان تھا اور اس نے فرشتوں کو جو گھوڑوں پر سوار دکھایا تھا وہ فرشتے نہیں جنت تھے۔

۵۔ صر حار عایب فارسی کے مریدوں نے ایسے موقع پر بھنے کیلئے کمرہ سے ایک سفید مہندہ منہ بھائی حار حار سے سیاحہ یحییٰ بن علی (عمری) کو شاہی آ رہا ہوتا گاؤ سے معلوم تھا۔ اس نے اس کا رخ سے ہاتھ ڈال دیا۔

(۶)

## ”مغیرہ بن سعید“

یہ شخص خالد بن عبداللہ قسری والی کوفہ کا آزاد کردہ غلام تھا حضرت امام محمد باقرؑ کی رحلت کے بعد پہلے امامت اور پھر نبوت کا دعویٰ کرنے لگا۔ یہ کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کی مدد سے مردوں کو زندہ اور فوجوں کو شکست دے سکتا ہوں۔ اگر میں قوم علود ثمود کے درمیانی حمد کے لوگوں کو بھی چاہوں تو زندہ کر سکتا ہوں۔

اس کو جلود اور سحر میں بھی کمال دستگاہ حاصل تھی اور دوسرے طلسمات مثلاً نیرنجات وغیرہ بھی جانتا تھا جس سے کام لے کر لوگوں پر اپنی بزرگی اور عقیدت کا سکہ جمانا تھا۔

## مرزا قلیانی کی طرح مغیرہ کی جھوٹی پیشین گوئی

مغیرہ نے پیشین گوئی کی تھی کہ محمد بن عبداللہ بن حسن ثقی بن امام حسن (نفس ذکیہ) بنی ہمدی آخر الزماں ہوں گے اور اس طرح پوری روئے زمین پر ان کی حکمرانی ہو گی۔ مگر مغیرہ کے مرنے کے ۳۶ سال کے بعد جب حضرت نفس ذکیہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف خروج کر کے حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا تھا خلیفہ نے ان کے خلاف ایک لشکر عیسیٰ بن موسیٰ کی کمان میں بھیجا تھا جس میں حضرت نفس ذکیہ شہید ہو گئے تھے تو اس جھشکوئی کے جھوٹ ہو جانے پر اس کے مریدین کی ایک جماعت اس پر لعنت کرنے لگی اور دوسرے یہ کہہ کر اپنی خوش اعتقادی پر قائم رہے کہ حضرت نفس ذکیہ شہید نہیں ہوئے بلکہ وہ مستور ہو گئے ہیں اور جب حکم ہو گا تو آکر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لیں گے جب ان لوگوں سے سوال کیا جاتا کہ پھر وہ کون شخص تھا جو خلیفہ



ابو جعفر منصور کے لشکر کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو اس کا وہ معجزہ خیز جواب دیتے کہ وہ ایک شیطان تھا جس نے محمد بن عبد اللہ نفس ذکیہ کی شکل و صورت اختیار کر لی تھی۔

### مغیرہ کا انجام زندہ آگ میں جلا دیا گیا

جب خالد بن عبد اللہ قسری کو جو خلیفہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے عراق کا حاکم تھا یہ معلوم ہوا کہ مغیرہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اور اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ تو اس نے ۱۱۹ ہجری میں اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ مغیرہ اپنے چھ مریدوں کے ساتھ گرفتار ہو کے خالد کے سامنے پیش کیا گیا۔ خالد نے اس سے پوچھا تو کس چیز کا دعویٰ دار ہے۔ اس نے کہا میں اللہ کا نبی ہوں۔ خالد نے پھر اس کے مریدوں سے پوچھا تم اس کو اللہ کا نبی مانتے ہو سب نے اثبات میں جواب دیا۔

خالد نے مغیرہ کو سرکنڈے کی گھٹے کے ساتھ باندھا اور تیل جھڑک کر اس کو زندہ جلا دیا۔

خالد نے جوش میں اس کو آگ کی سزا دی ورنہ حدیث شریف میں آگ سے عذاب دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔





## بیان بن سعلان

یہ شخص نبوت کا دعویدار تھا اور اہل ہند کی طرح کٹخ لار طول کا قائل تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میرے جسم میں خدا کے کردگار کی روح طول کر گئی ہے۔ یہ بھی کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کے ذریعہ نہرو کو پلا لیتا ہوں اس کے بیوا کو اسی طرح خدا کا اوتار مانتے تھے جس طرح اہل ہند رام چندر کی اور کرشن جی کو۔

یہ خانہ سالہ نبی بھی قرآن پاک کی ایسی تہذیبات کرتا تھا جیسے ہمارے زمانے میں قانون کے خود ساختہ نبی نے کی ہیں۔ اس کے ماننے والے کہتے تھے کہ قرآن کی یہ آیت بیان ہی کی شکل میں اتری ہے۔

”هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ“

اور خود بیان نے بھی اپنے متعلق لکھا ہے۔

”اَنَا الْبَيَانُ وَاَنَا الْهُدًى وَالْمَوْعِظَةُ“

یعنی میں ہی بیان ہوں اور میں ہی ہدایت والو موعظہ ہوں

بیان نے اپنی خانہ سالہ نبوت کی دعوت حضرت امام محمد باقر جسی جلیل القدر ہستی کو بھی دی تھی اور اپنے ایک خط میں جو اپنے قاصد عمر بن عقیف کے ہاتھ امام موصوف کے پاس بھیجا اس نے لکھا۔

”اسلم نسلّم و ترنقی من سلم فانک لا ندری حیث یجعل  
للّٰہ النبوة“

ترجمہ: تم میری نبوت پر ایمان لے آؤ گے تو سلامتی میں رہو گے اور ترقی کرو گے تم نہیں جانتے کہ اللہ کس کو نبی بناتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر یہ خط پڑھ کر بہت غصناک ہو گئے اور قاصد سے فرمایا اس خط کو نکل جو قاصد بے تامل نکل گیا اور اس کے فوراً بعد ہی گر کر مر گیا اس کے

بعد حضرت امام محمد باقرؑ نے بیان کے حق میں بھی بددعا فرمائی بیان قرآن کی آیت:  
 ”وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ“ کی یہ تویل کرتا تھا کہ  
 آسمان کا الہ اور ہے اور زمین کا اور مگر آسمان کا الہ زمین کے الہ سے افضل ہے۔

### بیان کی ہلاکت

خلد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے مٹیو بن سعید کے ساتھ ہی بیان کو بھی گرفتار  
 کر کے دربار میں بلایا تھا جب مٹیو ہلاک ہو چکا تو خلد نے بیان سے کہا اب تیری باری  
 ہے۔ تیرا دعویٰ ہے کہ تو اسم اعظم جانتا ہے اور اس کے ذریعے فوجوں کو شکست دیتا ہے  
 اب یہ کر کہ مجھے اور میرے غلام کو جو تیری ہلاکت کے درپے ہیں اسم اعظم کے ذریعے  
 ہلاک کر۔ مگر چونکہ وہ جھوٹا تھا اس لئے کچھ نہ بولا اور خلد نے مٹیو کی طرح اس کو بھی  
 زندہ جلا دیا۔



### صلح بن حریف

اصل میں یہ شخص یہودی تھا۔ اندلس میں اس کی نشوونما ہوئی۔ وہاں سے مغرب  
 کی طرف اقصیٰ کے یہودی قبائل میں آکر پورے طور پر اقامت کی۔ یہ قبائل ہائل جبل اور وحشی تھے  
 صلح نے اپنے (عمر بن حریف) کے شعبے دکھا کر ان سب کو اپنا مطیع کر لیا اور ان پر  
 حکومت کرنے لگا۔

۷۷۰ھ میں جب ہشام بن عبدالملک خلافت پر (حسن) تھا صلح نے نہایت یاد دہانی  
 کیا شمالی افریقہ میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کو وہ عروج ہوا کہ اس کے کسی ہم  
 عصر حاکم کو اس کا مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔ اس شخص کے کئی نام تھے عربی میں  
 صلح۔ فارسی میں عالم۔ سریانی میں مالک۔ عبرانی میں روتیل اور یہودی زبان میں اس کو  
 داریا یعنی خاتم النبیین کہتے تھے۔

### صلح کا قرآن اور اس کی مستحکم خیر شریعت

یہ جموع نامی کتاب تھا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مجھ پر بھی  
 قرآن نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سامنے جو قرآن پیش کیا اس میں اتنی  
 سورتیں تھیں اور حلال و حرام کے احکام بھی اس میں مذکور تھے۔ اس کے جموع قرآن  
 میں ایک سورت غرائب الدنیا کے نام سے تھی جس کو اس کے امتی نماز میں پڑھنے کے  
 مامور تھے اس کی جموعی شریعت کی خاص خاص باتیں یہ تھیں۔

(۱) روزے رمضان کے بجائے رجب میں رکھے جاتے تھے۔

(۲) نمازیں دس وقت کی فرض تھیں۔

(۳) ۸۸ عرم کے دن ہر شخص پر قربانی واجب تھی۔

(۴) منکوحہ عورت مرد پر غسل جنابت واجب۔

شاہ ولی اللہ

(۵) نماز صرفہ اشادوں سے پڑھتے تھے البتہ آخری رکعت کے بعد پانچ سجدے کئے جاتے تھے۔

(۶) شلوہاں جتنی مورد قیاس سے چاہیں کریں تعداؤں کی کوئی قید نہیں تھی۔

(۷) ہر حلال جانور کی سری کھانا حرام تھا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی غیر فطری باتیں اس نے اپنی شریعت میں رائج کر رکھی تھیں صلح سینتالیس سال تک دعوائے نبوت کے ساتھ اپنی قوم کے سیاہ و سفید کا مالک رہا اور ۳۷ سالہ میں تخت و تاج سے دستبردار ہو کر پایہ تخت سے کہیں مشرق کی طرف جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جلتے وقت اپنے بیٹے الیاس کو نصیحت کی کہ میرے دین پر رہنا چنانچہ نہ صرف الیاس بلکہ صلح کے تمام جانشین پانچویں صدی ہجری کے وسط تک نہ صرف اس کے تخت و تاج بلکہ اس کی مظاہر اور خانہ سلاطنت کے بھی وارث رہے۔ تاریخ کی کتابوں کے مطابق:

○ الیاس بن صلح ہپ کی وصیت کے مطابق اس کی تمام کفالت پر مال رہا اور پچاس برس تک حکومت کرنے اور قلوب خدا کو گمراہ کرنے کے بعد ۳۲۳ھ میں مر گیا۔

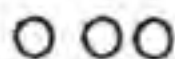
○ الیاس کا بیٹا یونس مسک حکومت پر بیٹھایا نہ صرف اس گمراہی پر قائم رہا بلکہ اس نے دوسروں پر زبردستی اس گمراہی کو تھوپنے کی کوششیں کیں اور جو اس کا دین اختیار نہیں کرتے ان کو ہلاک کر دیتا تھا۔ چو الیس سال خلافت حکومت کرنے کے بعد ۳۶۸ھ میں ہلاک ہو گیا۔

○ یونس کے بعد ابو خفیر محمد بن مسعود نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور انیس سال حکومت کر کے اپنی موت مر گیا۔

○ اس کے بعد ابو خفیر کا بیٹا ابو الانصار چو الیس سال حکومت کر کے دنیا سے کوچ کر گیا۔

○ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور حبیبی بائیس سال کی عمر میں ہپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کو پناہ عروج نصیب ہوا یہاں تک کہ مغرب میں کوئی قبیلہ ایمان نہ تھا جس نے اس کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا ہو۔ انھیں سال تک دعویٰ نبوت

کے ساتھ حکومت کر کے ۱۳۴۹ء میں ایک لڑائی میں مارا گیا اور اس کی حکومت ختم ہوتے ہی صلح اور اس کے جانشینوں کی جھوٹی اور خانہ ساز نبوت کا شیرازہ بکھر گیا یہاں تک کہ مرابطون نے ۱۳۵۱ء میں ان کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر پلٹا دیا اور ان کی حکومت قائم کر دی۔





## ”اسحاق اخرس“

شکل افریقہ کا رہنا والا تھا۔ ۳۵ء میں جب ممالک اسلامیہ پر عباسی خلیفہ (سفل) کا پرچم اقبل بلند تھا اسحاق اصمہان میں ظاہر ہوا۔ غلطی سے اس کی خانہ ساز نبوت کی دو گن گدالی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ اس نے پہلے تمام آسمانی کتابوں توراۃ انجیل زبور اور قرآن کی تعلیم حاصل کی پھر تمام مروجہ علوم اور عجیب کی تحصیل کی۔ علق زبانیں سیکھیں اور علق قسم کی صنایعوں اور شعبہ بازیوں میں مہارت حاصل کی اور ہر طرح سے مخلوق کو گمراہ کرنے کے سلسلے سے لیس ہو کر اصمہان آیا۔

### پورے دس برس تک گونگا بنا رہا

اصمہان آکر اس نے ایک مہل مدرسہ میں قیام کیا اور اپنے ربیب کے لئے ایک ٹھک و تاریک حجرہ اختیار کیا اور اس میں دس برس تک (ظلمات لکھیں) رہا اور اپنی زبان پر ایسی مر سکوت لگائی کہ ہر شخص اسے گونگا یقین کرتا رہا اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے پن کو دس سال کی طویل مدت تک اس خوبصورتی اور مہارت سے بھلایا کہ کسی کو یہ ممکن بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص جھوٹا اور بنا ہوا گونگا ہے۔ یہی تک کہ اس کا لقب ہی اخرس یعنی گونگا پڑ گیا۔ ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کیا کرتا تھا۔

”دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کیا کہ خدا نے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے“

دس برس کی صبر آزمائی گزارنے کے بعد اخرس اب اپنے منصوبے یعنی دعویٰ نبوت کے اعلان کی تدبیریں سوچنے لگا۔ آخر کار اس نے نہایت رازداری کے ساتھ ایک شخص قسم کا روغن تیار کیا اس

دوغن کی خاصیت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن اور نورانیت پیدا ہو کہ شدت انوار سے کوئی اس کو دیکھنے کی بھی تاب نہ لاسکے۔

اس کے ساتھ اس نے دو رنگ دار شمعیں بھی تیار کیں اور پھر ایک رات جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے تھے اس نے مکمل احتیاط سے وہ دوغن اپنے چہرے پر ملا اور وہ شمعیں جلا کر اپنے سامنے رکھ دیں ان کی روشنی میں اس کے منصوبے کے مطابق اس کے چہرے میں ایسی رحمتی اور چمک دک پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ یعنی وہ لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہتا تھا کہ دس سال کی مسلسل ریاضت اور مجاہدے کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور اس کے الواہد کیفیات اب اس کے چہرے سے نمایاں ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ سب دھوکہ رچا کر اس زور سے چخا شروع کیا کہ مدرسے کے تمام مکین جاگ اٹھے جب لوگ اس کے پاس دوڑ کے آئے لگے تو یہ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گیا اور ایسی پر سوز اور خوش گھم آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے لگا کہ بڑے بڑے قاری جو وہاں موجود تھے حش حش کر اٹھے۔

مدرسے کے اساتذہ۔ قاضی شہر۔ وزیر اعظم سب پر اسحق کا جلوہ چل گیا

جب مدرسے کے مسلمین اور طلبہ نے دیکھا کہ ایک کور زکو کوٹا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ ہی اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فنِ قرأت اور تجرید کا مکمل بھی بخشا گیا ہے اور چہرے سے ایسی نورانیت اور جلال ظاہر ہو رہا ہے کہ نگاہیں ٹھہرتی تو لوگ سخت حیرت زدہ ہوئے اور یہی سمجھے کہ اس شخص کو خدا کی طرف سے بزرگی اور ولایت عطا ہو گئی ہے۔

صدر مدرس جو نہایت متقی مگر نہانے کی عیاریوں سے نا آشنا تھے بڑی خوش اعتدالی

سے طلبہ سے مخاطب ہو کر بولے "کیا اچھا ہو اگر شاہ شہر بھی خداوند قدوس کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ چنانچہ سب الل مدرس نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا کہ شہر کے لوگوں کو بھی خدا کی اس قدرت کا جلوہ دکھائیں

تاکہ ان کے ایمان تازہ ہوں۔

سب سے پہلے قاضی شہر کے مکانات پر پہنچے۔ قاضی صاحب شہر و پکار سن کر گھبرائے ہوئے گھر سے نکلے اور ماجرا دریافت کیا اور حیرت زدہ ہو کر سب مجمع کو لے کر وزیر اعظم کے دروازے پر جا کر دستک دینے لگے۔ وزیر یا تدبیر نے سب حالات سن کر کہا ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ جا کر آرام کریں صبح دیکھا جائے گا کہ ایسی بزرگ ہستی کے شلیان شکن کیا طریقہ مناسب ہوگا۔

پہلے غرض شہر میں ایک اودھم مچ گئی۔ بلکہ قلبت شب لوگ درجہ بدر سے کی طرف رواں دواں تھے اور خوش اعتقادوں کے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب شہر کے چند رؤسا کو لے کر اس بزرگ ہستی کا محل مبارک دیکھنے کے لئے بدر سے میں آئے مگر دروازہ پر قفل لگا ہوا تھا۔

قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا "یا حضرت آپ کو اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل پر فائز کیا۔ دروازہ کھولنے اور لوح جان کھل کو اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمائیے۔ یہ سن کر اسحاق بولا اے قفل ہمیں اندر آئے دے اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے بغیر کئی کے قفل کھل کر نیچے گر گیا اور اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی خوش اعتقادی دو آتش ہو گئی۔ اور مبارک غمی سب لوگ اسحاق کے سامنے سر جھکا کر مودب بیٹھ گئے۔ قاضی صاحب نے نہایت نیاز مندانہ لہجے میں عرض کیا "حضور والا اس وقت سارا شہر آپ کا معتقد اور اس کرشمہ خداوندی پر حیران ہے اگر حقیقت حل سے کچھ پردہ اٹھا دیا جائے تو بڑی نوازش ہوگی۔"

### غلام احمد قادیانی کی طرح اسحاق کی ظلی طور بروزی نبوت

اسحاق جو اس وقت کامت پہلے سے شہر تھا اور جس کے لئے اس نے دس سال سے یہ سب محنت برداشت کی تھی نہایت ریاکارانہ لہجے میں بولا کہ چالیس روز پہلے ہی سے فیضان کے کچھ آثار نظر آرہے تھے پھر دن بدن الہام اور القائے ربانی کا اتنا پتہ گیا حتیٰ

کے آج رات خداوند قدوس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کے وہ  
 اسرار مکشف فرمائے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہروکن مزن اس کے خیال اور تصور سے  
 بھی محروم رہے۔ ان اسرار و رموز کا زہن پر لامذہب طریقت میں ممنوع ہے تاہم اتنا مختصر  
 کہنے کا مجاز ہوں کہ آج وہ فرشتے حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے اور مجھے  
 غسل دے کر کہنے لگے "سلام علیک یا نبی اللہ" مجھے جواب میں تہل ہوا اور میں گھبرایا کہ  
 خدا جلے یہ کیا امتلا اور آفتابش ہے تو ایک فرشتہ یوں گویا ہوا "یا نبی اللہ افتح فاک بسم اللہ  
 ازی" (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر منہ کھولو) میں نے منہ کھولا تو فرشتے نے ایک سفید  
 سی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شمد سے زیادہ شیریں۔ برف سے زیادہ ٹھنڈی اور مشک  
 سے زیادہ خوشبودار تھی۔ اس نعمت خداوندی کا حلق سے اترتا تھا کہ میری زبان کھل گئی  
 اور پہلا کلمہ جو میرے منہ سے نکل وہ تھا اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد  
 عبدہ و رسولہ یہ سن کر فرشتوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی اللہ  
 کے رسول ہو۔ میں نے کہا میرے دوستو تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو میں شرم و ندامت  
 سے ڈوبا جاتا ہوں۔ جناب باری تعالیٰ نے تو سیدنا محمد علیہ السلام کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے  
 اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ درست ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری باتس مطلی کو بزوری ہے (مرزا قادیانی  
 نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا)

**بغیر معجزات میں نے نبوت منظور نہیں کی تو مجھے معجزات بھی دئے گئے**

اس کے بعد اسحق نے حاضرین سے کہا کہ جب ملا کہ نے مجھے مطلی اور بزدی  
 نبوت کا منصب تقریض کیا تو میں نے انکار کیا اور اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ  
 میرے لئے نبوت کا دعویٰ بہت سی مشکلات سے لبرز ہے کیونکہ معجزہ نہ رکھنے کی وجہ سے  
 کوئی بھی میری تصدیق نہیں کرے گا۔

فرشتوں نے کہا کہ وہ قدر مطلق جس نے تمہیں گونگا پیدا کر کے بھرپور کر دیا اور



پھر فصاحت و بلاغت عطا فرمائی وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کر دے گا یہاں تک کہ زمین آسمان تمہاری تصدیق کے لئے کھڑے ہو جائیں گے لیکن میں نے ایسی خشک نبوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب میرا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو فرشتے کہنے لگے اچھا معجزات بھی لیجئے جتنی آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہوئی ہیں تمہیں ان سب کا علم دیا گیا اس کے علاوہ کئی قسم کی زبانیں اور رسم الخط بھی تمہیں دیے گئے (یاد رہے کہ یہ ساری زبانیں اور آسمانی کتابیں اسحاق اپنے منصوبے کے مطابق پہلے ہی پڑھ چکا تھا)

### معجزے دے کر فرشتوں نے امتحان بھی لیا

اس کے بعد فرشتے کہنے لگے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے جس ترتیب سے قرآن کا نزول ہوا تھا پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھوائی وہ بھی سنادی پھر تورات زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے بھی پڑھوائے جو میں نے ان کے نزول کی ترتیب کے مطابق سنا دیئے تمام کتب سلویہ کی قرات سے سن کر فرشتوں نے اس کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا ”قم فانذر الناس“ (اٹھو اور لوگوں کو غضب الہی سے ڈراؤ) یہ کہہ کر فرشتے غائب ہو گئے اور میں فوراً ذکر الہی میں مشغول ہو گیا۔

اسحاق مزید بولا آج رات سے جن انور و تجلیات کا میرے دل پر ہجوم ہے زبان اس کی شرح سے قاصر ہے۔ یہ میری سرگذشت تھی۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میری عقل و بزوری نبوت پر ایمان لایا اس نے نجات پائی اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اسے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بیکار کر دیا ایسا منکر (بد الابلو) تک جہنم میں رہے گا۔ (مرزا قادیانی کذاب کا بھی اپنے نبوت کے متعلق یہی قول ہے)



## اسحاق کا عروج و نزول - آخر کار ہلاکت

دنیا ہر قسم کے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور عوام کا تو یہ معمول ہے کہ جو نہی نفس امارہ کے کسی پجاری نے اپنے جھوٹے تقدس اور پاکبازی کی صدا لگائی غول کا غول انسانوں کا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ اور مریدان خوش اعتقاد اپنی سلوہ لوحی سے ایسے ایسے افسانے اور کرامتیں اپنے پیروں سے منسوب کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

اسحاق کی تقریر سن کر بھی بیویوں کا پایہ ایمان ڈگر گام گیا اور ہزار ہا مخلوق اس کی نبوت پر ایمان لے آئی۔ جن لوگوں کا دل نور ایمان سے منور تھا اور جن کو ہر عمل شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا آتا تھا انہوں نے لوگوں کو بت سکھایا کہ اسحاق اخرس کوئی نبی یا ولی نہیں بلکہ جھوٹا۔ کذاب۔ شعبہ باز اور رہزن دین و ایمان ہے لیکن عقیدہ مندوں کی خوش امتقاولی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ جوں جوں علمائے حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ان کا جنون عقیدت اور زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اخن اخرس کے پاس اتنی قوت اور لوگوں کی تعداد ہو گئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اس نے ایک بڑی تعداد اپنے عقیدت مندوں کی لے کر بعمرہ۔ عمان اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر دھلوا بول دیا اور عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے حاکموں کو بعمرہ اور عمان وغیرہ سے بے دخل کر کے خود قابض ہو گیا۔

خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے اسحاق کے بڑے بڑے معرکے ہوئے آخر کار عساکر خلافت فتح یاب ہوئے اور اسحاق مارا گیا اور یوں وہ خود اور اس کی جھوٹی نقلی بزوری نبوت خاک میں مل گئی۔

## استلو سیس خراسانی

اس شخص نے خراسان کے اطراف ہرات، بھستن وغیرہ میں اپنی نبوت کے بلند بانگ دعوے کئے اور عوام اس کثرت سے اس کے معتقد ہوئے کہ چند ہی برس میں استلو کے پاس تقریباً تین لاکھ آدمیوں کی جماعت ہو گئی جو اس کو خدا کا فرستادہ نبی سمجھتے تھے اس زمانے میں خلیفہ ابو جعفر منصور مسلمانوں کا خلیفہ تھا۔

استلو سیس کے دل میں اپنی اتنی بڑی جماعت دیکھ کر ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی اور خراسان کے اکثر علاقے اپنے قبضے میں کر لئے۔ خلیفہ منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جسے استلو نے شکست دے دی۔ خلیفہ منصور نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر اس کے بعد بھیجے مگر سب ناکام رہے اور استلو سے شکست کھا گئے۔

آخر کار منصور نے ایک نہایت تجربہ کار سپہ سالار خازم بن خزیمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ استلو کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے نہایت ہوشیاری اور پامردی سے استلو سیس کے لشکر کو شکست فاش دی اور اس کے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے اور چودہ ہزار کو قیدی بنا لیا۔

استلو سیس اپنی بقیہ تیس ہزار فوج کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ خازم نے بھی تعاقب کر کے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار استلو نے محاصرے سے تنگ آکر اپنے آپ کو خازم کے سپرد کر دیا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی غالب قیاس یہی ہے کہ ابو جعفر منصور نے دوسرے جھوٹے نبیوں کی طرح اس کو بھی قتل کر دیا ہو۔

(۱۱)

## ”علی بن محمد خارجی“

رے کے شہر کے مضافات میں پیدا ہوا۔ خوارج کے فرقہ ازراقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ابتدائی ذریعہ معاش اس کا یہ تھا کہ خلیفہ جعفر عباس کے بعض حاشیہ نشینوں کی مدد و توصیف میں قصائد لکھ کر کچھ انعام حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب امراء و رؤسا کی مجلسوں میں آمد و رفت سے کچھ رسوخ حاصل ہوا تو اس کے دل میں سرواری اور ریاست کے خیالات پیدا ہونے لگے۔

۳۴۹ھ میں علی بغداد سے بحرین چلا گیا اور وہاں حلات سازگار دیکھ کر اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور اپنے اتباع کی دعوت دینی شروع کر دی۔ یہ کہتا تھا کہ مجھ پر بھی کلام الہی نازل ہوتا ہے۔ اس نے اپنا ایک آسمانی صحیفہ بھی بنا رکھا تھا۔ جس کی بعض صورتوں کے نام سبحان کف اور ص تھے۔ اور کہتا تھا کہ خدا نے میری نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں۔

بحرین کے اکثر قبائل نے علی کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور وہاں اس نے ایک بڑی جماعت اور قوت حاصل کر لی۔ بحرین کے بعض عمائدین اس کی فوج کے افسر مقرر ہوئے اور بصرہ و زنگی کو امیر البحر کا عہدہ سونپا گیا۔

پانچ سال بحرین میں قیام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے بصرہ جاؤں اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کا راستہ دکھاؤں۔ چنانچہ یہ ۳۵۴ھ میں بصرہ میں اپنے چند مریدوں کے ساتھ چلا آیا اور بصرہ کے حاکم محمد بن رجا کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہوا۔ محمد بن رجا نے اس کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے مگر یہ بھاگ گیا تاہم اس کی بیوی۔ بیٹا اور کچھ ساتھی گرفتار کر لئے گئے علی بھاگ کر بغداد آیا اور ایک برس تک مقیم رہ کر اپنی نبوت کی دعوت دیتا رہا۔ اس درمیان میں بصرہ میں ایک بغاوت ہوئی اور لوگوں نے عامل بصرہ محمد بن رجا کو بصرہ سے نکل دیا اور

بصرہ کے قید خانے کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جب ان واقعات کی خبر علی کو پہنچی تو اس نے موقع غنیمت جان کر رمضان ۱۲۵۵ھ میں بصرہ کا رخ کیا۔

### حبشی (زنگی) غلاموں کو اپنے تابع کرنے کی ترکیب

بصرہ پہنچ کر علی بن محمد نے اعلان کر دیا کہ جو زنگی غلام میری پناہ میں آجائیں گے میں ان کو آزاد کروں گا۔ یہ اعلان سنتے ہی حبشی غلام ملک کے اطراف و اکناف سے بھاگ بھاگ کر علی کے پاس آنے شروع ہو گئے اور کچھ ہی عرصے میں غلاموں کی ایک بھاری جماعت علی کے پاس جمع ہو گئی۔

علی نے ان سب کو جمع کر کے ایک بڑی پر جوش تقریر کی اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ مل و دولت دینے کا یقین دلایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی قسم کھائی اور ایک جھنڈا ریشمی کپڑے پر یہ آیت لکھ کر ایک بلند مقام پر نصب کر دیا:

”ان الله شترای من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم جنته“

اب حالت یہ ہوئی کہ جس جس غلام کو یہ خبر ملتی تھی وہ اپنے آقا کو چھوڑ کر علی کے پاس آکر پناہ حاصل کرنے لگا۔ زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا اور وہ علی کے پاس اپنے غلاموں کی شکایت لے کر آئے۔ علی نے اشارہ کر دیا اور غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ بصرہ کے شریف لوگ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

اس طرح علی نے زنگی غلاموں کا بڑا لشکر تیار کر لیا جو اس کے اشارے پر مرنے مارنے پر تیار رہتا تھا۔ علی نے اس لشکر کو لے کر اس پاس کے علاقوں دجلہ و ہلہ اور قلوبہ وغیرہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ حکومت نے جب بھی اس کے مقابلے پر کوئی فوج بھیجی اس نے ہر دفعہ علی کے لشکر سے شکست کھائی ان فتوحات سے علی کا حوصلہ اور بیہ گیا۔

اگلے بصرہ چار مرتبہ علی کے مقابلے کے لئے نکلے مگر ہر مرتبہ زنگی غلاموں کے ہاتھ

میدان رہا اور کافی سلمان جنگ اور اسلحہ ان کے ہاتھ آیا۔ دربار خلافت سے بھی دو مرتبہ فوجیں بھیجی گئیں مگر ان کو بھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اہل بصرہ کے ایک وفد نے اس صورتحال کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا چنانچہ خلیفہ نے ایک فوج گراں ایک ترک افسر جطلن کی مگرانی میں علی کے مقابلے کے لئے اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ چھ مہینے تک جنگ جاری رہی آخر ترک افسر جنگ سے دستبردار ہو کر واپس بصرہ آگیا اور زنگیوں نے خوب اس کی لشکرگاہ میں لوٹ چٹائی۔

### علی خارجی کی مزید فتوحات

۲۵۲ھ میں علی خارجی نے ایلمہ میں گھس کر وہیں کے گورنر عبداللہ اور اس کی مختصر سی فوج کو تہ تیغ کیا اور پورے شہر کو آگ لگا دی اور یہ شہر پورا کا پورا جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے شہر ہواز کی باری آئی اور وہیں کے عامل ابراہیم کو گرفتار کر کے شہر میں خوب لوٹ مار چٹائی۔

اب خلیفہ نے سعید بن صلح ایک مشہور سپہ سالار کو زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور سعید نے کچھ کامیابی حاصل کی مگر انجام کار زنگیوں کا پلہ بھاری رہا اور سعید بن صلح نامراد و ناکام واپس بغداد آگیا۔

خلیفہ معتمد اس ناکامی پر بہت غضبناک ہوا اور ایک دوسرے سردار جعفر بن منصور خیاط کو جو بڑے بڑے معرکے سر کر چکا تھا اس مہم پر مامور کیا مگر اس سردار کی بھی ایک نہ چلی اور یہ زنگیوں سے شکست کھا کر بحرین واپس چلا گیا اس دوران زنگیوں نے بصرے پر چڑھائی کر دی اور نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بذور شمشیر فتح کر لیا اور وہیں کے باشندوں کو نملیت سفاکی اور بے دردی سے گاجر مولیٰ کی طرح کلٹ چھٹ کر علی بن ریان زنگیوں کا سردار واپس ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد دوبارہ بغرض قتل و غارت گری بصرہ آیا۔ اہل بصرہ نے اس سے امن طلب کی چنانچہ اس نے سب کو امن دے کر ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سب کو ہلاک کر کے جامع مسجد اور بصرہ



کے اکثر حملات میں آگ لگادی۔

بصرہ کے برہویہ اور جہی کی خبر سن کر خلیفہ معتمد نے پھر ایک سپہ سالار محمد معروف بہ حولد کو ایک لشکر جرار کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا وہ بصرہ پہنچا تو لوگوں نے رو رو کر زنجیوں کے ظلم و تشدد کی شکایت کی۔ علی خارجی نے اپنے افسر یحییٰ کو مولد کے مقابلے میں بھیجا۔ دس دن تک جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ آخر کار زنجیوں نے مولد کے لشکر پر شبنم مارا پوری رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی اور مغرب کے وقت مولد کے لشکر نے قلت کھائی اور زنجیوں نے مولد کے لشکر گاہ کو خوب لوٹا اور کافی دور تک مولد کا تعاقب کیا۔

**شہزادہ ابو العباس (آئندہ کا خلیفہ معتمد باللہ) زنجیوں کے مقابلے پر**

اس کے بعد مسلسل نو برس تک دار الخلافہ سے زنجیوں کو زیر کرنے کے لئے لشکر آتے رہے جنگیں ہوتی رہیں مگر علی خارجی کی قوت نہیں ٹوٹ سکی۔ آخر کار خلیہ نے شک آکر ایک فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنایا اور اپنے بھتیجے ابو العباس کو زنجیوں کے مقابلے پر ایک عظیم لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ابو العباس وہ شخص ہے جو آئندہ چل کر خلیفہ معتمد کے تحت خلافت کا وارث ہوا اور معتمد باللہ لقب اختیار کیا۔ ابو العباس ۳۲۱ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنجیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

علی خارجی نے بھی اس کے مقابلے کے لئے بے شمار فوج تیار کی ہوئی تھی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ ابو العباس ایک نوجوان شہزادہ ہے جسے میدان جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس کا خیال تھا کہ اول تو اور سرداروں کی طرح ابو العباس بھی ہماری فوجی کثرت سے خائف ہو کر پسپا ہو جائے گا اور اگر مقابلہ پر ڈٹا بھی رہا تو دس پہنچ دن کے بعد بھاگ کر ہوا۔

ابو العباس کا جاسوسی نظام بہت اچھا تھا بل کی خبریں ہننیم کی حرکات لشکر کی تعداد سب خبریں اس کو صبح اور بروقت مل رہی تھیں چنانچہ سب سے پہلے ابو العباس کی مذہب پھیل

علی خارجی کے مقدمہ الحش سے ہوئی اس میں ابو العباس کو فتح ہوئی۔ زنگی دریا کی طرف بھاگے ابو العباس کی فوجی کشتیاں پہلے ہی راستہ روکے ہوئے گکھری تھیں انہوں نے بھی زنگیوں کو اپنی تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا اور چھ کوس تک زنگیوں کا تعاقب کر کے قتل کرتے رہے کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو خلیفہ کی فوج کو بارہ تیرہ سال کی مسلسل شکستوں کے بعد نصیب ہوئی تھی۔

### شہزادہ ابو العباس کی مزید فتوحات

ایک ہفتہ کے بعد زنگیوں کا ایک سردار سلیمان بن جامع اپنے لشکر کو تین حصوں میں بٹ کر خشکی اور دریا کے راستے سے ابو العباس کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ دوپہر تک شدت کی جنگ جاری رہی۔ غم کے قریب زنگی ہمت ہار بیٹھے اور نہایت افراتفری اور بے ترتیبی کے ساتھ جان بچا کر بھاگنے لگے۔ ہزاروں قتل ہوئے اور سینکڑوں اپنی کشتیوں سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ ابو العباس فتح کے شلوپا نے بجاتا ہوا اپنے لشکر گاہ میں واپس ہوا۔

### زنگیوں کی مزید ناکامیاں

اس شکست کے بعد زنگیوں نے خلیفہ کے لشکر کے راستوں میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر انہیں گھاس پھوس سے پٹ دیا۔ ابو العباس کی فوج اپنی فتح کا جشن مناتی ہوئی اس راستے سے گزری تو اس کے کچھ سپاہی ان کنوئیں میں گرے۔ عباس نے فوراً راستہ تبدیل کر دیا۔ اور اس طرح زنگی اپنی اس ایذا رسانی میں ناکام ہو گئے۔

علی خارجی کو جب اپنی ناکامی کا علم ہوا تو اس نے اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا سب اپنی فوجیں یکجا کر لیں اور متحد ہو کر پوری قوت سے ابو العباس پر ضرب لگائیں ابو العباس کے باپ موفی کو معلوم ہوا کہ علی خارجی کی ساری فوجی قوت اس کی بیٹی ابو العباس کے خلاف صف آراء ہو رہی ہے تو وہ خود بھی بہ نفس نفیس خلیفہ سے اجازت لے کر ۲۶۷ھ میں ایک بھاری فوج کے ساتھ اپنے بیٹے ابو العباس سے آکر مل گیا۔

اب دونوں باپ بیٹوں نے دو طرف سے زنگی فوج پر حملہ کر دیا۔ محسن کی لڑائی ہوئی اور زنگیوں کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ زنگیوں کا سردار شعرانی اپنی بچی کچی فوج لے کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اس فتح کے بعد اپنے کیمپ بر واپس آیا۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلم خواتین جن کو زنگیوں نے قید کر رکھا تھا رہا کر دی گئیں۔

### زنگیوں کے شہر منصورہ پر مسلمانوں کا قبضہ

موفق کے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ علی بن خاتمی کا سپہ سالار سلیمان بن جامع اس وقت منصورہ شہر میں اپنی افواج کے ساتھ زبردست تیاریوں میں مصروف ہے موفق نے فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور ابو العباس کو دریا کی راہ سے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کی راہ سے چل پڑا راستے میں زنگیوں کے ایک دستے سے ٹکرائی ہو گئی جس میں زنگیوں کو شکست ہوئی اور ان کا ایک بڑا سردار موفق سے امن طلب کر کے اس کے لشکر میں آ گیا موفق نے منصورہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر مورچہ بندی کر لی اور دو سرے دن زنگیوں سے مقابلہ ہوا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار دونوں لشکروں نے اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

دو سرے دن معرکہ کارزار پھر گرم ہوا اور سخت لڑائی کے بعد جس میں ابو العباس نے جنگی کشتوں کے ذریعہ اور موفق نے خشکی کی راہ سے زنگیوں پر بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تباہ نہ لاسکے اور ان کے پاؤں اکٹڑ گئے اور پورے منصورہ شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا دس ہزار مسلمان عورتوں اور بچوں کو جن میں زیادہ تر سادات کے زن و فرزند تھے خارجیوں کی غلامی سے نجات دلائی گئی۔ خارجی سردار سلیمان بن جامع بھاگنے میں کامیاب ہو گیا مگر اس کے بیوی بچے گرفتار کر لیے گئے۔

### زنگیوں کے دو سرے شہر مختارہ کا محاصرہ اور بہبود زنگی امیر البحر کی ہلاکت

ابو العباس اور موفق نے اب زنگیوں کے شہر مختارہ کے گرد ڈیرے ڈال دئے اس شہر

کے فصیل بہت مستحکم تھیں اس کے چاروں طرف گہری اور چوڑی خندقیں پورے شہر کی حفاظت کے لئے بنائی گئیں تھیں۔ موفق نے رات بھر جائے وقوع کا معائنہ کیا اور اس رات کی صبح خشکی کی راہ سے اور ابو العباس نے جنگی کشتیوں کی مدد سے دریا کی طرف سے مختارہ پر حملہ کر دیا لیکن زنجیوں نے اس قدر تیز پتھروں کی بارش کی کہ مسلمانوں کا شہر کی فصیل تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

اب علی خارجی نے اپنے امیر البحر بہود زنگی کو دریا کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کا حکم دیا ابو العباس مقابلہ پر آیا نہایت خونریز جنگ کے بعد بہود کو شکست ہوئی اور یہ ایک کشتی میں بیٹھ کر بھاگ رہا تھا کہ موفق کے ایک غلام نے اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر اس کو ہلاک کر دیا۔ بہود زنگی کے مارے جانے سے علی خارجی کی ہمت ٹوٹ گئی۔

### پچاس ہزار زنجیوں کا حلف اطاعت

۵ شعبان ۳۶۷ھ کو موفق نے بعد نماز فجر ابو العباس کی فوج کے ساتھ ایک زبردست حملہ کیا اور زنجیوں کو مارتے کانٹے شہر پہنچنے کے قریب پہنچ گیا اس معرکے میں زنجیوں کی تعداد تین لاکھ تھی اور ان کے مقابلے میں مسلمان صرف پچاس ہزار تھے۔ بلوجود اس قلت کے موفق نے اس خوبی سے شہر کو حصار میں لیا کہ زنجیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اب موفق نے اعلان کر دیا کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ آکر ہم سے امن کا طلبگار ہو ہم اس کو امن دے کر اس کی حفاظت کریں گے اور یہ رعایت فوجی اور شہری سردار اور سپاہی سب کے لئے ہے اور اس مضمون کے پرچے لکھ لکھ کر تیروں سے باندھ کر شہر کے اندر پھینکے چنانچہ بہت سے سپاہی اور اس کے بعد سردار موفق کے پاس آکر امن طلب کرنے لگے یہ دیکھ کر شہر کے عمائدین بھی آنے شروع ہو گئے اور موفق نے سب کا بڑا احترام کیا اور خلعت و انعمات سے نوازا۔ ان نوازشات کا نتیجہ یہ ہوا کہ روزانہ سینکڑوں لوگ فوجی اور شہری امن طلب کرنے آئے گئے اور رمضان کے آخر تک تقریباً پچاس ہزار زنگی فوجیوں نے عباسی علم کے سایہ میں حلف اطاعت اٹھایا۔



## لشکر اسلام پر زنگیوں کا شب خون اور شکست

یہ صورت حال دیکھ کر علی بن محمد خارجی نے اپنے سردار علی بن ابیہن کو حکم دیا کہ رات کی تاریکی میں دریا عبور کرو اور چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر علی الصبح جب موفق کا لشکر نماز فجر میں مشغول ہو حملہ کر دو میں بھی تم سے آکر مل جاؤں گا۔

جاسوس نے یہ خبر موفق تک پہنچا دی۔ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابیہن کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالعباس اس راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا جس راستے سے علی بن ابیہن کو موفق پر حملہ کرنا تھا اور جیسے ہی اس کا لشکر نمودار ہوا ابوالعباس نے زبردست حملہ کر دیا۔ اس غیر متوقع حملہ سے زنگی گھبرا گئے اور راہ فرار اختیار کی عباس کے لشکر نے خوب قتل عام کیا۔ بے شمار قیدی اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ علی خارجی کو ابھی تک اس شکست کی اطلاع نہیں ملی تھی اور وہ نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اتنے میں موفق زنگیوں کے کئے ہوئے سروں کو گوپھن کے ذریعے شہر میں پھینکنے لگا یہ دیکھ کر تو شہر کے لوگوں میں ایک قیامت سی مچ گئی اور علی خارجی بھی کئے ہوئے سروں کی بارش کو دیکھ کر رونے لگا۔

## علی خارجی کا موفق کو چیلنج

علی خارجی اور ابوالعباس کی فوجوں میں کئی مرتبہ بھڑائی بھی ہوئی مگر ابوالعباس نے ہر مرتبہ زنگیوں کو شکست دی۔ ادھر موفق نے شہر کا محاصرہ اور تنگ کر دیا یہاں تک کہ شہر کا غلہ ختم ہونے کے قریب آ گیا اور زنگیوں کے بڑے بڑے سردار اور ٹامی گرای سوراقت کشی اور محاصرے کی شدت سے تنگ آ کر شہر سے نکلے اور موفق سے امان کی درخواست کی۔ موفق نے نہ صرف انہیں امان دی بلکہ انعام و اکرام سے نواز کر اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔ علی خارجی نے بھی محاصرے کی سختیوں سے تنگ آ کر اپنے دو افسروں کو حکم دیا کہ موفق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محاصرے کو طول دینے سے کوئی



فائدہ نہیں ہوگا آذہم تم کھلے میدان میں نکل کر اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔

### محصورین کی فاقہ کشی انسان انسانوں کو کھانے لگے

موفق نے اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس نے سمجھ لیا کہ اگر محاصرہ کچھ دن اور جاری رکھا جائے اور رسد کے راستوں کی کڑی نگرانی رکھی جائے تو فاقہ کشی سے زنجیوں کا لشکر خود ہی جس جس ہو جائے گا۔

محرم ۳۶۸ھ میں زنجیوں کے ایک بہت بڑے اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابی الہیم المعروف بہ سبحان نے موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا۔ موفق نے اسے امن دے کر خلعت فاخرہ سے نوازا۔ دوسرے دن سبحان کو ایک جنگی کشتی پر سوار کرا کر علی خارجی کا محل کی طرف روانہ کیا۔ سبحان نے محل کے پاس جا کر ایک بڑی دلچسپ اور معنی خیر تقریر کی جس میں علی خارجی کے عیوب اور خلیفہ کے محاسن بیان کیے۔ علی خارجی اور اس کے افسران اس صورت حال سے بہت رنجیدہ اور مایوس ہوئے۔ سبحان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ زنجیوں کی فوج سے سپاہی اور افسران جوق در جوق موفق کے ساتھ آکر وابستہ ہونے لگے یہاں تک کہ علی خارجی کا سیکرٹری محمد بن شمعان بھی موفق سے آکر مل گیا۔

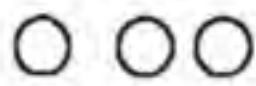
علی خارجی اس محاصرے سے اور اپنے فوجیوں کی بے وفائی سے خاصا پریشان تھا رسد کی آمد بالکل بند ہو چکی تھی۔ شہر کے تمام غلے کے ذخائر ختم ہو چکے تھے محصورین نے پہلے تو گھوٹوں اور گدھوں کو ذبح کر کے کھلایا پھر یہ ہوا کہ انسان انسان کو کھانے لگے۔

### شہر پر مسلمانوں کا قبضہ اور علی خارجی کا قتل

موفق نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھلایا اور شہر پر اپنی پوری فوج سے ایک فیصلہ کن حملہ کیا اور شہر کے سب سے بڑے بازار پر آٹھ گیارہ پھینک کر جلا دیا جس سے پورے شہر کے اندر بھگدڑ مچ گئی۔

آخر کار ۲۷ محرم ۳۷۰ھ کو موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے سردار گرفتار کر

لیے گئے مگر علی خارجی چند افسران کو لے کر شہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا اسلامی فوج  
 تعاقب کرتی ہوئی اس کے سر پر پہنچ گئی اور معمولی سی جھڑپ کے بعد علی خارجی کو قتل کر  
 کے اس کا سر نیزے پر چڑھا لیا۔ موفق نے سجدہ شکر ادا کیا اور پورے بلاد اسلامیہ میں زنگی  
 غلاموں کی واپسی اور امن دینے کا گشتی فرمان جاری کر دیا اور اس طرح زنگیوں کا یہ خانہ  
 ساز بنی چودہ برس چار مہینے برسرِ بیکار رہ کر یکم صفر ۷۰۷ھ کو اپنے انجام کو پہنچا۔



## ”مختار بن ابوعبید ثقفی“

حضرت ابوعبید ابن مسعود ثقفی جلیل القدر اصحاب رسول میں سے تھے۔ مختار انہیں کا مختلف بیٹا تھا گو یہ اہل علم میں سے تھا مگر اس کا ظاہر باطن سے متغایر اور اس کے افعال و اعمال تقویٰ سے عاری تھے اس کا اندازہ اس تحریک سے ہو سکتا ہے جو اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے چچا کے سامنے پیش کی تھی۔

حضرت امام حسنؑ کو گرفتار کر کے امیر معلویہ کے حوالے کرنے کی ترغیب مختار کے چچا سعد بن مسعود ثقفی شہر مدائن کے حاکم تھے۔ حضرت امام حسنؑ کو جب ان کے اکثر ساتھیوں نے لوٹا اور حضرت معلویہ کے مقابلے میں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تو مختار امام علیؑ مقام کی بے کسی کو دیکھ کر اپنے چچا حاکم مدائن سے کہنے لگا کہ اے چچا جان اگر آپ کو ترقی جہ اور ریاستی اقتدار کی خواہش ہو تو میں ایک بہت آسان ترکیب بتاؤں۔ جناب سعد بولے وہ کیا ترکیب ہے۔ مختار بولا کہ اس وقت حسن بن علیؑ کے پاس بہت تھوڑے مددگار ہیں آپ ان کو گرفتار کر کے معلویہ کے حوالے کر دیجئے حضرت سعدؑ نے غصہ سے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے کیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند پر حملہ کروں اور ان کو گرفتار کروں۔ واللہ تو تو بہت ہی برا آدمی ہے (شیعہ حضرات کی یہی حرکتیں دیکھ کر حضرت امام حسنؑ نے مجبوراً حضرت امیر معلویہؑ سے مصالحت کر لی تھی)

ہر تاریخ کی کتب میں مختار کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے گئے

ہیں

ابتداء میں مختار خارجی مذہب رکھتا تھا اور اہل بیت نبوت سے سخت عناد رکھتا تھا لیکن امام حسنؑ کی شہادت کے بعد جب اس نے دیکھا کہ مسلمان کرلا کے قیامت خیز

واقعات سے نہایت رنجیدہ اور غم و غصہ میں ہیں اور اس وقت اگر ان کی حملت اور نصرت کی جائے تو ہر طرف سے اس کو حسین کی نظروں سے دیکھا جائے گا اور ان لوگوں کی مدد سے وہ ریاستی اقتدار حاصل کر سکتا ہے۔

یہ منصوبہ بندی کر کے مختار نے اہل بیت کی محبت کا دمھرنا شروع کیا اور یہ کہہ کر کہ میرا مشن کاظمین حسین سے انتقام لینا ہے آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنے لگا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کی تحریک کو اتنا فروغ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر اس کے گرد جمع ہو گیا اور پہ در پہ اس نے سوائے بصرہ اور حجاز مقدس ان تمام ممالک پر قبضہ کر لیا جو حضرت ابن زبیر کے زیر نگیں تھے۔ اس نے آرمینا کی حکومت پر عبداللہ ابن حارث موصل پر عبدالرحمن بن سعید اور مدائن پر اسحاق ابن مسعود کو حاکم بنا کر روانہ کیا۔

### شہدائے کربلا کا انتقام

کوفہ اور دوسرے شہروں پر اپنی عملداری کو مستحکم کرنے کے بعد مختار نے اپنے مشن کے مطابق ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جو امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے قتل و غارت گری میں شریک تھے چنانچہ اس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کے نام یہ ہیں۔

- |                       |                        |
|-----------------------|------------------------|
| ۱۔ عبید اللہ ابن زیاد | ۷۔ زید بن رقوہ         |
| ۲۔ عمر ابن سعد        | ۸۔ عمرو ابن قبح زبیدی  |
| ۳۔ ثمر ابن ذی الجوش   | ۹۔ عبدالرحمن بن بکلی   |
| ۴۔ خولی ابن یزید      | ۱۰۔ مالک ابن نسیبہ     |
| ۵۔ حصین ابن عمیر      | ۱۱۔ حکیم ابن طفیل طائی |
| ۶۔ مرہ بن منذر        | ۱۲۔ عثمان بن خالد جہنی |
|                       | ۱۳۔ عمرو ابن صبیح      |

یہ تمام لوگ حضرت امام حسینؑ حضرت مسلم بن عقیل اور حسینی لشکر کے قتل میں براہ راست شریک تھے ہر ایک کے قتل کے تفصیلی واقعات تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے

ہیں مگر ہمارا چونکہ یہ موضوع نہیں اس لئے ہم نے بہت ہی اختصار کے ساتھ ان واقعات کا خلاصہ بیان کر دیا ہے اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

### مختار کا دعویٰ نبوت و وحی

جیسے ہم نے ابتداء میں لکھا ہے کہ پہلے مختار کو اہل بیت نبوت سے کوئی محبت اور ہمدردی نہیں تھی بلکہ خارجی مذہب رکھنے کے باعث یہ شخص اہل بیت سے بغض و عناد رکھتا تھا لیکن اس کے بعد اپنے آپ کو شیطان علی اور محب اہل بیت ظاہر کر کے قاتلان شہدائے کربلا کے انتقام کی آڑ میں اپنے اقتدار اور ریاست کی راہ ہموار کی۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا کہ اے ابواسحاق تم کس طرح اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے لگے تمہیں تو ان مقدس لوگوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا تو مختار بولا جب میں نے دیکھا کہ مروان نے شام پر تسلط جمایا ہے۔ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ معظمہ میں حکومت قائم کر لی ہے۔ یحییٰ بن عبد قیس ہو گیا ہے اور خراسان ابن حازم نے دبا لیا ہے تو میں بھی کسی عرب سے بیٹا نہیں تھا کہ چپ چاپ بیٹھا رہتا میں نے جدوجہد کی اور پھر میں بھی ان کا ہم پایہ ہو گیا۔

### دعوائے نبوت کی بنا

جس زمانے میں مختار نے قاتلین امام حسینؑ کو قتل کرنے اور ان کی ہلاکت اور قتل کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ہر طرف اس بات پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور مختار کو بڑی عزت کی نظروں سے دیکھا جا رہا تھا کہ اس نے دشمن اہل بیت اور قاتلان شہدائے کربلا کے گلے کٹ کر مجاہد اہل بیت کے زخمی دلوں پر تسکین کا مرہم رکھا ہے اور اس بناء پر ہر طرف سے اس کو داد و تحسین مل رہی تھی اسی دوران پیروان ابن سبا اور غالی شیطان علی ملک کے اطراف سے سٹ کر کوفہ آنے لگے اور مختار کی حاشیہ نشینی اور قربت حاصل کر کے تعلق اور چلبوسی کے انہار بندھنے شروع کر دیئے۔ بات بات میں مدح و



سائنس کے پھول برسائے جاتے اور عقار کو آسکن عظمت پر چڑھایا جاتا۔  
 بعض خوشامد پسندوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اتنا بڑا کار عظیم و خطیر جو اعلیٰ حضرت  
 عقار کی ذات قدسی صفت سے ظہور میں آیا ہے۔ نئی یا دجی کے بغیر کسی بشر سے ممکن  
 نہیں۔ اس تعلق شعاری کا لازمی نتیجہ جو ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ عقار کے دل و دماغ میں  
 انایت و پندار اور اپنی عظمت و بزرگی کے جراثیم پیدا ہونے لگے جو دن بدن بڑھتے گئے  
 اور آخر کار اس نے بسط جرات پر قدم رکھ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

خطوط میں عقار نے رسول اللہ لکھنا شروع کر دیا جبریل میرے پاس آتے  
 ہیں

دعویٰ نبوت کے بعد اپنے تمام مکاتیب اور خطوط پر عقار نے اپنے نام کے آگے  
 رسول اللہ بھی لکھنا شروع کر دیا وہ یہ بھی کہتا تھا کہ جبریل امین ہر وقت میرے پاس آتے  
 ہیں اور یہ کہ خدائے برتر کی ذات نے میرے جسم میں حلول کیا ہے۔  
 ہمارے ایک رئیس مالک ابن مسیح کو عقار نے خط میں لکھا

”تم میری دعوت قبول کر لو اور میرے حلقہ اطاعت میں آ جاؤ دنیا  
 میں جو کچھ تم چاہو گے دیا جائے گا اور آخرت میں تمہارے جتنے جنت کی  
 جہالت رہا ہوں“

عقار نے اسی طرح احنن بن قیس کو خط میں لکھا

”بنی معرور بنی ربیعہ کا برا ہو۔ احنن اپنی قوم کو اس طرح  
 دلائل میں لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں۔ ہاں تقدیر  
 کو میں بدل نہیں سکتا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو۔  
 مجھ سے پہلے انبیاء اور رسولوں کو بھی اسی طرح جھٹلایا گیا تھا اس لئے اگر  
 مجھے کذب سمجھا گیا تو کیا ہوا“

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ عقار کہتا ہے کہ مجھ پر وحی

آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا جی کتا ہے ایسی وحی کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی اس آیت میں دی ہے:

”وَلَنِ الشَّيَاطِينِ لِيُوحُونَ اِلٰى لَوْلِيَابِهِنَّ“

شیاطین اپنے مددگاروں پر وحی نازل کیا کرتے ہیں

جھوٹے نبوت کے وعید ار نصرت الہی کی اور غیبی امداد کی دولت سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اس لئے ان کو اپنی جودت طبع اور حیلہ سازوں سے کلم لے کر نقل کو اصل کی طرح ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ عمار بھی اسی اصول کے تحت اپنی من گھڑت وحی۔ معجزات اور مدشکوئیوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب چلاکیں کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بڑا سباجوڑا علی الہام تلیف کیا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔

”رَبِّ السَّمَاءِ لِيَنْزِلَنَّ نَارُ مِنَ السَّمَاءِ فَلْيُحَرِّقَنَّ

دَلِيلَ السَّمَاءِ“

”آسمان کے رب کی قسم ضرور آسمان سے آگ نازل ہوگی اور اسلام کا

گھر جلا دے گی“

دوسرے کا گھر جلوا کر مدشکوئی پوری کر لی

جب اسلام بن خارجہ کو عمار کے اس الہام کی خبر ہوئی تو وہ اپنا تمام مال و اسباب نکال کر وہیں سے دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ لوگوں نے نقل مکانی کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ عمار نے ایک الہام اپنے دل سے گھڑا ہے اس میں میرا گھر چلنے کی مدشکوئی کی ہے اب وہ اپنے خود ساختہ الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے میرا مکان ضروری جلا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رات کی تاریکی میں اپنے ایک کارندے کو بھیج کر اسلام کے گھر میں آگ لگوا دی اور اپنے مقلد مریدین میں شغی مارنے لگا کہ دیکھا کس طرح میرے الہام کے مطابق آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اسلام کا گھر جلا دیا۔

## فرشتوں کی مدد کا ڈھونگ

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ بدروحین کی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ کی مدد فرمائی جن کو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ ایک دفعہ مختار نے بھی بڑی چالاکی اور ہنرمندی سے ایسا ہی شعبدہ اپنے فوجیوں کو دکھلایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب مختار نے ابراہیم بن اشتر کو ابن زیاد سے لڑنے کے لئے فوج دے کر موصل روانہ کیا تو رخصت کرتے وقت لشکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

”خدا نے قدوس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں کبوتروں کی

شکل میں اپنے فرشتے بھیج کر تمہارے لشکر کی مدد کروں گا۔“

جب لشکر روانہ ہو گیا تو اس نے اپنے خاص مقرب رازدار غلاموں کو بہت سے کبوتر دے کر حکم دیا کہ تم لوگ لشکر کے پیچھے لگ جاؤ اور جب لڑائی شروع ہو جائے تو کبوتروں کو پیچھے سے لشکر کے اوپر اڑانا چنانچہ غلاموں نے ایسا ہی کیا۔ فوج میں ایک دم شور مچ گیا کہ نصرت الہی فرشتوں کے ساتھ کبوتروں کی شکل میں آ پہنچی ہے۔ یہ دیکھ کر مختار کے لشکر کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے اپنی فتح کا یقین کر کے اس بے جگری سے دشمن پر حملہ کیا کہ اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔

## ایک خارجی فرشتوں کا یحییٰ گولہ بن کر قتل ہونے سے بچ گیا

جس طرح مختار نے اپنی فوج کو کبوتر دکھا کر دھوکہ دیا اسی طرح ایک خارجی قیدی مختار کو چکمدے کر قتل سے بچ گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کے بعد مختار کی خارجیوں سے بڑھ بیڑ ہو گئی جس میں مختار کو فتح ہوئی اور بہت سے لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ایک شخص سراقہ بن مواس بھی تھا اس شخص کو یقین تھا کہ مختار اس کو قتل کر دے گا چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی اور جیسے ہی پہرے دار اس کو مختار کے سامنے پیش کرنے لگے تو وہ ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو نہ تو تم لوگوں نے ہمیں شکست دی اور نہ قید کیا۔

فلکست اور قید کرنے والے دراصل وہ فرشتے تھے جو اپنی گھوڑوں پر سوار ہو کر تمہاری  
 حرکت میں ہم سے لڑ رہے تھے۔ یہ بات سن کر عمار کی تو ہاتھیں کھل گئیں اور فرط مسرت  
 سے جھوم اٹھا۔ فوراً حکم دیا کہ سراقہ کو رہا کر کے انعام و اکرام سے نواز جائے اور پھر سراقہ  
 سے کہا کہ تم ممبر پر چڑھ کر تمام لشکر کے سامنے اپنا مشاہدہ اور فرشتوں کے نزول کی کیفیت  
 بیان کرو چنانچہ اس شخص نے جان بچانے کے لئے ایسا ہی کیا بعد میں یہ شخص بصرہ جا کر  
 حضرت مصعب بن زید کے لشکر میں شامل ہو کر عمار کے خلاف نبو آنا ہوا۔

### عمار کا ایک اور شعبہ۔ تبوت سیکڑ

بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا جسے تبوت سیکڑ کہتے تھے اس تبوت کا  
 ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دوسرے پارے کے آخر میں بیان کیا ہے اس صندوق میں  
 بعض انبیاء صلی علیہم وسلم کے تبرکات محفوظ تھے۔ جب بھی بنی اسرائیل کو کسی دشمن کا مقابلہ  
 درپیش ہوتا تو اس صندوق کو اپنے لشکر کے ساتھ لے جاتے جن تعالیٰ اس کی برکت سے  
 کامیابی عطا فرماتا تھا۔

عمار نے بھی تبوت سیکڑ کی حیثیت سے ایک کرسی اپنے پاس رکھی تھی جسے وہ  
 لڑائی کے موقع پر لشکر کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ اس کے فوجیوں کو یہ یقین تھا کہ یہ حضرت  
 علیؑ کی کرسی ہے اور اس کی برکت سے دشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔

اب اس کرسی کا قصہ سن لیجئے۔ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی حشمتی ماہر کا نام حضرت  
 ام ہانی تھا جو مصیبت میں داخل ہیں ان کے پوتے طفیل بن جعدہ بن عمرو کا جان ہے کہ  
 ایک مرتبہ گردش روزگار سے میں ایسی مجلس میں چلا ہوا کہ کسی عہدے سے بھی کوئی  
 صورت کشمکش اور فراخی کی نہ بن سکی آخر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں عالم  
 اضطراب میں اس بات پر غور کرنے لگا کہ کوئی حیلہ بنا کر کسی مالدار سے رقم اٹھائی جائے۔  
 اس موقع پر میں تھا کہ مجھے میرے ہمسایہ تلی کے یہاں ایک بہت پرانی وضع کی کرسی  
 دکھائی دی میں نے دل میں خیال کیا کہ اسی کرسی سے کچھ شعبہ دکھایا جائے چنانچہ وہ



کری میں نے اس تلی سے خریدی اور عمار کے پاس جا کر کہا کہ ایک راز میرے دل میں نہیں تھا جس کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اب میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ آپ کے رومہ بیان کروں عمار نے کہا ہاں ضرور اور فوراً بیان کرو میں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ کی ایک کرسی ہمارے گہرائے میں بطور حیرت چلی آئی ہے اور اس کرسی میں ایک خاص تصرف اور اثر ہے۔ عمار نے کہا سبحان اللہ تم نے آج تک اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا۔ اب جاؤ اور فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے گہرا کر اس کرسی کا معائنہ کیا اس کا جما ہوا قیل کھینچ کر اتارا اور خوب گرم پانی سے دھو کر صاف کیا تو وہ بہت خوبصورت دکھائی دینے لگی۔ کیونکہ اس نے رومہ نعلین خوب دیا تھا اس لئے چمکدار بھی ہو گئی۔

میں اس کرسی کو صاف کپڑے سے ڈھانپ کر عمار کے رومہ لایا۔ عمار نے مجھے اس کے حوض ہارہ ہزار درہم انعام دیے۔ جس سے میرے سارے دلدور دور ہو گئے اور مجھے خوشحال کر دیا۔

فقیر بن جعدہ مزہ کہتے ہیں کہ عمار اس "نعت فیر حرقہ" سننے پر پھولے نہیں سنا تا تھا اس نے اعلان کر لیا کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے سب لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا اور کہا کہ لوگوں سلطنت اسوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جس کا نمونہ اور مثل اس امت محمدیہ میں موجود نہ ہو۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک نبوت تھا جس میں کل موسیٰ اور آل ہارون کے حیرت مملو تھے اسی طرح ہمارے پاس بھی ہمارے بزرگوں کا ایک خاندان موجود ہے۔ یہ کہہ کر عمار نے کرسی سے کپڑا ہٹایا اور اشارہ کر کے کہا کہ یہ نعل بیت کے حیرت میں سے ہے کرسی کو سب کے سامنے لایا گیا۔ سیاہی فرقے کے لوگ جوش مسرت میں کھڑے ہو کر نوحہ و گھیر بلند کرنے لگے۔

### کرسی کی عظمت کا غلو حد کفر تک پہنچ گیا

جب عمار نے ابن زیاد کے مقابلے میں ابراہیم بن اشتر کو روکنا کیا تو شیطان علی نے



اس کرسی پر وبلج حریر لیٹ کر اس کا جلوس نکلا۔ سلت آدمی واہنی طرف اور سلت بائیں  
لجانب اس کو قلعے ہوئے تھے اور تہوت سیکنہ کی طرح یہ کرسی لشکر کے ساتھ بھیجی گئی۔

قلعے الہی سے اس لڑائی میں ابن زیادہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ اس سے  
پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر شیعوہ حضرات اس ”تہوت سیکنہ“ کے حصول پر حد  
سے گزری ہوئی خوشیاں اور مجتہدہ حرکاتوں کا اظہار کرنے لگے اور ان کی نظر میں اس کرسی  
کی عظمت و تقدس کائنات کی ہر چیز سے بڑھا ہوا تھا۔

طفیل کہتے ہیں کہ یہ افسوسناک صورت حل دیکھ کر مجھے اپنی حرکت پر سخت ندامت  
ہونے لگی کہ میری ملائقی سے عقیدے کا اتنا بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ مختار بن عیسیٰ نے شیعوں میں رسم تعزیه داری جاری کی تھی  
جس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ یہی کرسی تعزیه داری اور تہوت سازی کی اصل تھی۔

مختار کا الہامی کلام جو اس نے قرآن کے مقلد پیش کیا  
مختار اپنے خود ساختہ الہام کو بڑی مسجع اور متغنی عبارت میں لکھتا رہا یہاں تک کہ  
ایک پورا رسالہ تیار کر لیا پھر لوگوں کے سامنے اس کو پیش کیا۔ اور قرآن پاک کا مقلد  
نصرا۔ علامہ عبد القادر کی کتاب ”الفرق بین الفرق“ میں اس عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔

### مختار کا نزال

کوفہ کا ایک بہادر شخص ابراہیم بن اشتر اس کا دست راست تھا۔ مختار کو جس قدر  
ترقی اور عروج نصیب ہوا وہ سب ابراہیم بن اشتر کی شجاعت اور حسن تدبیر کا رہن منت  
تھا۔ ابراہیم جس طرف گیا شجاعت و اقبال مندی کے پھریزے اڑاتا گیا اور جس میدان  
جنگ میں گیا کامیابی و کامرانی نے اس کے قدم چومے۔ ابراہیم ہر میدان میں مختار کے  
دشمنوں سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اقبل کو اوج ثریا تک لے گیا۔

لیکن جب مصعب ابن زید و ملی عمرو نے کوفہ پر حملہ کیا جس میں مختار کے لشکر کو زبردست شکست اٹھانی پڑی تو اس موقع پر ابراہیم نے مختار کا ساتھ نہیں دیا بلکہ موصل شہر میں الگ بیٹھ کر مختار کی ذلت و بربادی کا تماشا دیکھتا رہا اور یہی وقت تھا جب سے مختار کا کوکب اقبال رو بہ زوال ہونا شروع ہوا۔

### مختار کے دعوئے نبوت نے ابراہیم کو ہزار کر دیا

اور مورخین مثلاً ابن جریر طبری اور کمال ابن اثیر وغیرہ نے اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا کہ ابراہیم جیسا رفتی مختار سے کیوں ہزار ہوا اور مصعب ابن زید کے خلاف کیوں اس کا ساتھ نہیں دیا۔ لیکن علامہ عبدالقادر بغدادی نے حقیقت حل کہ چرے کو بے نقاب کیا ہے وہ اپنی کتاب ”الفرق بین الفرق“ میں لکھتے ہیں کہ:

”جب ابراہیم کو اس بات کا علم ہوا کہ مختار نے علی الاعلان نبوت

کا دعویٰ کیا ہے تو وہ نہ صرف اس سے الگ ہو گیا بلکہ اپنی خود مختاری کا

اعلان کر کے بلاد جزیرہ پر قبضہ بھی جمالیا۔“

### مصعب ابن زید کا کوفہ پر حملہ - محاصرہ اور مختار کا قتل

ابراہیم بن اشتر کی رفاقت سے محروم ہونے کے بعد مختار کی قوت و افعت بہت کم ہو گئی اس بات سے مصعب بن زید نے قائد اٹھایا اور کوفہ پر حملہ کی غرض سے عمرو سے کوچ کیا۔ مختار میں ہزار کا لشکر لے کر مصعب کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ حوڑا کے مقام پر سخت کھمسان کا رن پڑا۔ مصعب ابن زید نے کافی نقصان برداشت کرنے کے بعد آخر کار مختار کو شکست دی اور مختار بھاگ کر قصر لمارت میں محصور ہو گیا جس ہزار کے لشکر میں سے اب مختار کے پاس صرف آٹھ ہزار کی تعداد تھی جو سب قصر لمارت میں اس کے ساتھ محصور تھے۔

مصعب ابن زید نے چار مہینے تک قصر لمارت کا محاصرہ کیا اور غلہ پانی اور دوسری

مہوربات زندگی کی رسد ہاتھ لکھ دی۔ جب محاسن کی سختی بھل جی ہوا تو عمار  
نے اپنے لشکر کو باہر نکل کر لڑنے کی ترغیب دی۔ مگر صرف اٹھارہ آدمیوں کے سوا کوئی باہر  
نکلنے پر تیار نہیں ہوا۔

آخر کار عمار اپنے اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ قہر لہرتا ہوا نکل کر صوبہ کے لشکر  
پر حملہ آور ہوا اور قہوڑے ہی درمیان میں وہ اپنے اٹھارہ ساتھیوں کے ہلاک ہو گیا یہ واقعہ ۱۳  
رمضان ۷۶۷ کو پیش آیا۔



## ”حمدان بن اشعث قرمطی“

کوفہ کا ہشہ تھا کیونکہ بتل پر سوار ہوا کرتا تھا اس لئے اس کو کریمتہ کہتے تھے جس کا عرب قرمط ہے۔ شروع میں زہد و تقویٰ کی طرف مائل تھا مگر ایک ہلٹی کے بچے چڑھ کر سعادت ایمان سے محروم ہو گیا اور اللہ و زندگی کے سرفہ اور ہلٹی فرقہ کے متلو کی حیثیت سے کلم کرنے لگا اور اس کے مٹنے والے اسی نسبت سے قرمطی یا قرامط کہلاتے ہیں۔

اس فرقے نے دین اسلام کے مقلدے میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جو سراسر اللہ اور اللہ اور زندگی ہے۔

## حمدان نے نیانہ مذہب ایجلا کیا

اس نے سب سے پہلے اپنے مٹنے والوں پر پچاس نمازیں فرض کیں جب لوگوں نے حکمت کی کہ نمازوں کی کثرت نے ہمیں دنیا کے کاروبار اور کسب معاش سے روک دیا ہے تو بولا کہ اچھا میں اس کے مطلق اللہ تعالیٰ سے رجوع کروں گا اور چند روز کے بعد لوگوں کو ایک نوشتہ دکھانے لگا جس میں حمدان کو خطاب کر کے لکھا کہ تم ہی مسیح ہو تم ہی عیسیٰ ہو تم ہی کلمہ ہو تم ہی مہدی ہو اور تم ہی جبریل ہو۔ اس کے بعد کہنے لگا جناب مسیح ابن مریم میرے پاس انسان کی شکل میں آئے اور مجھ سے فرمایا تم ہی داعی ہو تم ہی مجتہد ہو تم ہی پتہ ہو تم ہی ولیہ ہو تم ہی روح القدس اور تم ہی یحییٰ بن زکریا ہو اور عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرما گئے ہیں کہ اب نماز صرف چار رکعتیں ہیں دو رکعت قبل از فجر اور دو رکعت قبل از غروب اور لڑان اس طرح دی جائے گی اللہ اکبر چار مرتبہ پھر دو مرتبہ اشہد ان لا الہ الا اللہ پھر ایک مرتبہ یہ کلمات کہیں اشہد ان آدم رسول اللہ۔ اشہد ان

لوطا رسول للہ - اشہدان ابراہیم رسول للہ - اشہدان موسیٰ رسول للہ -  
 اشہدان عیسیٰ رسول للہ - اشہدان محمد رسول رسول اللہ - اشہدان احمد  
 بن محمد بن حنفیہ رسول اللہ - روزے صرف دو فرض ہیں ایک مہرجان کا اور  
 دو سرانوروز کا - شراب حلال کردی اور غسل جنبت کو ہر طرف کر دیا گیا - تمام درندوں اور  
 پنچے والے جانور حلال کر دیے اور قبلہ بجائے کعبہ کے بیت المقدس قرار دیا -

## نماز پڑھنے کا نیا طریقہ

جس طرح ہمارے یہاں قادیان کے جھوٹے نبی نے قرآن کی آیات اور اس کے  
 بعض حصوں کا سرقہ کر کے اپنا کلام وحی بنا لیا ہے (دیکھیے کتب "حقیقت الوحی" مولفہ مرزا  
 قادیانی) اسی طرح حمدان نے بھی آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے الفاظ میں قطع برید کر  
 کے ایک سورت تیار کی تھی اور حکم دیا تھا کہ تکبیر تحریمہ کے بعد وہ عبارت پڑھیں جو اس  
 کے زعم میں احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی تھی بعد میں وہ سورت جو اس نے تیار کی  
 تھی (طوالت کے خوف سے ہم نے اس سورت کو نقل نہیں کیا ہے) پھر رکوع میں یہ تسبیح  
 پڑھیں "سبحان ربی رب العزۃ و تعالیٰ عم الصفون پھر سجدے میں جا  
 کر کہیں اللہ اعلیٰ اللہ اعظم

اس کے مذہب کا ایک اصول یہ تھا کہ جو شخص قرملی مذہب کا مخالف ہو اس کا قتل  
 کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر مقابلے پر نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔  
 اسلام پر ابتدائی صدیوں میں جو جو آئیں نازل ہوئیں اور جن جن فتنوں کا سامنا کرنا  
 پڑا اس میں یہ ایک فتنہ قرامطہ کا بھی تھا ابو سعید جنتلی - ابو طاہر قرملی یحییٰ بن زکریا اور علی  
 بن فضل یمنی جنہوں نے عرصہ دراز تک عالم اسلام کے خلاف ہلچل مچائے رکھی اور  
 لاکھوں مسلمان بے گناہوں کا خون بہایا اس مذہب قرامطہ کے چیلے چلنے اور مارنے والے  
 تھے۔ ان لعنیوں کی قوت یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ خلفائے بنی عباس تک ان بھیڑیوں کا  
 نام سن کر کھپ جاتے تھے۔ آخر میں تو یہ مصر کے سلاطین بنی عبید کی گرفت سے بھی آزاد



ہو گئے تھے۔ اور خراسان سے لے کر شام تک ہر شہر کے باشندے ان کے ظلم و ستم سے  
 بچ اٹھے تھے۔ یہ لوگ اس قدر باطن طہ اور زندقہ تھے کہ کعبہ شریف کو ڈھانے پر بھی  
 آمادہ ہو گئے تھے اور ابو طاہر قرطبی حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے شہر عمان لے گیا تھا۔ تاریخ کی  
 کتابوں میں بڑی تفصیل سے ان واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

## حمدان کی گرفتاری، ایک کنیر کے ذریعہ فرار، لوگ اس فرار کو حمدان کا معجزہ سمجھے

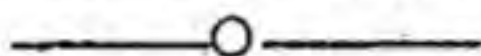
جب ہنیم حاکم کوفہ کو معلوم ہوا کہ حمدان نے دین اسلام کے مقابلے میں ایک نیا  
 دین جاری کیا ہے اور شریعت محمدیہ میں ترمیم و تنسیخ کر رہا ہے تو اس نے اس کو گرفتار کر  
 لیا اور اس خیال سے کہ کوئی حیلہ کر کے یہ بھاگ نہ جائے قید خانے کے بجائے اپنے ہی  
 پاس قہر لہارت کی ایک کونھری میں بند کر کے قفل کر دیا اور کنی قفل کی اپنے تکیے کے نیچے  
 رکھ دی اور قسم کھائی کہ اس کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

ہنیم کے گھر کی ایک کنیر بڑی رحمت تھی جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص قفل کیا  
 جائے والا ہے تو اس کا دل بھر آیا اور رقت طاری ہو گئی جب ہنیم سو گیا تو اس کنیر نے کنی  
 اس کے تکیے کے نیچے سے نکلی اور حمدان کو آزاد کر کے پھر اسی جگہ رکھ دی صبح جب ہنیم  
 نے اس غرض سے دروازہ کھولا کہ حمدان کو موت کی نیند سلا دیا جائے تو یہ دیکھ کر وہ بڑا  
 حیران ہوا کہ حمدان غائب ہے۔

جب یہ خبر کوفہ میں مشہور ہوئی تو خوش عقیدہ لوگ فتنہ میں پڑ گئے اور یہ پروپیگنڈا  
 شروع کر دیا کہ خدائے قدوس نے حمدان کو آسمانوں پر اٹھالیا۔ اس کے بعد لوگوں میں  
 حمدان آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ آپ حاکم کوفہ کے مقتول قید خانے سے کس طرح نکلے۔  
 حمدان بڑے تاز و غرور سے کہنے لگا کہ کوئی میری ایذا رسانی میں کامیاب نہیں ہو سکتا یہ سن  
 کر لوگوں کی عقیدت اور بڑھ گئی۔

حمد ان کس طرح مرا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے

حمد انکواب ہر وقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ دوبارہ نہ گرفتار کر لیا جائے اس لئے ملک شام کی طرف بھاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے علی بن محمد خارجی کے پاس جا کر کہا تھا کہ میں ایک مذہب کا اپنی اور نہایت صاحب الرائے ہوں ایک لاکھ سپاہی اپنے لشکر میں رکھتا ہوں آؤ ہم اور تم مناظرہ کر کے کسی ایک مذہب پر متفق ہو جائیں مگر بوقت ضرورت ایک دوسرے کے مددگار بن سکیں۔ علی خارجی نے اس رائے کو پسند کیا اور بہت دیر تک مذہبی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی لیکن آپس میں متفق نہ ہو سکے۔ اس کے بعد حمد ان واپس آکر گوشہ نشین ہو گیا آگے کا حل کچھ معلوم نہ ہو سکا تاہم اس کے چیلوں نے عالم اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو عین حج کے زمانے میں خانہ کعبہ کے اندر قتل کیا۔ حجر اسود اکھاڑ کر لے گئے اور دس برس تک لوگ ان کے خوف سے حج نہ کر سکے۔



## ”علی بن فضل یمینی“

یمن کے علاقے صنعا کے مطلقات سے ایک شخص علی بن فضل جو ابتداء میں اسماعیلی فرقے سے تھا اس دعوے کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ بہت عرصے تک اپنی جموئی نبوت کی دعوت دینے کے بعد بھی جب کسی نے اس کی تصدیق نہیں کی تو اس نے سوچا کہ کسی حیلے یا شعبہ کے ذریعے لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنانا چاہئے چنانچہ بہت غور و فکر کے بعد اس نے ایک سٹوف تیار کیا اور ایک مرتبہ رات کو ایک بلند مقام پر چڑھ گیا اور نیچے کوٹے جمع کر کے دھکادیے لوہے سے اس نے اپنا بتایا ہوا کیسائی سٹوف ڈال دیا۔

## علی کا شعبہ

اچانک آگ سے ایک سرخ رنگ کا دھواں اٹھنے لگا جو دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کی ساری فضا پر چھا گیا اور ایسا معلوم ہوئے لگا کہ ساری فضا آگ سے بھری ہوئی ہے پھر اس نے کوئی ایسا عمل کیا یا متر پڑھا کہ دھوئیں میں بے شمار (باری) مخلوق دکھائی دینے لگی۔ یہ مخلوق گھوڑوں پر سوار تھی اور ان کے ہاتھوں میں آگ کے نیزے تھے اور یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آپس میں جنگ کر رہے ہیں۔ یہ دھساک منظر دیکھ کر لوگ خوفزدہ ہو گئے اور ان پر یہ وہم سوار ہو گیا کہ انہوں نے ایک اللہ کے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا اس لئے خدا کی طرف سے نزول عذاب کا منظر دکھا کر ہمیں ڈرایا گیا ہے۔ اس خیال کے تحت ہزار ہا جہالت شعار حمی و متکبر قسمت نے اپنی حلقہ ایمان اس شعبہ باز جموئے نبی کے سپرد کر دی۔ علماء امت نے بہت سمجھایا کہ اس شعبہ باز کی باتوں میں نہ آؤ یہ کوئی نبی قلمی نہیں ہے بلکہ ایک طمہ اور زندیق ہے جو تمہاری دولت ایمان پر ڈاکہ مار رہا ہے مگر ان پر اس عیار کا جلوہ چل چکا تھا۔ بجز تھوڑے سے لوگوں کے جن کو اللہ پاک نے ہر قول و عمل کو پرکھنے کے

لئے شریعت مطہرہ کی کسوٹی اور دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے کوئی شخص راہ راست پر نہ آیا۔  
 علی بن فضل کی جب مجلس معنی تھی تو ایک عقیدت مند پکار کر کہتا تھا کہ اشہد ان  
 علی بن فضل رسول اللہ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ اسے کسی حد  
 تک خدائی کا بھی دعویٰ تھا چنانچہ جب اپنے کسی اندھے عقیدت مند کے نام کوئی تحریر بھیجتا  
 تو یوں لکھتا

من باسط الارض ولاحیہا وقرزل الجبال وقرسہا

علی ابن الفضل الی عہدہ فلان ابن فلان

ترجمہ : یہ تحریر زمین کے پھیلانے اور ہلکنے والے اور پہاڑوں  
 کے ہلانے اور ٹھہرانے والے علی من فضل کی جانب سے اس کے  
 بندے فلاں بن فلاں کے نام ہے۔

اس نے بھی اپنے مذہب میں تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا تھا حتیٰ کہ شراب اور  
 سگی بیٹیوں سے عقد نکاح بھی جائز قرار دے دیا گیا تھا۔ جب نبوت میں تک پہنچی تو بعض  
 شرقائے ہند او غیرت ملی اور مہوس اسلامی سے مجبور ہو کر اس کی ہلاکت کے درپے ہوئے  
 اور ۳۰۳ھ میں اس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔

علی بن فضل کا فتنہ ارتداد انیس سال تک جاری رہا لیکن تعجب ہے کہ صنعا کے  
 حکام نے انیس سال تک اس سے کیوں تعرض نہیں کیا اور لوگوں کی متاع ایمان پر ڈاکہ  
 ڈالنے کی اس کو کیوں کھلی چھوٹ دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب تو انگریزوں کی  
 عملداری میں تھا بلکہ ان کی حمایت میں تھا اس لئے اس کو اپنی جھوٹی رسالت کی تشریح و  
 تبلیغ میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ کوئی شخص اسلامی  
 مملکت میں رہ کر شریعت مطہرہ میں رخنہ اندازیاں کرتے رہے اور اپنی خود ساختہ نبوت کی  
 دعوت دیتا رہے اور خدا کی مخلوق کو اس کے شر سے نہ بچایا بلکہ علی بن فضل نے جیسے  
 ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا صنعا کے حکام کا فرض تھا کہ فوراً اس کا لوٹس لیتے اور اس کی رگ  
 جیل کٹ دیتے۔

(۱۵)

## ”حامیم بن من لہ“

اس شخص نے ۳۳ء میں سرزمین ریف واقع ملک مغرب میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی فریب کاریوں کا جمل پھیلا کر ہزاروں بھولے بھلے بری عوام کو اپنا معتقد بنالیا۔

### حامیم کی نئی شریعت

شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں اس مرتد نے اپنی ایک خانہ ساز شریعت گھڑی تھی اس کی خاص خاص باتیں یہ تھیں۔

(۱) صرف دو نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ایک طلوع آفتاب کے وقت اور دوسری غروب کے وقت۔

(۲) رمضان کے روزوں کی جگہ۔ رمضان کے آخری عشرہ کے تین شوال کے دو اور ہر بدھ اور جمعرات کو دوپہر بارہ بجے تک کا روزہ متعین تھا۔

(۳) حج کو ساقط کر دیا۔

(۴) زکوٰۃ کو ختم کر دیا۔

(۵) نماز سے پہلے وضو کی شرط کو ختم کر دیا۔

(۶) خنزیر کو حلال کر دیا۔

(۷) تمام حلال جانوروں کے سر اور انڈے کھانا حرام قرار پائے چنانچہ اس علاقے کے ہر قبائل آج تک انڈے کھانا حرام سمجھتے ہیں۔

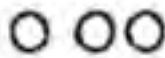
(۸) ایک کتب بھی لکھی جسے کلام الہی کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اس کتب کے جو الفاظ نماز میں پڑھے جاتے تھے اس کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

”اے وہ جو آنکھوں سے مستور ہے مجھے گناہوں سے پاک کر



دے۔ اے وہ جس نے موسیٰ کو دریا سے صحیح و سلامت پار کر دیا  
 میں حامیم پر اور اس کے باپ ابو ظلف من ظہ پر ایمان لایا ہوں۔  
 میرا سر میری عقل میرا سینہ میرا خون اور میرا گوشت پوست سب  
 ایمان لئے ہیں میں حامیم کی پھوپھی تالیست پر بھی ایمان لایا ہوں۔  
 یہ عورت کلہنہ اور ساتھ قحیٰ اور اپنے آپ کو نبی بھی کہتی تھی۔  
 حامیم کے جد اساک ہارن کے وقت اور ایام قحط میں حامیم کی  
 پھوپھی اور اس کی بہن کے قوسل سے دعا کرتے تھے۔

حامیم ۳۸ھ میں تبصر کے مقام پر ایک جنگ میں مارا گیا لیکن جو ذہب اور عقیدہ  
 اس نے رائج کیا وہ ایک عرصے تک غلوں خدا کی گمراہی کا سبب بننا رہا۔ الحمد للہ آج اس  
 کے ماننے والوں کا ہم و نشان بھی نہیں ملتا۔



(۱۶)

## ”عبدالعزیز باسندی“

اس شخص نے ۱۳۳۲ھ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک پہاڑی مقام کو اپنا مستقر بنایا۔ یہ شخص انتہائی مکار اور شعبدہ باز تھا۔ پانی کے حوض میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکلتا تو اسکی مٹھی سرخ اشرفیوں سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔

اس قسم کی شعبدہ بازیوں اور نظر بندیوں نے ہزاروں لوگوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا لوگ پروانہ دار اس کی طرف دوڑے اور اس کی خاک پا کو سرمہ چشم سمجھنے لگے۔ علمائے امت نے اپنے وعظ و نصیحت سے سینکڑوں لوگوں کو ارتداد کے بھنور سے نکالا لیکن جو اذلی شقی تھے وہ قبول ہدایت کے بجائے الثا علماء حق کو اس طرح گالیاں دینے لگے جس طرح اب ہمارے زمانے میں مرزا قادیانی کذاب کے علماء سو علمائے شریعت محمدیہ کو گالیاں دیتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں حضرت مخبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفس پرست دنیا دار علماء کو ”شر تحت اربع السماء (زیر آسمان سب سے بدترین مخلوق) قرار دیا ہے جو قادیانی مولویوں کی طرح دنیا کی خاطر لوگوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

## موجودہ زمانے کی ایک مثال

قادیانی علماء سونے ڈسٹرکٹ جج بھلوپور کی عدالت میں (جہاں ایک مسلمان عورت نے اس بناء پر تنبیخ نکاح کا دعویٰ کیا تھا کہ اس کا شوہر قادیانی ہو کر کافر ہو گیا ہے) بھی حسب عادت ان مسلمان علماء کے حق کی شن میں گستاخیاں کیں جنہوں نے ان کے جھوٹے نبی غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی شہادت دی تھی اور ان کو حدیث ”زیر آسمان بدترین مخلوق“ کے مصداق ٹھہرایا تھا۔ اس کے متعلق ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ مقدمہ میں کیا خوب حق گوئی کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے لکھا

”گواہان مدعیہ (یعنی علمائے اہل سنت والجماعت) پر مدعیہ  
 یعنی مرزائی مولویوں کی طرف سے کثرت اور بھی کئی ذاتی حملے کیے  
 گئے ہیں مثلاً انہیں علمائے سوکھا اور یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ایسے مولویوں کو جو ذریت البغایا میں مخاطب ہیں  
 بندر اور سور کا لقب دیا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ  
 آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہیں۔ لیکن مقدمہ کی تفصیل  
 پڑھ کر ہر عقلمند آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ طرفین کے علما میں سے  
 اس حدیث کا صداق کون ہے“

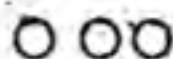
عبدالعزیز ہاسندی کی دعوت نبوت اس بلند آہنگی اور زور و شر سے اٹھی کہ ہزاروں  
 لوگوں نے اپنی قسمت اس سے وابستہ کر دی۔ اب ہاسندی نے ان اہل حق کے خلاف قلم  
 و ستم کا بازار گرم کیا جو اس کی نبوت کے انکاری تھے۔ ہزاروں مسلمان اس جرم میں اس  
 کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

## ہاسندی کی ہلاکت

جب لوگ اس کے قلم و ستم سے تنگ آ گئے تو حکومت کو بھی اس کی تحریک سے  
 خطرہ محسوس ہوا چنانچہ وہاں کے حاکم ابو علی بن محمد بن مظفر نے ہاسندی کی سرکوبی کے لئے  
 ایک لشکر روانہ کیا۔ ہاسندی ایک بلند پہاڑ پر جا کر قلعہ بند ہو گیا لشکر اسلام نے اس کے  
 گرد محاصرہ ڈال دیا اور کچھ مدت کے بعد جب کھانے پینے کی چیزیں ختم ہونے لگیں تو  
 ہاسندی کے فوجیوں کی حالت دن بدن خراب ہونے لگی اور جسمانی طاقت بھی جواب دے  
 بیٹھی یہ صورت حال دیکھ کر لشکر اسلام نے پہاڑ پر چڑھ کر ایک زبردست حملہ کیا اور مار مار  
 کر دشمن کا حلیہ بگاڑ دیا۔ ہاسندی کے اکثر فوجی مارے گئے اور خود ہاسندی بھی جہنم واصل  
 ہوا۔

ہاسندی کا سرکٹ کر ابو علی کے پاس بھیجا گیا۔ ہاسندی کہا کرتا تھا کہ مرنے کے بعد

میں دنیا میں لوٹ کر آؤں گا ایک مدت تک اس کے خوش عقیدہ جاہل لوگ قتلوانوں کی  
 طرح اسلام کی صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہی اور ضلالت کے میدانوں میں سرکھٹ  
 پھرتے رہے پھر آہستہ آہستہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور یہ فرقہ صفحہ وجود سے بالکل  
 مٹا دیا گیا۔



(۱۷)

## ”ابوطیب احمد بن حسین متبنی“

۳۴۳ھ میں کوفہ کے محلہ کندہ میں پیدا ہوا۔ آغاز شہاب میں وطن مالوف کو الوداع کہہ کر شام چلا آیا اور فنون ادب میں مشغول رہ کر درجہ کمال کو پہنچا اسے لغات عرب پر غیر معمولی عبور تھا۔ جب کبھی اس سے لغات کے متعلق کوئی سوال کیا جاتا تو نظم و نثر میں کلام عرب کی بھرمار کر دیتا۔

ابوطیب حسی شعرو غن کا امام تھا اس کا دیوان جو دیوان متبنی کے نام سے مشہور ہے ہندو پاکستان کے نصاب عربیہ میں داخل ہے۔

ابوطیب عربی کا بدل شاعر اور ادب و انشاء میں فرد مزید تھا چنانچہ اسی فصاحت و بلاغت نے اس کو دعویٰ نبوت پر اکسلیا تھا۔

ابوطیب کے دعویٰ نبوت کے بارے میں ایک شخص ابو عبد اللہ لازوقی جو بعد میں اس کی نبوت پر ایمان لے آیا تھا ابتداء میں ایک مکالمہ ہوا جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں ابو عبد اللہ کا بیان ہے کہ ابوطیب ۳۴۳ھ میں اپنے آغاز شہاب میں لازوقیہ آیا جب مجھے اس کی فصاحت و بلاغت کا علم ہوا تو میں ازراہ قدر شناسی اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا۔ جب راہ و رسم بڑھی تو ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تم ایک ہونمار نو جوان ہو اگر کسی ملک کی وزارت چھیس مل جائے تو اس منصب کی عزت پر چار چاند لگ جائیں۔

ابوطیب: جی وزارت کی کیا حقیقت ہے میں تو بنی مرسل ہوں۔

عبد اللہ (: دل میں یہ سوچ کر کہ شاید یہ مذاق کر رہا ہے) آج سے پہلے میں نے تمہاری زبان سے ایسی نئی مذاق کی بات نہیں سنی۔

ابوطیب: مذاق نہیں واقعی میں بنی مرسل ہوں۔

عبد اللہ: تم کس طرف بھیجے گئے ہو۔

ابوطیب: اس گمراہ امت کی طرف۔



عبداللہ : تمہارا لائحہ عمل کیا ہوگا

ابوطیب : جس طرح اس وقت ساری زمین ظلم و عدوان سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھروں گا۔

عبداللہ : حصول مقصد کی نوعیت کیا ہوگی۔

ابوطیب : اطاعت شعاردوں کو انعام و اکرام سے نوازوں گا اور سرکشوں، نافرمانوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔

عبداللہ : تم کہتے ہو تم اس امت کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہو تو کیا تم پر کوئی وحی بھی نازل ہوئی ہے۔

ابوطیب : بے شک، منسو (پھر اس نے کچھ اپنا کلام سنایا)

عبداللہ : یہ کلام کتنا نازل ہو چکا ہے۔

ابوطیب : ایک سو چودہ عبرے اور ایک جہو قرآن کی پڑی آیت کے برابر ہے۔

ابوطیب : میں فاسقوں اور سرکشوں کا رزق بند کرنے کے لئے نازل ہارش کو روک سکتا ہوں۔

عبداللہ : اگر تم مجھے یہ کرشمہ دکھاؤ تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔

ابوطیب : ٹھیک ہے میں تمہیں جب بلاؤں آجلاؤں گا۔

عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بہت سخت بارش ہو رہی تھی کہ اس کا غلام مجھے بلانے آیا میں اس کے ساتھ چلا۔ بارش نوروں پر تھی اور میرے کپڑے تر ہو گئے اور پانی میرے کھوڑے کے گھٹنوں تک چڑھ آیا تھا لیکن ابوطیب کے پاس پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ابوطیب ایک ٹیلے پر کھڑا ہے اور اس کے چاروں طرف سو سو گز تک بارش کا نشان بھی نہیں ہے زمین سوکھی پڑی ہے اور چاروں طرف موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ میں نے یہ کرشمہ دیکھ کر اس کو سلام کیا اور کہا ہاتھ بڑھائیے واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں پھر میں نے اپنی اور اپنے نفل و عیال کی طرف سے اقرار نبوت کی بیعت کی۔

اس کے علاوہ بعض نوادر اور شعبہ دے اور بھی تھے جن کی وجہ سے ابوطیب کو

شہرت ملی۔ یو قوفوں کی کسی زمانے میں کی نہیں ہوتی۔

## ابو طبیب کی دعویٰ نبوت سے توبہ

نبوت کے جھوٹے دعویدار ایسے بہت کم گذرے ہیں جنہیں مرنے سے پہلے اپنے فعل پر ندامت ہو کر توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ابو طبیب بھی ان نیک بخت لوگوں میں سے تھا جس کو حق تعالیٰ نے اپنے مکرو فریب پر ملامت ہو کر تائب ہونے کی سعادت بخشی۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ جب اس نے ملک شام میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک کثیر تعداد میں لوگ اس کا کلمہ پڑھنے لگے تو اس کے معتقدین کی کثرت دیکھ کر محض کے حاکم امیر لئونو کو اس کی طرف سے خدشہ پیدا ہوا اور نہایت خاموشی اور رازداری سے ابو طبیب کے سر پر جا پہنچا اور اس کو گرفتار کر قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کے معتقدین کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور ابو طبیب ایک طویل عرصے تک قید و بند کی تکلیفیں برداشت کرتا رہا اور وہیں اس نے ایک درد بھر قصیدہ لکھا جس میں اپنی تکلیف اور مصیبتوں کا ذکر کیا تھا۔

اس قصیدے کو پڑھ کر امیر کو رحم آیا اور وہ ابو طبیب سے کہنے لگا اگر تو اپنی جھوٹی نبوت سے توبہ کر لے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ ابو طبیب ملامت ہوا اور اپنی نبوت کے دعوے سے توبہ کی اور ایک دستلویز لکھ کر امیر کے سپرد کی اس دستلویز میں لکھا تھا:

” میں اپنی نبوت کے دعوے میں جھوٹا تھا۔ نبوت خاتم النبیاء  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہو گئی۔ اب میں  
توبہ کر کے از سر نو اسلام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

اس دستلویز پر بڑے بڑے سربراہ آورہ لوگوں کی شہادتیں مہر کی گئیں اور ابو طبیب کو قید سے آزاد کر دیا گیا۔

ابو طبیب نے تائب ہونے کے بعد اقرار کیا کہ وحی کا ایک لفظ بھی مجھ پر کبھی نازل نہیں ہوا اور اپنے بتائے ہوئے قرآن کو خود ہی تلف کر دیا۔

## ”ابوالقاسم احمد بن قسی“

ابتداء میں یہ شخص جمہور مسلمین کے مذہب و مسلک پر کاربند تھا لیکن بعد میں اغوائے شیطان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح قرآنی آیات کی عجیب عجیب تلوٹات بیان کرنا شروع کر دیں اور طہوں کی طرح نصوص پر اپنی نفسانی اور شیطانی خواہشات کا روغن قاز ملنے لگا پھر نبوت یہاں تک پہنچی کہ اپنی نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔

اس کو بھی ہزاروں بے وقوف متبعت اور عقیدت مندی کے لئے مل گئے۔ شاہ مراکش علی بن یوسف بن تاشقین کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص احمد بن قسی نام کا نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے تو اس نے اس کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ میں نے سنا ہے تم نبوت کے دعویٰ کر ہو؟ اس نے صاف لفظوں میں اپنی نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ مختلف قسم کی باتیں بنا کر اور چلے گڑھ کر بدولہ کو مطمئن کر کے چلا آیا۔

واپس آنے کے بعد اس نے شیلہ کے ایک گھوں میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس میں بیٹھ کر اپنے مسلک اور مذہب کا پرچار کرنے لگا۔ جب اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس نے شلب کے مقلات اخیلہ اور مزیلہ پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑی ہی دن کے بعد خود اس کا ایک فوجی سردار محمد بن وزیر نامی اس سے برگشتہ ہو کر اس کا مخالف ہو گیا اس کو ویکہ کر دے سرے معتقدین بھی اس سے الگ ہو گئے اور اس کو ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

انہیں ایام میں مراکش کی حکومت شلہ یوسف بن تاشقین کے ہاتھ سے نکل کر عبدالمومن کے حلقہ اختیار میں آگئی۔ یہ شخص بھاگ کر عبدالمومن کے پاس پہنچا۔ عبدالمومن نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم نبوت کے مدعی ہو کہنے لگا جس طرح صبح صلیق بھی ہوتی ہے اور کھڑب بھی اسی طرح نبوت بھی دو طرح کی یعنی صلیق اور کھڑب۔ میں نبی ہوں مگر کھڑب ہوں۔

ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اس کو قید کر دیا۔ اس کے سوا  
 اس کا مزید حل تاریخ میں نہیں ملتا۔ اس کی موت ۵۵۰ھ اور ۵۶۰ھ کے درمیان کسی  
 وقت ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی خلیفہ ساز نبوت بھی دم توڑ گئی۔

○○○

## ”عبدالحق بن سبعین مری“

اس کا پورا نام قطب الدین ابو محمد عبدالحق بن ابراہیم بن محمد بن نصر بن محمد بن سبعین قندھار کے شہر مریہ میں اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے پیرو بھینہ کہلاتے ہیں۔

صاحب علم آدمی تھا اور اس کا کلام بھی اکابر صوفیہ کے کلام کی طرح بڑا غامض اور رقیق تھا جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ اسلم شمس الدین ذہبی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عالم اسلام کے ملیہ بازار عالم قاضی التفتازانی ابن دین وقت سے لے کر ظہر تک اس کے پاس بیٹھے رہے اور اس اثنا میں وہ گفتگو کرتا رہا۔ علامہ تفتازانی اس کے کلام کے الفاظ کو سمجھتے تھے مگر مرکبت ان کے مبلغ فہم سے بھلا تر تھے۔

## عبدالحق کے عقائد

عبدالحق ایک کلمہ کفر کی وجہ سے مطرب سے نکلا گیا۔ اس نے کہا تھا کہ امر نبوت میں بڑی وسعت اور گنجائش تھی لیکن ابن آمنہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے لانی بعدی“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا جائے گا) کہہ کر اس میں بڑی تنگی کر دی۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ یہ شخص اسی کلمہ کی بناء پر ملت اسلام سے خارج ہو گیا تھا حالانکہ رب العالمین کی ذات برتر کے متعلق اس کے جو خیالات تھے وہ کفر میں اس سے بھی بڑے ہوئے تھے۔

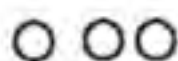
## عبدالحق کے اعمال

یہ تو عقائد کا حامل تھا۔ اعمال کے حلق علامہ سحوی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صلح آوی نے جو عبدالحق کے مریدوں کی مجلس میں رہ چکا تھا بیان کیا کہ یہ لوگ نماز اور



دوسرے مذہبی فرائض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔

شیخ صفی الدین ہندی کا بیان ہے کہ ۶۳۱ھ میں میری اس سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ ۶۳۸ھ میں اس نے قصد کھلوائی خون بد نہ ہو سکا اسی میں مر گیا۔  
کہتے ہیں کہ یہ شخص کیسیا اور سیسیا بھی جانتا تھا۔



## ”بایزید روشن جانندھری“

پورا نام بایزید ابن عبداللہ انصاری ۳۶۱ھ بمقام جانندھری (پنجاب) میں پیدا ہوا۔ بڑا عالم اور صاحب تصنیف تھلا حقائق و معارف بیان کرنے میں بے حد طویل رکھتا تھا اور لوگوں کے دل پر اسکی علیت اور کلمات کا سکہ جما ہوا تھا۔ اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہیوں بلاشلہ کے مفت مرزا محمد کلیم صوبہ دار کلل نے اپنے دربار میں علماء سے اس کا مناظرہ کرایا تھا۔ علمائے کلل جو علوم (عقیدہ سے بالکل جہل دست تھے) روایتوں کے واسطے سے (طرح ہو کر) کے مقابلے پر آئے مگر بایزید کے سامنے ان کو کامیابی نہ ہو سکی اور صوبہ دار بایزید کی علیت اور نور کلام سے اتنا مرعوب ہوا کہ خود ہی اس کا مستند ہو گیا۔

## اہل اللہ کی صحبت سے محرومی کا نتیجہ

ابتداء میں یہ شخص ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتا اور تقویٰ پر بیزگاری کی زندگی گزارتا تھا۔ اس وقت اس کے رشتہ داروں میں ایک شخص خواجہ اسماعیل مائی اہل اللہ میں سے تھا اور صاحب ارشاد بھی تھا۔ بایزید نے بھی اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہا مگر اس کا باپ عبداللہ مانع ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے یہ بات بڑی بے عزتی کی ہے کہ تم اپنے ہی عزیزوں میں سے ایک غیر مشہور آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ بہتر یہ ہے کہ ملکن جہو اور شیخ بہلول الدین ذکریا کی لولاد میں سے کسی کو اپنا شیخ بنو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بایزید کسی شیخ سے بھی مرید نہیں ہوا اور اہل اللہ کی صحبت اس کو نصیب نہ ہو سکی انجام کار شیطان کے اغواء کا شکار ہو گیا۔ تمام مشائخ اس پر متفق ہیں کہ جیسے ہی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت اور تقویٰ و بیزگاری کا راستہ اختیار کرتا ہے ایسے کی طرف سے اس کو اس راستے سے ہٹانے کو شیش شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسے کے ہزاروں کمزور ہیں وہ عالموں، زلہدوں اور علہدوں کو ان کے من بھلتے طریقے سے گمراہ کرتا

ہے۔ مختلف لوری ننگلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور طرح طرح کے سبز بلخ دکھا کر لورہ کھرج  
 علیا کے مزدے سنا کر ان کو راہ حق سے پھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر  
 کسی (سجائیس) مرشد اور اہل اللہ کا سلیہ سر پر ہو تب تو یہ عابد محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ اس  
 بری طرح شیطان اس کے دل و دماغ کو گمراہ کرتا ہے کہ وہ اسلطانین میں جاگرتا ہے۔  
 یا پھر وہ سراسر طریقہ محفوظ رہنے کا یہ ہے کہ اگر کسی شیخ اہل اللہ کی صحبت نصیب نہ  
 ہو تو اپنے ہر عمل کو الہام کو (مکاشفات) کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیں مشکل یہ ہے  
 کہ عابد و زاہد اکثر لوری شکلیں دیکھ کر اور طرح طرح کی دل آویز صدا میں سن کر اپنے  
 اوسان خطا کر دیتے ہیں اور کتب و سنت اور مسلک (سلف صالح) کو پس پشت ڈال کر  
 شیاطین کے آگے کٹ پھلی کی طرح ٹپنے لگتے ہیں۔

### بایزید بھی اسی طرح گمراہ ہوا

بایزید کا بھی یہی حال ہوا۔ شیطان کا اس پر پورا قابو چل گیا اور اپنی ریاضت و عبادت  
 کے انوار و ثمرات سے ہمک کر اپنے آپ کو عرش برہین پر خیال کرنے لگا اور یہ خیال یہاں  
 تک بڑھا کہ اپنے آپ کو نبی کہنے لگا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ جبریل امین میرے پاس اللہ  
 تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ اس نے  
 لوگوں سے کہا کہ مجھے غیب سے ندا آتی ہے کہ سب لوگ آج سے تمہیں روشن پیر کہا  
 کریں گے چنانچہ اس کے ماننے والے اس کو ہمیشہ اسی لقب سے یار کرتے ہیں۔ لیکن عام  
 مسلمین میں وہ تاریک پیر اور پیر غفالت کے نام سے مشہور تھا۔

اس نے ایک کتاب بنام ”خیر البیان“ چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں  
 لکھی اور اس کو کلام الہی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میں نے اس میں وہی  
 کچھ لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کیا ہے۔

بایزید جب کالنجر سے کافی کرم آیا تو یہاں اس نے اپنے عقیدہ تلخ کی اشاعت  
 شروع کر دی۔ بایزید کا باپ عبد اللہ جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا بیٹے کی اس گمراہی

پر بہت غضبناک ہوا اور غیرت دینی سے مجبور ہو کر بلینڈ پر چھری لے کر پہل پڑا۔ بلینڈ بری طرح مجروح ہوا اور کالی کرم چھوڑ کر افغانستان کے علاقے ننگرہار چلا آیا اور قبیلہ مند میں سلطان احمد کے مکان میں رہنے لگے۔

جب وہاں کے علماء کو بلینڈ کی گمراہی اور بندہ ہی کا حال معلوم ہوا تو سب اس کی مخالفت پر متفق ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بلینڈ کے عقائد سے آگاہ کرنے لگے اس لئے لوگ اب اس سے دور بھاگنے لگے۔ جب وہاں اس کا جلو نہ چل سکا تو یہ پشاور جا کر خوریا خیل پٹھانوں میں رہنے لگے۔ یہاں چونکہ کوئی عالم دین اس کی مزاحمت کرنے والا نہیں تھا اس لئے اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی یہاں تک کہ اس علاقے میں بلا شرکت غیرے اپنی پیشوائی اور شہادت کا سکہ چلانے لگا اور قریب قریب ساری قوم خیل اس کی اطاعت کرنے لگی۔

بلینڈ یہاں اپنا تسلط قائم کر کے اب ہشت گروارد ہوا۔ یہاں بھی اس کی اطاعت اور عقیدت کا بازار گرم ہو گیا۔

ایک دینی عالم اخوند درویش سے بلینڈ کا مناظرہ ہوا جس میں بلینڈ مغلوب بھی ہو گیا مگر اس کے مرید ایسے اندھے خوش اعتقاد اور طاقتور تھے کہ اخوند درویش کی ساری کوششیں بیکار ہو گئیں۔

جب بلینڈ کی مذہبی عار ٹکری کا حل کلل کے گورنر محسن خان نے سنا جو اکبر پوشتاہ کی طرف سے کلل کا حاکم تھا تو وہ بہ نفس نفیس ہشت گرو آیا اور بلینڈ کو گرفتار کر کے لے گیا اور ایک مدت تک اس کو قید میں رکھ کر رہا کر دیا۔ بلینڈ ہشت گرو آگیا اور اپنے مریدوں کو جمع کر کے آس پاس کے پہاڑوں میں جا کر مورچہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے آفریدی اور درگزی پٹھانوں کو بھی اپنے مریدی کے رام میں پھنس لیا اور اہل سرحد کے دلوں میں اس کی عقیدت کی گری اس طرح دوڑنے لگی جس طرح رگوں میں خون دوڑتا ہے۔

## ایک عالم حق سے بایزید کا مکالمہ

جس طرح ابلیس ہندوستان کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنی جھوٹی نورانی عقلیں دکھایا کرتا تھا اور مرزا گمراہ ہو کر اس کو اپنا معبود برحق سمجھتا تھا اسی طرح بایزید بھی ابلیس کے شعبدے اور اس کی فریٹی نورانی عقل دیکھ کر اس کو (صلوات اللہ علیہ) خدائے برتر سمجھ بیٹھا تھا۔ چنانچہ اسی یقین کی بدولت کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے وہ سبوں سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ تم لوگ کلمہ شہادت "شہدین لا الہ الا اللہ" پڑھنے میں جھوٹے ہو۔ کیونکہ جس نے خدا کو نہیں دیکھا پھر وہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہیں دیکھا وہ اس کو پہچانتا بھی نہیں۔

ایک سرحدی عالم کے ساتھ بایزید کی بحث ہوئی۔

عالم صاحب: ہمیں کشف القلوب کا دعویٰ ہے مگر اس وقت میرے دل میں کیا ہے۔  
بایزید (لو کہہ دوں عیاری سے کلمہ لیتے ہوئے) میں تو یقیناً کشف قلوب اور لوگوں کے خیالات سے آگاہ ہوں لیکن چونکہ تمہارے سینے میں تو دل ہی نہیں ہے اس لئے میں کیا تا سکتا ہوں۔

عالم صاحب: اس کا فیصلہ امت آسان ہے۔ یہ قوم کے لوگ سن رہے ہیں۔ تم مجھے قتل کر دو اگر میرے سینے سے دل برآمد ہو جائے تو پھر لوگ میرے قصاص میں نہیں بھی قتل کر دیں گے۔

بایزید: یہ دل جس کو تم دل سمجھتے ہو یہ تو کھائے ٹھکری اور کتے تک میں موجود ہے۔ دل سے مراد گوشت کا کھلا نہیں دل لازمی چمچ چٹاچر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"قلب المؤمن اکبر من العرش ووسع من الكرسي"

"مؤمن کا دل عرش سے زیادہ بڑا اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے"

(بایزید کا یہ بیان بالکل لغو ہے دل اسی گوشت کے تو تھوڑے ٹکڑے کہتے ہیں جو صوفیائے کرام کی اصلاح میں لطیفہ قلب کی جگہ ہے اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے



جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جب اس میں فساد رونما ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے اور وہ لو تو تھرا دل ہے [حضرات صوفیہ طرح طرح کے محادثات اور ذکر و اشغال سے اسی قلب کی اصلاح میں کوشش رہتے ہیں جب یہ صاف ہو جاتا ہے اور مایوسا کے غبار سے پاک ہو جاتا ہے تو اس پر تہ تجلیات الہی کا وارد ہوتا ہے اور یہ معرفت الہی کے نور سے جگمگا اٹھتا ہے اور اسی دل کی آنکھوں سے لکن اللہ خدا لئے بزرگ و برتر کو دیکھتے ہیں اور دوسروں کے حالات اور خیالات سے باخبر ہونے کی صلاحیت بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور پلینڈ کو چونکہ کشف قلوب کا دعویٰ تھا اس لئے عالم صاحب اس سے اپنے دل کا راز دریافت کرنے میں حق بجانب تھے مگر پلینڈ نے جیسے کہ جموٹے دجاہوں تمبیوں اور شعبہ ہائوں کا طریقہ ہے اس سوال کو باتوں میں اڑا دیا اور اُمومن کے دل کا عرش سے پیدا ہوتا اور کرسی سے وسیع ہونے کا مقولہ جو پلینڈ نے حضرت خیر ابشر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا وہ محض جھوٹ ہے یہ قول ہو سکتا ہے کبھی صوفی کا ہو مگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں]

عالم صاحب باچھا تم یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ ہمیں کشف قلوب ہوتا ہے ہم تمہارے ساتھ قبرستان چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کوئی جھوٹا تم سے ہم کلام ہوتا ہے یا نہیں یو لو منظور ہے۔

پلینڈ: جھوٹ تو مجھ سے بھی ہم کلام ہو گا مگر مشکل یہ ہے کہ تم کچھ نہیں سن سکو گے اگر تم مودے کی آواز سن سکتے تو میں تمہیں کافر کہیں کہتا۔

اس جواب پر لوگ کہنے لگے کہ پھر ہم کس طرح یقین کریں کہ تم سچے ہو۔ پلینڈ بولا کہ تم میں سب سے بہتر اور فاضل شخص میرے پاس کچھ عرصے رہے اور میرے طریقے کے مطابق عبادت و ریاضت بجالائے پھر اس سے تصدیق کر لیتا۔

پاکستان کے جموٹے نبی مرزا جھوٹائی نے بھی اپنی جسم کی ایک مسکندہ خیر شرط پیش کی تھی کہ جو کوئی میرا مجرہ دیکھتا چاہے وہ کھوپڑیاں آئے اور نیلیٹ حسن اعتقاد کے ساتھ ایک سلی ٹکینڈر ہے اس کے بعد میں مجھ کو کھادوں گا۔

## بایزید مغل بلو شاہ اکبر کے مقابلے پر

سرحد کے عقیدت مندوں سے طاقت حاصل کر کے بایزید نے سرحد میں اپنے قدم منبوی سے جما لیے یہاں تک کہ اکبر بلو شاہ کی اطاعت سے باہر ہو کر علی الاعلان اس کا حریف بن کر مقابلے پر آمید۔ بایزید اپنی تقریروں میں کہتا کہ مغل بڑے ظالم اور جفا پیش ہیں انہوں نے افغانوں پر بڑے ظلم توڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اکبر بلو شاہ سخت بے دین ہے اس لئے اس کی اطاعت ہر کلمہ گو پر حرام ہے۔ ان تقریروں کا یہ اثر ہوا کہ ہر جگہ مغلیہ سلطنت کے خلاف اشتعل پیدا ہو گیا اور اکثر سرحدی قبائل اکبر بلو شاہ سے منحرف ہو گئے۔

جب بایزید کی بغاوت حد سے بڑھ گئی تو اکبر کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے ایک لشکرِ جرگو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مگر مقابلہ ہوتے ہی بایزید کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ اس فتح سے بایزید کے حوصلے اور بڑھ گئے اور افغانوں کی نظر میں شہی فوج کی کوئی حقیقت نہ رہی اور ان کے علاقوں میں اکبری حکومت کے خلاف ایسے ایسے مفاسد پیدا ہوئے جو کسی طرح بھی ایک حکومت کے زوال کا باعث ہو سکتے تھے۔

اکبر بلو شاہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لہذا اس نے ایک شاطرانہ چال چلی اور وہ یہ کہ اس نے سب سے پہلے اہل تیراہ کو اندرونِ خانہ خوب انعام و اکرام اور مل و دولت سے نواز کر ہم نوا بنا لیا۔ اب بظاہر تو اہل تیراہ بایزید کا کلمہ پڑھتے تھے مگر مہاراجن سلطنت مغلیہ کے وفادار تھے۔ جب بایزید کو اہل تیراہ کے اس کمزور فریب کا عمل معلوم ہوا تو اس نے ان پر حملہ کر کے سینکڑوں کو قتل اور سینکڑوں کو ملک بدر کر کے پورے علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے شگرہار پر حملہ کر کے اس کو بھی قبضے میں لے لیا اور جن بستیوں نے اس کے حکم سے ذرا بھی سرتابی کی اضمیں لوٹ کر بیٹھ کر دیا اس طرح اب سرحد میں کسی کو اس کی اطاعت سے انکار کی جرات نہیں رہی۔ مگر بایزید کے ظلم سے اور لوٹ مار سے لوگوں کے دل میں اس کی عقیدت کم ہونے لگی اور بعض قبائل نے اس سے منحرف بھی

ہونا چاہا مگر چونکہ اس کی قوت اور شان و شوکت سے سب مرعوب تھے اس لئے کوئی مخالفت کامیابی نہ ہو سکی۔

اکبر بادشاہ بایزید کی بڑھتی ہوئی قوت دیکھ کر ہر وقت اس کی سرکوبی کے منصوبے بناتا تھا آخر کار اس نے بڑے اعلیٰ کے ساتھ ایک فوج گراں اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی اور کلل کے صوبہ دار محسن خان کو بھی حکم دیا کہ ایک طرف وہ اس پر حملہ کرے چنانچہ کلل سے محسن خان اور دوسری طرف شہی افواج نے بایزید کی فوج پر حملہ کر دیا۔ میدان جنگ آتش و تل سے بھڑک اٹھا ہر چند ہر طرف سے قبائلی بایزید کی حمایت میں آ رہے تھے مگر اب بایزید کا ستارہ رو بہ زوال ہو چکا تھا وہ دو طرفہ فوجوں کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکا اور شکست کھا کر بھاگا بہت سے اس کے فوجی مارے گئے باقی لشکر نے دشوار گزار پہاڑوں پر چڑھ کر جان بچائی خود بایزید ہشت مگر آ کر از سر نو لشکر کی ترتیب میں مشغول ہوا مگر اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ افغانستان کے سلسلہ کوہ میں بھیتر پور کی پہاڑیوں میں اس کا آخری وقت گزرا اور اسی علاقے میں اس کی قبر واقع ہے۔

## خانہ ساز نبی کی خود ساختہ شریعت

جیسے کہ آج تک کذاب یمامہ سے لے کر کذاب قلوایان تک ہر جھوٹے نبوت کے دعویداروں نے اپنی خانہ ساز شریعتیں جاری کیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں ترمیم و تخیج کی جسارت کی اسی طرح بایزید نے بھی اپنی شریعت گڑھی تھی اور عربی عبارتیں لکھ لکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر اس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر دیتا تھا مثلاً کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”الشریعۃ کمثل الیل والطیر یقنہ کمثل  
النجوم والحقیقۃ کمثل القمر والمعرفۃ  
کمثل الشمس ولیس فوق الشمس شی

ترجمہ: شریعت رات کی طرح ہے اور طریقت ستاروں کی طرح۔ حقیقت چاند کی مانند ہے اور معرفت آفتاب کی طرح ہے اور آفتاب سے بڑھ کر کوئی شے نہیں۔“

حالاتکہ یہ دعویٰ بالکل غلط اور باطل ہے کہ شریعت رات کی طرح ہے ان خرافات کا قائل سوائے لمحوں اور زندیقوں کے کوئی اور نہیں ہو تاچہ جائیکہ ان خرافات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے۔

## بایزید کی نفسانی شریعت کے احکام

فخر موجودات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے جتنے بھی احکام ہیں وہ سب انسان کے نفس امارہ کی خواہشات کی مخالفت پر مبنی ہیں تاکہ انسان ان پر عمل کر کے اپنے نفس امارہ پر غالب آئے اور اس کو صفائے نفس نصیب ہو اور قلب حق تعالیٰ کی تجلیات کا تحمل ہو سکے اس حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے:

”الا وان الجنة حفت بالمکاره وان النار حفت بالشهوات“

ترجمہ: ”من بوجہ نفس کے خلاف کام کرنے سے حاصل ہو گی اور دوزخ میں لوگ اپنے نفس کی شہوات کی چوٹی کی وجہ سے جائیں گے“

چنانچہ جتنے شریعت مطہرہ کے احکام ہیں وہ سب نفس کے خلاف ہیں مثلاً روزہ، خیرات، نماز، وضو، زکوٰۃ، حج، غسل جنابت وغیرہ اور یہ سب انسان کو جنت میں لے جانے والے اعمال ہیں۔

اس کے برعکس آج تک جتنے جھوٹے نبوت کے وعید ارکذاب بھامہ سے کذب قادیان تک ظاہر ہوئے ہیں ان سب میں ایک چیز مشترک رہی ہے اور وہ ہے ان کی خود ساختہ شہوت انگیز اور نفس امارہ کی خواہشوں کے عین مطابق ان کا دین اور شیطانی شریعت۔ چنانچہ ہم کسی نے نمازیں پانچ کی بجائے دو کر دیں کسی نے روزے اڑائیے کسی نے

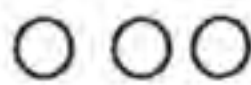


جج ختم کر دیا کسی نے زنا کو جائز قرار دے دیا کوئی غسل جنابت کو لے اڑا۔ کہیں شراب حلال ہو گئی غرضیکہ جہنم میں جانے کا پورا پورا بندوبست اور سامان مہیا کر دیا گیا چنانچہ اب بایزید کی شریعت کا بابا کہیں دیکھئے۔

- (۱) غسل جنابت کی ضرورت نہیں۔ ہوا لگنے سے بدن خود بخود پاک ہو جاتا ہے کیونکہ حاروں عناصر ہوا، آگ، پانی اور مٹی پاک کرنے والے ہیں۔
- (۲) جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں۔
- (۳) ایسے شخص کا ذبیحہ حرام ہے۔
- (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔ جدھر چاہو منھ کر کے نماز پڑھ لو۔
- (۵) مسلمانوں کی میراث ان کے وارثوں کی نہیں بلکہ میرے مریدوں کی ہے۔
- ۶ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے بس وہی زندہ ہیں باقی سب مسلمان مردہ ہیں اور مردوں کو میراث نہیں ملا کرتی۔

(۷) ایسے مردہ مسلمانوں کو قتل کر دینا واجب ہے۔

بایزید اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نے ایک عرصے تک مسلمانوں پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھا۔ مغل بادشاہ اکبر اور اس کے بیٹے جہانگیر سے اس کی اولاد کا ٹکراؤ ہوتا رہتا تھا آخر کار شاہجہاں بادشاہ کے زمانے میں اس کی اولاد مغل سلطنت کی مطیع ہو گئی اور جھوٹی نبوت کے پیرو بھی ختم ہو گئے۔





## ”میر محمد حسین مشہدی“

ایران کے شہر مشہد کا رہنے والا تھا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے آخری زمانے میں دولت دنیا کی تحصیل کا شوق اس کو ہندوستان بھیج لایا۔ اس سے پہلے یہ کلکتہ گیا جہاں امیر خان حاکم تھا اور اس کی داد و دہش اور فیض گستری کا ایران بھر میں بڑا شہرہ تھا۔ میر محمد حسین عالم آدمی تھا اس لئے کلکتہ میں اس کی بڑی پذیرائی ہوئی یہاں تک کہ امیر خان نے اپنی لڑکوں کی تعلیم و تربیتی بھی اس کے سپرد کر دی امیر خان کی بیوی صاحبہ جی کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے اس نے اپنے ملازم کی لڑکی لے کر پال رکھی تھی اور امیر خان سے کہہ دیا تھا کہ کوئی ذی علم نیک آدمی مل جائے تو اس لڑکی کا اس سے نکاح کر دے۔ امیر خان نے میر محمد حسین کی علمی قابلیت دیکھ کر اس لڑکی سے نکاح کر دیا۔ اس تقریب سے اس کو امیر خان کے دربار میں مزید تقرب حاصل ہو گیا اور امیر خان کا لڑکا ہادی علی خان تو گویا میر محمد حسین کا جیسے زر خرید غلام کی طرح پیش آنے لگا۔

کچھ دن کے بعد امیر خان کا انتقال ہو گیا تو میری محمد خان بہت غم میں اور بیش بہا عطریات کے تحائف لے کر اورنگ زیب سے ملنے دہلی آیا تاکہ اس کے دربار میں رسائی حاصل کر کے کوئی بڑا منصب حاصل کرے لیکن یہ ابھی لاہور تک پہنچا تھا کہ اورنگ زیب کا انتقال ہو گیا۔

## نئے مذہب کی ابتداء

میر محمد خان کا دلغ اب نخوت و خود بینی سے بھر چکا تھا اور رائج الوقت مذاہب کی پیروی کو اپنے لئے تنگ و عار سمجھتا تھا اس لئے اس نے ایک نیا مذہب روشناس کرانے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ اپنے شاگرد رشید فشی زاوے سے کہا کہ ایک ایسی مشکل آن پڑی ہے کہ جس کی عقدہ کشائی تمہارے ہی ناخن تدبیر سے ہو سکتی ہے اگر تم مدد اور تعاون کا وعدہ

کہ تو یہ راز تم پر آشکارا کروں غرض خوب قول و اقرار لے کر اس کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔

ہم تم دونوں مل کر ایک نیا مذہب جدید قواعد اور نئی زبان میں ایجاد کر کے نزول وحی کا دعویٰ کریں اور اپنے لئے ایک نیا مرتبہ تجویز کریں جو نبوت اور امامت کے درمیان ہو تاکہ انبیاء اور اولیاء دونوں کی شان اپنے اندر پائے جانے کا دعویٰ درست ہو سکے۔ دنیا کا منصب پیش و عشرت اور ریاست و سرداری حاصل کرنے کا یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ دونوں استلو اور شاگرد ایک ہی خیر سے اٹھے تھے شاگرد نے بڑی خوشی اور گرمجوشی سے اس تجویز کو قبول کر لیا۔

### مذہبی اختراعات و ایجادات

اپنے منصوبہ کے مطابق محمد حسین نے ایک کتاب لکھی جس کو فارسی کے جدید الفاظ سے مزین کیا اور اس میں حروف اور غیر مانوس الفاظ کی خوب بھرمار کی اور بہت سے پرانے اور فارسی الفاظ عربی طریقہ پر ترشیم کر کے درج کیے اور اس کو الہامی کتب کا درجہ دیا اور اس کا نام ”آقوزہ مقدمہ“ رکھ لیا۔

اس کتب کی اشاعت کے بعد اس نے نزول وحی اور اپنے کو ”بیگویت“ کہنا شروع کر دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ رتبہ نبوت اور امامت کے درمیان ہے اور کہا کہ ہر اولوالعزم و پیغمبر کے نو بیگو تھے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نو بیگو تھے:

① حضرت علی کرم اللہ وجہہ (۲) امام حسن رضی اللہ عنہ

(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ (۴) امام زین العابدین

(۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق

(۷) امام موسیٰ کاظم (۸) امام علی رضا

(۹) امام علی رضا تک امامت اور بیگویت دونوں جمع رہیں پھر یہ دونوں منصب الگ الگ ہو گئے چنانچہ امام علی رضا کے بعد درجہ بیگویت میری طرف منتقل ہو گیا اور امامت امام محمد

تقی کو ملی اس طرح اب میں خاتم بیگویت ہوں۔ شیعوں کے سامنے اس قسم کی باتیں کرتا اور جب اہل سنت والجماعت سے ملتا تو خلفا کے نام لے کر نواں بیگوگ اپنی ذات کو بتاتا اور کہا کہ مجھے کسی خاص مذہب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ میں تو تمام مذاہب کا چراغ روشن کرنے والا ہوں اور وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ (محلہ اللہ) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو حمل ساقط ہوا تھا اور جس کا نام محسن رکھا گیا تھا وہ دراصل میں ہی تھا۔

(۲) اپنے ماننے والوں کا لقب ”فرہودی“ رکھا تھا اور اسلام کے عیدین کی طرح کچھ ایام اس نے بھی مخصوص کیے تھے جن کا احترام عید کی طرح کیا جاتا تھا۔

(۳) کہتا تھا کہ مجھ پر دو طرح وحی نازل ہوتی ہے ایک توجہ میں قرص آفتاب پر نظر کرتا ہوں تو اس پر کچھ کلمات لکھے ہوئے نظر آتے ہیں ان سے اکتساب علم کر لیتا ہوں بعض مرتبہ اس کا نور اس قدر محیط ہو جاتا ہے کہ برواشت نہیں ہو سکتا بلکہ ہوش و حواس بھی بجا نہیں رہتے اور دوسرے اس طرح کہ ایک آواز سنائی دیتی ہے چنانچہ میں جو کچھ اپنے ماننے والوں سے کہتا ہوں وہ اسی آواز کے مطابق ہوتا ہے۔

(۴) جس روز اس پر پہلی وحی نازل ہوئی (شیطان القا) اس دن کا نام یوم جشن قرار دیا اور جس جگہ نازل ہوئی اس مقام کو غار حرا سے شیعہ دیتا تھا۔ ہر سال ایک جم غفیر کے ساتھ اس مقام پر جا کر جشن منایا جاتا تھا اور سب سے کہتا تھا کہ یہی مقام تمہارے بیگوگ کا محیط وحی ہے یہ جشن سلت دن تک جاری رہتا تھا۔

(۵) اس نے پانچ وقت کی نماز کی جگہ ہر روز تین مرتبہ اپنی زیارت فرض کی تھی پہلا وقت زیارت طلوع آفتاب کے بعد دوسرا نصف ایثار کے وقت اور تیسرا غروب آفتاب کے وقت اور اس زیارت کے بھی بڑے عجیب و غریب اور مضحکہ خیز طریقے اور کلمات رائج تھے جو بوقت زیارت زائرین پڑھتے جاتے تھے۔

(۶) خلفائے راشدین کی نقل کرتے ہوئے اپنے بھی چار خلیفہ مقرر کیے تھے پہلا خلیفہ اس کا وہی شاگرد رشید فشی زادہ تھا جس سے مل کر اس نے نیا دین گھڑا تھا اور اس فشی زادہ کو اپنی زبان میں ”دوحی یار“ کہتا تھا۔ اسی طرز پر اپنے اور اپنے معتقدین کے عجیب عجیب نام

## دہلی میں فرہودی تحریک

میر محمد حسین کو اپنی خود ساختہ فرہودی تحریک کے لئے لاہور کی آب و ہوا کچھ زیادہ سازگار نہ ثابت ہوئی تو اس نے دہلی جا کر مستقل بود و باش اختیار کر لی اور اپنے زہد کا سکھ جانے کے لئے اس نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ کسی سے کوئی نذر و نیاز قبول نہیں کرتا تھا قاعدے کی بات ہے کہ بے طمع فقیر کی لوگوں کے دلوں میں عزت و وقعت بڑھ جاتی ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کے زہد و توکل اور تقویٰ و تقدس کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں جم گیا۔

میر محمد حسین نے جب فضا اپنے موافق دیکھی تو اس نے اپنے عقائد اور اپنا خود ساختہ دین علی الاعلان پھیلاتا شروع کر دیا۔ کلل کے صوبیدار کالڑکا ہوی علی خان جو میر محمد حسین کے پرستاروں میں سے تھا اور اندھی عقیدت رکھتا تھا اس وقت دہلی میں تھا اس کی عقیدہ مندی اور والہانہ ارادت کو دیکھ کر دہلی کے بڑے بڑے مدعیان بصیرت بھی محمد حسین کے گرویدہ ہو گئے اور ان کی دیکھا دیکھی تقریباً ہر طبقے کے لوگوں میں اس کے تقدس کا کلمہ پڑھا جانے لگا اور رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد میں پچیس ہزار تک جا پہنچی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس نے بھی اپنے تقدس کی تجارت سے بہت کچھ دنیا کا نفع حاصل کیا اور بہت جلد کوئے گمناہی سے نکل کر بہم شہرت پر پہنچ گیا۔

## بادشاہ فرخ سیر کی خوش اعتقادی

دہلی کے لوگوں کا جوش عقیدت دیکھ کر فرخ سیر شاہ دہلی کے دل میں بھی محمد حسین کی بزرگی اور پارسائی کے خیالات پکٹنے لگے اور تخت دہلی پر قدم رکھتے ہی اس کی زیارت کے لئے چند امراء کو ساتھ لے کر اس کے کلاخانہ زہد کی طرف روانہ ہوا۔ جب نحوہ (میر محمد حسین نے اپنا لقب رکھا تھا) کو معلوم ہوا کہ دہلی کا بادشاہ فرخ سیر

اس کی زیارت کے قصد سے آ رہا ہے تو اس کا سفر دل خوشی سے چمک اٹھا اور بلاشلہ اور اس کے امراء پر اپنے زہد و استغنا کا سکہ جملے کی غرض سے اپنے گھر کا دروازہ مقفل کر دیا۔ جب بلاشلہ نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی تو اندر سے بولا فقیروں کو بلاشاہوں اور امیروں سے کیا کام تم لوگ کیوں ہمیں پریشان کرتے ہو جاؤ چلے جاؤ۔ جب بلاشلہ بہت دیر تک منت و ساجت کرتا رہا اور مریدوں نے بھی بہت کچھ عرض و معروض کی تو دروازہ کھول دیا۔ بلاشلہ نے جھک کر بڑے ادب سے سلام کیا اور دور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ خود نے ہرن کی کھل بلاشلہ کے بیٹھنے کو دی اور یہ شعر پڑھا۔

پست تخت گدائی و شہی  
ہمہ داریم آں چہ می خواہی

بلاشلہ اس کی بے نیازی اور فقرانہ استغنا کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ہزاروں روپے اشرفیاں جو نذرانے کے طور پر لایا تھا پیش کیں مگر اس ڈرامہ باز نے حقارت سے ان کو ٹھکرا دیا جب بلاشلہ بہت ہند ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے مصحف کے عوض ستر روپے لے لیے اور بلاشلہ کی روانگی کے بعد یہ روپے بھی لوگوں میں تقسیم کر دیے اور جس مقصد کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا تھا وہ پورا ہو گیا اور لوگ اس کی عقیدت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچ گئی۔

نمود کی گرفتاری اور وزیر کا درد قونج ایک ساتھ شروع ہوا  
لوگ نمود کی کرامت سمجھے

فرخ سیر بلاشلہ کے بعد دہلی کے تخت سلطنت پر محمد شہ کا پھر رہا نے لگا محمد امین اس کا وزیر تھا۔ محمد امین نے جب نمود کے اقوال سنے اور اس کی حرکتیں دیکھیں اور ایمان و



اسلام کی سربلندی کی تڑپ رکھنے والے ہزاروں لاکھوں دلوں کا خون ہوتے دیکھا تو اس نے نمود کو گرفتار کر کے اس فتنے کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔

تقدیر الہی کی نیرنگی دیکھیے کہ جیسے ہی محمد امین کے سپاہی نمود کی قیام گاہ پر اس کو گرفتار کرنے پہنچے محمد امین پر درو قونج کا زبردست حملہ ہوا اور وہ اس کی تکلیف سے تڑپنے لگے۔ لوگ امین کے مرض کو نمود کی کرامت اور اس کی بددعا کا اثر سمجھے۔ سارے شہر میں اس واقعہ کا چرچا ہونے لگا۔ سپاہیوں تک بھی یہ خبر پہنچی جو نمود کو گرفتار کرنے گئے تھے وہ بے چارے گھبرا کر صحیح صورت حل معلوم کرنے کے لئے امین خان کے پاس واپس آ گئے۔ امین خان کو یہ پرانا مرض تھا اور کبھی کبھی اس کا حملہ اس پر ہوتا تھا اس وقت بھی وہ درو کے مارے لوٹ رہا تھا اور ہوش میں نہیں تھا۔ جب ذرا ہوش بحال ہوئے تو کو قوال سے پوچھا کہ نمود کو گرفتار کر کے کہاں رکھا ہے کو قوال نے عرض کیا کہ آپ کی اس تشویشناک حالت کی خبر سن کر ہم بدحواس ہو گئے اور واپس آ گئے۔

امین خان نے نہایت خود احمکی اور غایت قہدی کے ساتھ حکم دیا کہ اب تو وقت نہیں تاہم کل صبح فوراً اس کو گرفتار کر کے حاضر کرو۔

رات کو امین خان کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور صبح اس کی زندگی سے لوگ ناامید ہونے لگے۔ نمود کا معتقد ہادی علی خان لکھ بہ لکھ امین خان کے جاں بلب ہونے کی خبریں نمود کو پہنچا رہا تھا۔ امین خان کے سپاہی جب امین کی بیماری کا سن کر نمود کو گرفتار کیے بغیر واپس آ گئے تو نمود نے دہلی سے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا تھا مگر امین خان کی شدت علالت کی خبریں سن سن کر اس کی جان میں جان آتی جا رہی تھی اور جب اس نے یہ سنا کہ امین خان قریب المرگ ہے تو اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں آ کر بیٹھ گیا۔ خودش اعتقاد مریدین یہ سمجھ کر کہ امین کی بیماری نمود کی بددعا کا اثر ہے نمود کو اپنے سر آنکھوں پہ بٹھا رہے تھے اور مسجد میں ایک مجمع لگا رہنے لگے۔

**امین کے لڑکے کی عذر خواہی اور نمود کا مکرو فریب**

محمد امین خلیفہ کا لڑکا قمر الدین نے اپنے والد کی جب حد سے زیادہ بگڑتی ہوئی حالت دیکھی تو اس بے چارے کو بھی یہ یقین ہو چلا کہ یہ نمود کی ناراضی اور بددعا کا اثر ہے چنانچہ اپنے دیوان کے ہاتھ پانچ ہزار روپیہ نقد نمود کو نذر کر کے طور پر روانہ کیا اور معافی کی درخواست کے بعد امین کے لئے دعا اور صحت یابی کے لئے تعویذ کی التجا کی۔

نمود کو پہلے ہی امین کی حالت نزع کا علم ہو چکا تھا بڑے غور سے کہنے لگا کہ میں نے اس کافر کے جگر پر ایسا تیر مارا ہے کہ اب وہ جاہل نہ ہو سکیگا اور میں بھی شوق شہادت میں اس مسجد میں آکر بیٹھ گیا ہوں اور میرے جد اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مسجد ہی میں شہید ہوئے تھے۔ دیوان نے کافی منت و ساجت کی اور روپیہ نذر کے صحت یابی کے لئے دعا اور تعویذ کی بھی درخواست کی۔ جب دیوان بے چارہ کسی طرح سے بغیر تعویذ کے راضی نہ ہوا تو نمود نے اپنے شاگرد دو جی یار کو مخاطب کر کے کہا لکھ:

”ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمته للعوامین ولا یزید  
الظلمین الا خسارہ“

یہ آیت لکھ کر دیوان کو دی اور کہنے لگا تیری ضد سے ہم نے یہ تعویذ لکھ دیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ تعویذ امین کے گلے میں ڈالا جائے وہ مر چکا ہو گا۔ پھر نمود اپنے عقیدہ مندوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا امین بچ سکتا ہے اور اس کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور خلوص دل سے میری بیعت کرے پھر دیکھے کہ میرا اعجاز مسیحائی کس طرح اس کو دوسری زندگی بخشتا ہے۔

ادھر محمد امین کی معیاد زندگی پوری ہو چکی تھی چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت سے نمود کی تحریک میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اور اس کی عظمت کے لوگ گن گانے لگے اس کرامت کا وہلی میں بڑا چرچا ہوا۔ اکثر لوگوں نے محمد امین کی موت کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھا اور یہ سمجھے کہ اس سے بڑی کرامت کا صدور ہوا ہے حالانکہ امین کی موت کو نمود کی دعا اور گرفتاری سے کوئی تعلق نہیں مگر اندھے معتقد کب کسی کی سنتے ہیں۔

## نمود کی موت اس کے لڑکے نما نمود کا دوجی یار سے جھگڑا

محمد امین کی رحلت کے بعد نمود بھی تین سال کے بعد طبعی موت مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا نمود اس کا جانشین ہوا۔ اس نے عطایا اور نذر و نیاز کے ان حصوں میں جو دوجی یار کے لئے کلل میں باہمی اتفاق رائے سے طے ہوئے تھے اور جن کو نمود مرتے دم تک باقاعدہ دوجی یار کو دیتا رہا تھا ازراہ کوتاہ اندیشی کی کرنی چاہی۔ اس بناء پر دوجی یار اور نمود میں رنجش اور محاسنت شروع ہو گئی۔ دوجی نے لاکھ سمجھایا کہ میں تمہارے باپ کا دساز و ہم راز ہوں میرے ساتھ جھگڑا کر نامناسب نہیں مگر نمود کے سر پر حرص و طمع کا بھوت سوار تھا۔ دوجی نے یہاں تک سمجھایا کہ کس طرح اس کے باپ نے کلل میں مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کس طرح ایک نیا مذہب جاری کریں اور تقدس کی دو کھن کھول کر دنیا کامل و متاع جمع کریں دوجی نے وہ سارے حالات اور منصوبہ بندیاں اور مکرو فریب جو اس نے نمود کے ساتھ مل کر کیے تھے اور لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنایا تھا اور وہ معاملہ جس کے تحت ایک خاص حصہ آملی کا دوجی یار کو ملا کرے گا جو نمود مرتے وقت تک ادا کرتا رہا ان سب کی تفصیل نمود کو بتائی اور آخر میں یہ بھی کہا کہ تمہاری اس مکرو فریب کی تحریک کو جو کچھ بھی ترقی حاصل ہوئی اس میں اس خاکسار کا حصہ تمہارے باپ سے بھی زیادہ ہے لہذا ضد چھوڑ کر جو آملی کا حصہ میرے لئے مقرر ہوا ہے بے تامل ادا کرنے کا عہد کرو تو بہتر ورنہ تمہارے مذہب تمہاری کتابیں اور تمہاری تحریک کا ابھی بھانڈا پھوڑے دیتا ہوں۔

گھر کا بھیدی لڑکا ڈھائے۔ دوجی یار نے مکرو فریب کا پردہ چاک کر دیا

دوجی یار نے جب یہ دیکھا کہ نمود کسی صورت اس کا مقررہ حصہ دینے پر راضی نہیں تو ناچار اجتماع جشن کی تقریب پر جب کہ فرودی بکثرت جمع تھے اور دوسرے

تماشا یوں کا بھی بڑا ہجوم تھا اچانک کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں محمد حسین المعروف نمود کے خود ساختہ مذہب اور اور دعویٰ نبوت کی ساری سازشیں لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیں۔ نمود کی عیاری اور اپنی شرکت کا سارا ماجرا اول سے آخر تک حاضرین جلسہ کو سنا کر حیران کر دیا۔

دعویٰ یار نے پھر لوگوں سے کہا دوستو کیا تم میرا اور نمود کا لکھا پہچان سکتے ہو بہت سے لوگوں نے اقرار کیا کہ ہم تم دونوں کا خط پہچانتے ہیں۔ اس پر دعویٰ یار نے وہ مسودات اور منصوبہ بندیاں جو محمد حسین اور دعویٰ یار نے باہم صلاح و مشورہ سے مرتب کیے تھے نکال کر دکھائے اور کہا کہ یہ مذہب میری اور نمود کی عیاری سے وجود میں آیا ہے نہ کسی کو نبوت ملی نہ کسی پر کتب اور وحی اتری یہ سب ہماری شعبہ بازیوں تھیں۔

لوگوں نے ان مسودات کو غور سے دیکھا اور حرف بہ حرف دعویٰ کے بیان کی تصدیق کی۔ اس وقت مجمع سے ہزار ہا آدمی جن کو خدا نے فطرت سلیمہ عطا فرمائی تھی اس باطل مذہب سے توبہ کر کے از سر نو اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ اس واقعہ مکرو فریب کی اطلاع اور اجتماع میں دعویٰ یار کی تقریر کی تفصیل پورے دہلی اور قرب و جوار کے علاقوں میں پھیلتی گئی اور لوگ اس تحریک سے منحرف اور بیزار ہوتے گئے اور نصف صدی سے بھی پہلے یہ مذہب گمناہی کی قبر میں دفن ہو گیا۔

فقطعت دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

(۲۲)

## ”کذاب قادیان“

## مرزا غلام احمد قادیانی

یہ شخص ۱۸۳۹ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک موضع قادیان میں پیدا ہوا اس کا ذکر ہم ذرا تفصیل کے ساتھ کریں گے کیونکہ اس نے ابتداء میں تقدس کا لبوہ اوڑھ کر برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں کی متاع ایمان کو بہت برباد کیا ہے اور اس کے دجل و فریب شیطانی السلمات، ابلیسی وحی اور قرآن و حدیث کی تحریکات نے عالم اسلام کی جڑیں کھودنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بے چارے سلوہ لوح مسلمان کثرت سے اس کے جہل میں گرفتار ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۳ء میں حکومت پاکستان نے عوام کے شدید اصرار پر اور دس ہزار مسلمانوں کی شہادت کے بعد پارلیمنٹ کے اندر ان کے علماء اور خلیفہ کا اہل سنت والجماعت کے علماء سے باقاعدہ کئی روز مناظرہ کرایا اور ان کے کافرانہ عقائد خود ان کے خلیفہ مرزا ناصر سے اقرار کرانے کے بعد متفقہ طور پر بذریعہ قانون قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے تبلیغی مرکز ربوہ کو جو ایک متوازی حکومت کے طور پر کام کرتا تھا کھلا شہر قرار دے دیا۔ پاکستان کے بعد سلوٹھ افریقہ، مسعودی عرب، یلیبیا اور دوسرے ممالک نے بھی قادیانی عقیدہ رکھنے والوں کو خارج از اسلام قرار دیا۔ اب قادیانیوں نے اپنا تبلیغی مرکز لندن منتقل کر دیا ہے جہاں سے یورپ کے تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اپنے عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ یہودی حکومت کے ساتھ ان کے خاص روابط ہیں اور وہاں ان کو اپنا کام کرنے کی پوری آزادی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کام عالم اسلام کے خلاف ہو گا یہودی حکومت بڑی خوشی سے اس میں تعاون کرے گی۔ لیجئے اب کچھ تفصیل



## مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ موضع قادیان تحصیل ہٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔

### دعووں کی کثرت و تنوع

اس کتاب میں جس قدر خود ساختہ نبیوں کے حالات اور اق سابقہ میں قلم بند ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا دعویٰ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام کو ان حالات کا مطالعہ کرتے وقت معلوم ہو گا کہ یہ لوگ عموماً ایک ایک منصب کے دعوے دار رہے ہیں۔ اور بہت کم مدعی ایسے گزرے ہیں جن کے دعووں کی تعداد دو یا تین تک پہنچی ہو۔ البتہ ایک مرزا غلام احمد اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ سطحی نظر سے قادیانی کے جو دعوے اس کی کتابوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً چوراسی ہے آپ بھی ذرا ان مضحکہ خیز دعووں کو ملاحظہ فرمائیں :

ارشاد ہوتا ہے میں محدث ہوں امام الزمان ہوں 'مجدد ہوں' 'میل مسیح ہوں' 'مریم ہوں' 'مسیح موعود ہوں' 'ملہم ہوں' 'حامل وحی ہوں' 'مہدی ہوں' 'حارث موعود ہوں' 'رجل فارسی ہوں' 'سلمان ہوں' 'چینی الاصل موعود ہوں' 'خاتم الانبیاء ہوں' 'خاتم الاولیاء ہوں' 'خاتم الخلفاء ہوں' 'حسین سے بہتر ہوں' 'حسین سے افضل ہوں' 'مسیح ابن مریم سے بہتر ہوں' 'یسوع کا چچا ہوں' 'رسول ہوں' 'منظر خدا ہوں' 'خدا ہوں' 'مانند خدا ہوں' 'خالق ہوں' 'نطقہ خدا ہوں' 'خدا کا بیٹا ہوں' 'خدا کا باپ ہوں' 'خدا مجھ سے ظاہر ہوا' اور میں خدا سے ظاہر ہوا

ہوں، تشریحی نبی ہوں، آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، اسحاق ہوں، اسلعل ہوں، یعقوب ہوں، یوسف ہوں، موسیٰ ہوں، داؤد ہوں، عیسیٰ ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہوں، ذوالقرنین ہوں، احمد مختار ہوں، بشارت اسمہ احمد کا قصد اہل ہوں، میکائیل ہوں، بیت اللہ ہوں، ردِ گوپال یعنی آریوں کا پلوشہ ہوں، کلکی اوتار ہوں، شیر ہوں، شمس ہوں، دُقر ہوں، محی ہوں، میت ہوں، صاحب اختیارات کن فیکون ہوں، اشح الناس ہوں، معجون مرکب ہوں، داعی الی اللہ ہوں، سراج منیر ہوں، متوکل ہوں، آسمان اور زمین میرے ساتھ ہیں، دُبیہ حضرت باری ہوں، زائد الجہد ہوں، محی الدین ہوں، مقیم الشریعہ ہوں، منصور ہوں، مراد اللہ ہوں، اللہ کا محمود ہوں، یعنی اللہ میری تعریف کرتا ہے، نور اللہ ہوں، رحمتہ اللعالمین ہوں وہ ہوں جس سے خدا نے بیعت کی۔ غرض دنیا جہان میں جو کچھ تھا۔ مرزا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ۔

یوں تو ممدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو  
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو سلمان بھی ہو

## ادھوری تعلیم اور اس کا انجام

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایام طفولیت میں اس کے والد حکیم غلام مرتضیٰ صاحب قصبہ بٹالہ میں مطب کرتے تھے اور غلام احمد بھی باپ ہی کے پاس بٹالہ میں رہتا تھا۔ اس نے چھ سات سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید کے بعد چند فارسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا ابھی تیرہ چودہ سال کی ہی عمر تھی کہ باپ نے شادی کے بندھنوں میں جکڑ دیا یہ پہلی بیوی قادیانی کے حقیقی ماموں کی بیٹی تھی۔ یہ وہی محترمہ حرمت بی بی خان بہلور مرزا سلطان احمد کی والدہ تھیں جنہیں قادیانی نے معطلہ کر رکھا تھا نہ کبھی عین و نفقہ دیا اور نہ طلاق دے کر ہی بیچاری کی گلو خلاصی کی۔ ابھی سولہ سال ہی کی عمر تھی کہ غلام احمد کے گھر میں مرزا سلطان احمد متولد ہوئے مگر اٹھارہ سال کی عمر میں والد نے غلام احمد کو گل علی

شاہ بلاوی نام ایک مدرس کے سپرد کر دیا جو شیعی المذہب تھے ان کی شاگردی میں منطق اور فلسفہ کی چند کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا بس یہی قادیانی کی ساری علمی بساط تھی، 'تفسیر' حدیث 'فقہ' اور دوسرے دینی علوم سے قطعاً محروم رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیچارہ "نیم ملا خطرہ ایمان" کے درجہ سے ترقی نہ کر سکا ورنہ اگر صحاح ستہ نہیں تو کم از کم مشکوٰۃ ہی باقاعدہ کسی استاد سے پڑھ لی ہوتی تو اس کے دین میں شلید اتنا فتور نہ پیدا ہو سکتا۔ جس قدر کہ بعد میں مشاہدہ میں آیا۔

منطق و فلسفہ کی چند کتابوں کے محکم کے بعد والد نے طب کی چند کتابیں پڑھائیں مگر چوں کہ علم طب کی بھی تکمیل نہ کی۔ اس فن میں بھی بمشکل نیم حکیم خطرہ جان ہی کی حیثیت اختیار کر سکا ورنہ اگر اسی فن میں اچھی دست گاہ حاصل کر لی ہوتی تو ایک معقول ذریعہ معاش ہاتھ آ جاتا۔ اور آئندہ تقدس کی دکان کھول کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ان ایام میں قادیان کے مغل خاندان کو حکومت کی طرف سے سات سو روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ایک مرتبہ مرزا غلام احمد اپنے عم زاد بھائی مرزا امام الدین کے ساتھ پنشن لینے کے لئے گورداسپور گیا۔ سات سو روپیہ وصول کرنے کے بعد یہ صلاح ٹھہری کہ ذرا لاہور اور امرتسر کی سیر کر آئیں۔ دونوں بھائی امرتسر اور لاہور آکر سیر و تفریح میں مصروف رہے۔ بلکہ یہ کہ بڑا ارزانی کا زمانہ تھا۔ سات سو روپیہ کی رقم خطیر چند روز میں اڑا دی۔ حالانکہ متعدد گھرانوں کی معیشت کا مدار اسی پنشن پر تھا۔ رقم تلف کرنے کے بعد غلام احمد نے سوچا کہ قادیان جا کر والدین کو کیا منہ دکھاؤں گا یہاں سے بھاگ کر سیالکوٹ کا رخ کیا۔ یہ جھوٹے نبی کا بچپن تھا۔

## سیالکوٹ کی ملازمت، مختاری کا امتحان

سیالکوٹ میں اس کا ایک ہندو دوست لالہ مہم سین جو بٹالہ میں ہم سبق رہ چکا تھا موجود تھا۔ مرزا لالہ مہم سین کی سخی و سفارش سے سیالکوٹ کے ضلع پکھرے میں دس پندرہ روپیہ ماہانہ کی نوکری مل گئی۔ چند سال فشی گری کی ملازمت میں بسر کیے۔ آخر ایک

دفعہ معلوم ہوا کہ اس کا دوست لالہ نسیم سین مختاری کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ اس نے بھی مختاری کا امتحان دینے کا قصد کیا چنانچہ اسی دن سے تیاری شروع کر دی۔ لیکن جب امتحان ہوا تو لالہ نسیم سین کامیاب اور مرزا غلام احمد ناکام رہا۔

اس ناکامی کے بعد شاید خود بخود فحش گری کی نوکری چھوڑ کر قادیان کو مراجعت کی چوں کہ قانون کا مطالعہ کیا تھا باپ نے اہل پا کر اسے مقدمہ بازی میں لگا دیا آٹھ سال تک مقدموں کی پیروی میں پکھریوں کی خاک چھانتا پھرا بزرگوں کے دیہات خاندان کے قبضہ سے نکل چکے تھے۔ اور مقدمہ بازی کے بلجو واپس نہ ملے تھے اس لیے حزن و ملال رنج و اضطراب ہر وقت مرزا غلام مرتضیٰ کے رفتی زندگی بنے ہوئے تھے ان حالات کے پیش نظر مرزا غلام احمد رات دن اسی خیال میں غلطیاں و بیجاں رہتا تھا کہ خاندانی زوال کا مداوا کیا ہو سکتا ہے اور ترقی و عروج کی راہیں کیوں کر کھل سکتی ہیں 'ملازمت سے وہ سیر ہو چکا تھا۔ مختاری کے ایوان میں باریابی نہ ہو سکی تھی فوج یا پولیس کی نوکری سے بھی بوجہ قلت مشاہرہ کوئی دلچسپی نہ تھی تجارتی کاروبار سے بھی قاصر تھا کیونکہ اس کوچہ سے تابلہ ہونے کے علاوہ سرمایہ بھی موجود نہ تھا۔

اب لے دے کے تقدس کی دکان آرائی ہی ایک ایسا کاروبار رہ گیا تھا جسے غلام احمد زر طلبی کا وسیلہ بنا سکتا تھا اور یہی ایک ایسا مشغلہ تھا جس کی زرباشیاں حصول عز و جاہ کی کفیل ہو سکتی تھی میں چند بزرگ ہستیوں کی طرف بڑا رجوع غلائق تھا۔ مثلاً قصبہ پٹالہ میں سلسلہ عالیہ قنوریہ کے مشائخ پیر سید ظہور الحسن اور پیر سید ظہور الحسن صاحبان افادہ خلق میں معروف تھے۔ موضع رترچتر میں پیر سید امام علی شاہ صاحب نقش ہندی مسند آراء تھے۔ اسی طرح موضع مسائیاں میں بھی ایک بڑی گدی تھی۔ ان حضرات کو مراجع اہم دیکھ کر مرزا غلام احمد کے منہ سے بھی رال ٹپک رہی تھی کہ جس طرح بن پڑے شہرت اور پیری مریدی کا کاروبار جاری کرنا چاہئے۔

لاہور میں مذہبی چھیڑ چھاڑ



غلام احمد ابھی اسی او میٹرن میں تھا کہ اتنے میں خبر آئی کہ اس کے بچپن کے رفیق و ہم مکتب مولوی محمد حسین ابوسعید محمد حسین صاحب ہٹلوی جو وہلی میں مولانا نظیر حسین صاحب (معروف بہ میاں صاحب) سے حدیث پڑھ کر چند روز پیشتر لاہور اقامت گزین ہوئے تھے ہٹلہ آئے ہیں۔ غلام احمد نے ہٹلہ آکر ان سے ملاقات کی اور کہا میری خواہش ہے کہ قادیان چھوڑ کر کسی شہر میں قسمت آزمائی کروں۔

مولوی صاحب نے کہا کہ اگر لاہور کا قیام پسند ہو تو وہاں میں ہر طرح سے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ قادیانی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ غیر اسلامی ادیان کے رد میں ایک کتاب لکھوں۔ "مولوی محمد حسین نے کہا ہاں یہ مبارک خیال ہے۔ لیکن بڑی وقت یہ ہے کہ غیر معروف مصنف کی کتاب مشکل سے فروخت ہوتی ہے۔ مرزا نے کہا کہ حصول شہرت کون سا مشکل کام ہے؟ اصل مشکل یہ ہے کہ تالیف و اشاعت کا کام سرمایہ کا محتاج ہے اور اپنے پاس روپیہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم لاہور چل کر کام شروع کرو اور اس مقصد کو مشترک کرو میں بھی کوشش کروں گا۔ حق تعالیٰ سبب الاسباب ہے۔ لیکن یہ کام قادیان میں رہ کر نہیں ہو سکتا۔ غرض لاہور آنے کا مصمم ارادہ ہو گیا مرزا غلام احمد نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد حسین کی صوبہ دہلی کے بموجب اپنے مستقبل کا جولانچہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے الجھ کر شہرت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ پنڈت دیانند مرسوتی نے اپنی ہنگامہ خیزیوں سے ملک کی مذہبی فضا میں سخت تموج و ٹکدر بپا کر رکھا تھا۔ اور پادری لوگ بھی اسلام کے خلاف ملک کے طول و عرض میں بہت کچھ زہر اگل رہے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب ہٹلوی اس وقت اہل حدیث کی مسجد مدینہ لاہور میں خطیب تھے۔ مرزا نے لاہور آکر انہی کے پاس مسجد مدینہ میں قیام کیا۔ اور شب و روز "تحفۃ الہند، تحفۃ النور، خلعت النور اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے مناظروں کی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہنے لگا۔ جب ان کتابوں کے مضامین اچھی طرح ذہن نشین ہو گئے تو پہلے آریوں سے چھیڑ خانی شروع کی اور پھر عیسائیوں کے مقابلہ میں مل من مبارز (کوئی مقابلہ کرے گا) کا نعروں لگایا۔



ان ایام میں آریوں کا کوئی نہ کوئی پرچارک اور عیسائیوں کا ایک آدھ مشنری لوہاری دروازہ کے باہر بلخ میں آجاتا تھا اور آتے ہی قادیانی سے ان کی ٹکریں ہونے لگتی تھیں غرض اسلام کا یہ پہلوان ہر وقت کشتی کے لئے جوڑ کی تلاش میں رہتا تھا اور اسے مجمع کو اپنے گرد جمع کر کے پہلوانی کمل دکھانے کی دھن لگی رہتی تھی۔ قادیانی اپنے مجلولوں اور اشتہار بازیوں میں اپنے تئیں خلوم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتا تھا اور نہ تو ابھی تک کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور نہ الخلو و زندقہ کے کوچہ میں قدم رکھا تھا۔ اس لیے ہر خیال و عقیدہ کا مسلمان اس کا حامی و ناصر تھا۔ چند ماہ تک مجلولانہ ہنگامے برپا رکھنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیان چلا گیا اور دیں سے آریوں کے خلاف اشتہار بازی کا سلسلہ شروع کر کے مقابلہ و مناظرہ کے نمائشی چیلنج دینے شروع کیے۔ چونکہ بحث مباحثہ مقصود نہیں تھا بلکہ حقیقی غرض نام و نمودار شہرت طلبی تھی اس لیے آریہ لوگوں کے شرائط کے مقابلہ میں بالکل چکنے گھڑے کا مصداق بنا ہوا تھا۔ ان کی ہر شرط اور مطالبہ کو بلطائف الحیل ٹال جاتا تھا۔ اور اپنی طرف سے ایسی ناقص قبول شرمیں پیش کر دیتا تھا کہ مناظرہ کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اگر میرے بیان کی تصدیق چاہو تو مرزا کے مجموعہ اشتہارات موسومہ بہ تبلیغ رسالت کی جلد اول کے ابتدائی اوراق کا مطالعہ کرو۔

## الہام بازی کا آغاز

اب مرزا نے ان جھگڑوں، قضیوں کو چھوڑ کر الہام بازی کی دنیا میں قدم رکھا اور اپنے ملہم و مستجاب الدعوات ہونے کا پروپیگنڈہ شروع کیا۔ شہرت تو پہلے ہی ہو چکی تھی اہل حاجت کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ مرزا جس بلا خانہ میں بیٹھ کر یا لیٹ کر الہام سوچا کرتا تھا اس کو بہت اٹکد سوچنے کی جگہ سے موسوم کیا جاتا تھا ان دنوں الہامیت کی آمد بہت تھی اور ان کا یاد رکھنا دشوار تھا اس لیے اپنے الہام ساتھ ہی ساتھ ایک پاکٹ بک میں نوٹ کر لیتا تھا کچھ دنوں کے بعد ایک بڑے حجم کی کاپی بٹلی اور ایک دوازدہ سائز ہندو لڑکے شام لال کو الہام نویسی کے لئے نوکر رکھ لیا۔ قادیانی اپنا الہام لکھوا کر اس پر شام لال کے

و سخط کرا لیتا تھا۔ تاکہ وہ بوقت ضرورت الہام نازل ہونے کا گواہ رہے یہ لڑکا نہایت سلوہ لوح تھا مسلمانوں کو چھوڑ کر ایک سلوہ لوح تبلیغ ہندو لڑکے کو شایہ اس لئے انتخاب کیا کہ موم کی ناک بن کر رہے۔ اور اس سے ہر قسم کی شہوت دلائی جاسکے۔

ان دنوں میں لالہ شریعت رائے اور لالہ طلحہ اہل نام قادیان کے دو ہندو مرزا کے مشیر خاص اور رات دن کے حاشیہ نشین تھے۔ اب معتقدین کا بھی ٹھکٹھا ہونے لگا۔ خوشدلی مفت خورے ہلی میں ہلی ملائے والے بھی ہر ف سے امنڈ آئے لنگر جاری کر دیا گیا تاکہ ہر شخص الہامی کے مطیع سے کھانا کھا کر جائے اور شہرت و نمود کا باعث ہو چونکہ مستجاب الدعوات ہونے کے اشتہاروں نے اور اس سے پیشتر لاہور کے مناظروں اور اشتہار بازیوں نے پہلے سے ہام شہرت پر پہنچا رکھا تھا نذر و نیاز اور چڑھلوؤں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ رجوعت و فتوحات کا شجر آرزو بار آور ہوا اور تمنوں کی کشت زار لہلہائی نظر آئی۔ اب لوگوں نے بیعت کی درخواستیں کیں۔ قادیان کا الہامی ہر ایک کو یہی جواب دیتا تھا کہ ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ اس وقت تک صبر کرو جب کہ اس بارہ میں حکم خداوندی آچنچے۔

## براہین احمدیہ کی تدوین و اشاعت

مرزا کا سب سے بڑا علمی کارنامہ جس پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے کتاب براہین احمدیہ ہے یہ ۵۳ صفحات کی کتاب ہے جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اس کتاب میں اپنی کلوش طبع سے ایک حرف بھی نہ لکھا بلکہ جو کچھ زیب رقم فرمایا وہ یا تو علمائے سلف کی کتابوں سے اخذ کیا یا علمائے معاصرین کے سامنے کلمہ گدائی پھرا کر ان کی علمی تحقیقات حاصل کر لیں۔ اور قادیان کے ”سلطان الہم“ نے انہی کو بحوالہ نہنت قرطاس ⑤ بتالیا۔

ابھی یہ کتاب زیر تالیف تھی کہ مرزا نے اس کی طباعت میں لدلو دیئے جانے کے لئے بے پناہ پروپیگنڈا شروع کر دیا مرزا نے اپنے اشتہارات میں وعدہ کیا تھا کہ غیر مسلم

اقوام میں سے جو کوئی اس کتاب کا جواب لکھے گا اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا اسلامی روایات میں جوئے کا یہ پہلا موقع تھا جو یورپ کی تقلید سے مذہب کے نام پر کھیلا گیا۔ البتہ اتنی ہوشیاری کی کہ شرطی جوئے کو انعام کے نام سے موسوم کر کے بے خبروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ پڑھ کر مسلمانوں نے یقین کیا کہ واقعی اسلام کی تائید میں یہ کوئی بہت بڑا توپ خانہ ہو گا جو اغیار کے مذہبی قلعوں کو پاش پاش کر دے گا نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش شروع ہو گئی اور مرزا کا دل اپنی اسکیم کی کامیابی پر کنٹرول کے پھول کی طرح کھل گیا۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو کتاب "رہنمائی" ص ۳۰

حریص تاجروں کا جذبہ حرص و آرزو قلیل نفع سے تسکین نہیں پاتا لیکن ہمارا مرزا ایسا تاجر تھا جو کثیر نفع پر بھی مطمئن نہ ہوا تو قیمت پانچ کی جگہ دس روپے کروڑی اور صرف یہی نہیں کہ لوگوں سے پیشگی قیمت وصول کی گئی۔ بلکہ والیان ریاست اور اغنیا سے فی سبیل اللہ امداد کرنے کی بھی درخواستیں کیں۔ چنانچہ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نواب صاحب لوہارو وزیراعظم پٹیالہ وزیراعظم بہاول پور وزیر ریاست تلہ گڑھ نواب مکرم الدولہ رکن حیدرآباد دکن اور بہت سے رؤسائے ہر طرح سے امداد کے وعدے فرمائے۔

کتاب براہین کلاب و لہجہ ایسا خراب ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی پڑھے اور مشتعل نہ ہو۔ وہی باتیں جو جارحانہ الفاظ اور مبارزہ انداز میں لکھی تھیں نرم لہجہ اور دلکش الفاظ میں بھی لکھی جاسکتی تھیں۔ اس کتاب نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف آریوں اور عیسائیوں کے دلوں میں عنود منافرت کی مستقل ختم ریزی کر دی۔ پنڈت لکھ رام نے "براہین احمدیہ" کا جواب تکذیب براہیم احمدیہ کے نام سے شائع کیا۔

لیکن یہ جواب کیا تھا۔ دشنام دی اور بدگوئی کا شرمناک مرقع تھا اور یقین ہے کہ جب سے بنی نوع انسان عالم وجود میں آیا کسی بد نملو عدو سے حق نے خدا کے برگزیدہ انبیاء و رسل اور دوسرے مقررین بارگاہِ احمدیت کو اتنی گالیاں نہ دی ہوں گی جتنی کہ پنڈت لکھ رام نے اس کتاب میں دیں۔

اس تمام دشنام گوئی کی ذمہ داری مرزا پر عائد ہوتی تھی۔ اسلام کے اس نادان دوست نے ہندوؤں اور ان کے بزرگوں پر لعن طعن کر کے انبیاء کرام کو گالیاں دلائیں۔ براہین احمدیہ میں مرزائی اہملت کی بھی بھرمار تھی۔ اور یہی وہ اہملت تھے جو آئندہ دعوؤں کے لئے عموماً سنگ بنیاد کا حکم رکھتے تھے۔ گو براہین کی طباعت کے بعد بھی بعض علماء حسن ظن کے سنہری جل میں پھنسے رہے لیکن اکثر علماء ایسے تھے جن کی فراست ایمانی نے اس حقیقت کو بھٹپ لیا تھا کہ یہ شخص کسی نہ کسی دن ضرور دعویٰ نبوت کرے گا۔

## دعوائے مجددیت اور حکیم نور الدین سے ملاقات

ان دنوں میں حکیم محمد شریف کلانوری نے جو مرزا کا یار غار تھا امرتسر میں مطب کھول رکھا تھا۔ مرزا جب کبھی کلویان سے امرتسر آتا تو اسی کے پاس ٹھہرا کرتا۔ براہین کی اشاعت کے بعد حکیم مذکور نے مرزا کو مشورہ دیا کہ تم مجدد ہونے کا دعویٰ کر دو۔ کیونکہ اس زمانے کے لئے بھی کسی مجدد کی ضرورت ہے چنانچہ مرزا نے اپنی مجددیت کا ڈھنڈورہ ہینا شروع کیا۔ کلویان پہنچ کر بیرونی لوگوں کے پتے منگوانے اور ان کے نام خطوط بھیجنے شروع کیے وول یورپ، امریکہ و افریقہ کے تمام تاجداران اور ان کے وزراء عمل حکومت دنیا کے مدبروں، مصنفوں، نویسوں، راجاؤں اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں کے پاس حسب ضرورت انگریزی یا اردو اشتہارات بھجوائے۔ ان اشتہاروں میں اپنے دعویٰ مجددیت کے بعد مکتوب الیم کو دعوت اسلام دی گئی تھی۔ لیکن مرزائی تجدید کے جذب و اثر کا مکمل دیکھو کہ بیس ہزار دعوتی اشتہارات کی ترسیل کے بلوجود ایک غیر مسلم بھی حلقہ اسلام میں داخل نہ ہوا ان ایام میں حکیم نور الدین بھروی ریاست جموں و کشمیر میں ریاستی میسوں



کے زمرہ میں ملازم تھا۔

یہ حکیم نور الدین ایک للذہب فحش تھا۔ اور اگر کسی مذہب سے کوئی لگاؤ تھا تو وہ نیچری مذہب تھا (دیکھو سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۵۷) ان ایام میں سرسید احمد خاں سے حکیم نور الدین کی کچھ خط و کتابت ہوئی جب مرزا غلام احمد کو اس خط و کتابت کا علم ہوا تو اسے یقین ہوا کہ اس فحش کی رفاقت ہر طرح سے بام مقصد تک پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ جموں جا کر حکیم سے ملاقات کی اور یہ معلوم کر کے مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حکیم بالکل اسی کا ہم مذاق واقع ہوا ہے ان ایام میں حکیم نور الدین شیخ فتح محمد رئیس جموں کا کرایہ دار تھا یہاں دس بارہ روز تک مختلف مسائل پر گفتگو رہی۔ آخر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا گیا اور مرزا نے قلوبان کو مراجعت کی۔ ان واقعات کی تفصیل کتاب ”رئیس قلوباں“ میں ملے گی کچھ دنوں کے بعد مرزا لدھیانہ گیا اور اپنی مجددیت کا اعلان کیا۔ چنانچہ بہت سے سلوہ لوح آدی حلقہ مریدین میں داخل ہوئے۔

مولوی محمد مولوی عبداللہ اور مولوی اسلمیل صاحبان نے جو تینوں حقیقی بھائی تھے۔ اور علمائے لدھیانہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ کہیں سے کتاب ”براہین احمدیہ“ حاصل کر کے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ انہیں الخلد و زندقہ کے طومار نظر آئے انہوں نے شرم میں اعلان کر دیا کہ یہ فحش مجدد نہیں بلکہ ملحد و زندیق ہے۔ اس کے بعد علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کا فتویٰ بھی دیا۔ اور اشتہارات چھپوا کر تقسیم کرائے۔ تھوڑے دن کے بعد علمائے حرمین کی طرف سے بھی مرزا کے کفر کے فتوے ہندوستان پہنچ گئے۔

سنہ ۱۸۸۳ء میں براہین احمدیہ کا چوتھا ایڈیشن شائع کیا۔ انہی ایام میں مرزا نے دہلی جا کر نصرت بیگم نام ایک نوکتھ الزکی سے شادی کی۔ پہلی بیوی تو پہلے ہی اپنے میکے میں اجڑی بیٹھی تھی۔ دوسری بیوی کی آمد پر پہلی کے آبلو ہونے کی رسی سسی امید بھی متعصمو گئی جب مرزا نے دیکھا کہ علمائے حرمین کا فتویٰ تکفیر راہ ترقی میں حائل ہو رہا ہے تو ۱۸۸۵ء کے اوائل میں اس مضمون کے آٹھ ہزار انگریزی اور شاید ہزار ہا اردو اشتہارات طبع کرا کر تقسیم کرائے۔ کہ جو فحش قلوباں آکر مبروہ استقلال اور حسن نیت کے ساتھ ایک سال



تک میری صحبت میں رہے گا اسے معجزے دکھائے جائیں گے۔

اعجاز نمائی کے وعدوں کے اشتہار یورپی پادریوں کو سب سے زیادہ بھیجے گئے تھے اور مرزا کو یقین تھا کہ کثیر التعداد پادری قادیان آئیں گے اس لئے ان موہوم مسمانوں کے قیام کے لئے اپنے مکان سے ملحق بڑی عجلت سے ایک گول کمرہ تعمیر کرایا۔ لیکن افسوس کہ کسی یورپی پادری کو قادیان آنے اور اس گول کمرے میں قیام کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی البتہ پنڈت لکھ رام نے معجزہ دیکھنے کے اشتیاق میں قادیان کے ایک سالہ قیام و انتظار پر آملائی ظاہر کی۔ مرزا نے اس کے متعلق خط و کتبت شروع کی لیکن پانچ چھ مہینوں کی خط و کتبت کے بلوجود کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ انجام کار پنڈت بذات خود قادیان پہنچ کر مرزا کے گلے کا ہار ہو گیا۔ آخر مرزا نے بہ ہزار مشکل اس ”جن“ سے پیچھا چھوڑا۔ پنڈت لکھ رام کی دلچسپ خط و کتبت کے لئے کتاب ”رئیس قادیان“ کی طرف رجوع فرمائیے اسی طرح رسالہ ”سراج منیر“ اور دوسرے رسالوں کی اشاعت کے سبب باغ و کھا کر مرزا نے مسلمانوں سے جو پیشگی رقبے وصول کیں اور پھر خواب بے اعتنائی میں سو گیا۔

## ہوشیار پور میں چلہ کشی اور پسر موعود کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے کسی پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک حاصل نہ کیا تھا۔ ایک مرتبہ چلہ کشی کا ضرور قصد کیا۔ وہ بے چارہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ کسی شیخ کامل کی راہ نمائی کے بغیر اس کوچہ میں قدم رکھنا کس درجہ خطرناک ہے۔ بہر حال اس غرض کے لیے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور کو روانہ ہوا۔ اور شیخ مر علی کے طویلہ میں قیام کیا۔ چونکہ مجدد وقت کا کوئی کلام نام و نمود اور شہرت ظہری کے جذبات سے خالی نہ تھا اس لیے چلہ کشی کی نمائش بھی ضروری تھی۔ مرزا نے دستی اشتہارات چھپوا کر اپنے چلے کا اعلان کر دیا اور حکم دیا کہ چالیس دن تک کوئی شخص ملنے کو نہ آئے۔ چلہ گزر جانے کے بعد بیس دن تک ہوشیار پور میں قیام رہے۔ اس وقت ہر شخص ملاقات کر سکے گا۔

صوفیہ کرام چلوں میں سدر متی سے زیادہ غذا نہیں کھاتے۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں لیکن مجددِ وقت اپنے ہم نملو چلے میں بھی بدستور کھانا پیتا رہا۔ معلوم نہیں اس چلہ کی غرض و غایت کیا تھی؟ بظاہر تو شیاطین کو مسخر اور تابع فرمان بنانا مقصود تھا۔ اگر واقعی یہی مقصود تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش میں مرزا کو ضرور کامیابی ہوئی۔ کیونکہ کوئی نورانی ہستی آکر مرزا سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ مرزا نے ایک دفعہ عبداللہ سنوری سے جو مرزا کو بلاخانہ پر کھانا پہچانے جلایا کرتا تھا کہا کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات دیر دیر تک مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اقبل مند بیٹے کے متعلق اسی چلہ میں الہامات ہوئے تھے۔ ان ایام میں نصرت بیگم صاحبہ حلقہ تھیں، مرزا نے یہ سمجھ کر کہ پرموعود کے الہام کرنے والا رب العالمین ہے قہویاں پیچھے ہی دھڑلے سے پرموعود کی پیش گوئی کر دی مگر پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور مرزا کو بت کچھ سخت اٹھانی پڑی۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیر دیر تک باتیں کر نیوالی کون ذات شریف تھی؟ مرزا کو اس کے پرموعود کا نام عنموائیل بتایا گیا تھا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو عنموائیل کی موعودہ آمد کا اعلان کیا۔ اس اعلان میں اپنا یہ الہام درج کیا۔

تجھے بشارت ہو کہ ایک وجہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ صاحب شکوہ اور صاحب عظمت و دولت ہو گا۔ وہ اپنے مسکئی نفس اور روح الحق کی برکت سے لوگوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا فرزند و بند گرامی ارحمہم الاول و الآخر مظہر الحق و العلامہ نزل من السماء وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

ایک پادری نے اس پیشین گوئی کا مذاق اڑایا تو مرزا نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ یہ صرف عیش گوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان آسمان نشین ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صداقت و عفت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل ہے۔ خدا نے ایسی بابرکت روح کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔

اس کے بعد ایک اشتہار میں لکھا کہ آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ ان ایام میں مرزا کے مرید بھی دعائیں مانگ رہے تھے کہ پرموعود جلد پیدا ہو۔ غرض ہزار انتظار کے بعد وضع حمل کا وقت آیا۔ لیکن پرموعود کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی۔

لوگوں نے مرزا کا خوب مذاق اڑایا۔ اور اعتراضات کی آندھیاں افقِ قلایاں پر ہر طرف سے امنڈ آئیں۔ لڑکی کی پیدائش پر استہزا و تمسخر کی جو گرم بازاری ہوئی اس نے قلایاں پر بہت کچھ افسردگی طاری کر دی۔ اس لئے مرزا ہر وقت دست بدعا تھا کہ کسی طرح بیوی مکرر حائل ہو کر لڑکا جنے۔ اور وہ لوگوں کو عنموائیل کی پیدائش کا مرثدہ بنا کر سرخرو ہو سکے۔ آخر خدا خدا کر کے گوہر شاہوار صدفِ رحم میں منعقد ہوا۔ اور نصرتِ بیگم صاحبہ نے نومینہ کے بعد اپنی کوکھ سے عنموائیل برآمد کر کے مرزا کی گود میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مرزا کی باجھیں کھل گئیں اور زمین و آسمان مسرت کے گوارے بن گئے۔

۷ اگست ۱۸۸۷ء کو عنموائیل پیدا ہوا۔ اور مرزا نے اسی دن ”خوشخبری“ کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں جشن گوئی کی تھی وہ آج ۳ بجے رات کے پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ ہمشکوئی ہے جو ظہور میں آئی عنموائیل قریباً سوا سال تک زندہ رہا۔ اس کے بعد ۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو طحہ اجل ہو گیا۔ اسکے مرنے پر طعن و تمسخر کے طوفان ہر طرف سے اٹھے۔ لیکن مرزا کے لئے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چونکہ اعتراضات کی آندھیاں برابر چلتی رہتی تھیں۔ اس لئے قریباً سوا تین سال

کے بعد یعنی جنوری ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار زیر عنوان ”مستغنیٰ کے غور کے لائق“ شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ میں نے قلعی سے اس لڑکے کو پر موعود خیال کر لیا تھا۔ اس میں الہام الہی کا کوئی قصور نہیں ہے۔“

اس معذرت خواہی کے ساڑھے سات سال بعد یعنی ۱۳ جون ۱۸۹۹ء کو جب مرزا کے گھر میں ایک لڑکا ”مبارک احمد“ پیدا ہوا تو مرزا نے اسی کو منموائل قرار دینے کی کوشش کی (دیکھو مرزا کی کتب ”تربیۃ القلوب“ طبع اول صفحہ ۷۰) حالانکہ مبارک احمد نوسل کی مدت معمودہ کے سوا چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔ مگر مرزا کی بد نصیبی سے یہ لڑکا بھی عالم طفولیت ہی میں داغ مفارقت دے گیا۔ اور اس طرح فرزند موعود کی اقبل مندیوں کے سارے افسانے طلق اہل پر رکھے رہ گئے۔ آج کل مرزائی لوگ خلیفہ المسیح مرزا محمود احمد کے سر پر منموائیت کا تاج رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کی یہ کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ خود مرزا نے یہاں محمود احمد کو کبھی منموائل موعود نہ بتایا۔

مرزا محمود احمد کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی تھی۔ اس کے فوراً بعد مرزا غلام احمد نے از سر نو منموائل کی پیدائش کی پیشین گوئی ۱۸۹۱ء میں اس وقت کی جب میاں محمود احمد کی عمر پونے دو سال کی تھی چنانچہ کتب ازالہ ادہام میں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی مرزا نے لکھا کہ خدا نے ایک قلعی اور یعنی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ ایسوں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔

## مسیح بننے کے لئے مضحکہ خیز سخن سازی

مرزا نے اوائل میں بہت دن تک دعویٰ مجددیت ہی پر اکتفا کیا تھا۔ مگر چونکہ ہر راج العلم قاطع بدعت عالم دین مجدد ہو سکتا ہے اس لیے بظاہر اس منصب کو کچھ غیر دقیق سمجھ کر ترقی و اقدام کی ہوس دامن گیر ہوئی۔ اور کوئی عظیم القدر شخص دعویٰ کر کے اپنی عظمت کو ثریا سے ہم دوش کرنے کا قصد کیا۔ آخر طبیعت نے فیصلہ کیا کہ مسیحیت کا



تمج زیب سر کرنا چاہئے لیکن کمال ہوشیاری اور معاملہ فہمی سے کام لے کر یک بیک مسیح نہ بنا۔ بلکہ تدریج کو ملحوظ رکھا سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور آپ کی آمد ثانی سے انکار کیا۔ حالانکہ کتاب ”براہین احمدیہ“ (صفحہ ۴۹۸) میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا اقرار کر چکا تھا۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا شروع کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ (نزول المسیح مولفہ مرزا ص ۱۸) اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ میں مثل مسیح ہوں۔ جب مرید اس دعویٰ کے متحمل ہو گئے تو کچھ عرصے کے بعد یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ احادیث نبویہ میں جس مسیح کے آنے کی حدیث گویا تھی وہ میں ہوں۔

جب اس سے کہا گیا کہ حدیثوں میں تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کی حدیث گویا ہے اور تم غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہو تو جواب دیا کہ میں ہی عیسیٰ بن مریم بنا دیا گیا ہوں۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسری شخصیت میں کیوں کر تبدیل ہو سکتا ہے؟ تو کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کی بعض روحانی صفات طبع علوت اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں میری زندگی کو مسیح بن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔ اس بناء پر میں مسیح ہوں (ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۷۹) لیکن جب کہا گیا کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض روحانی صفات طبع اور علوت اور اخلاق وغیرہ تو خدائے برتریت سے اہل اللہ کی فطرت میں بھی ودیعت فرما دیتا ہے اور ان کی زندگی کو حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی زندگی سے اشد مشابہت ہوتی ہے تو پھر وہ سب حضرات بھی مسیح موعود ہونے چاہئیں۔ اس میں تمہاری کوئی خصوصیت ہے کوئی وجہ نہیں کہ تم تو کسی من گھڑت مناسبت کی بناء پر مسیح بن مریم بن جاؤ۔ اور عارفین حقیقی اشتراک صفات کے بلوجود ”مسیح موعود“ نہ سمجھے جاسکیں۔

باعتقoul تھی مرزا سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر گیارہ سال کی سخت و مافی کد و کلوش کے بعد کشتی نوح میں جسے ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع کیا تھا اپنے مسیح بن مریم بن جانے کا یہ دھکوسلہ پیش کیا ”گو خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم



رکھل۔ پھر دوسرے تک صفت مریمیت میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دوسرے گزر گئے تو جیسا کہ ”براہین احمدیہ“ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں لٹخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حائلہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بتلایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۶ ۴۷)

جب مرزا بیک وقت جنبش قلم ایک خیالی حمل کے ذریعے سے مسیح بن مریم بن چکا تو ہر طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ اگر تم سچے مسیح ہو تو تم بھی حضرت روح اللہ کی طرح کوئی معجزہ دکھاؤ۔ زیادہ نہیں تو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھا دو۔ جو قرآن پاک میں دو جگہ مذکور ہیں۔ یہ مطالبہ نہایت معقول تھا۔ لیکن مرزا کے پاس خن سازی کے سوا رکھلی کیا تھا۔ سوچنے لگا کہ اب کیا بات بتاؤں! آخر اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ سرے سے معجزات مسیح علیہ السلام کے وجود ہی سے انکار کر دے۔ واقعی کسی چیز کی ذمہ داری سے بچنے کا یہ نہایت آسان علاج ہے کہ اس چیز کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے۔ مرزا نے معجزات مسیح علیہ السلام کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اپنی بد نصیبی سے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ معجزات مسیح علیہ السلام کا مذاق نہیں تھا۔ بلکہ فی الحقیقت کلام الہی کا مذاق اور انکار و استخفاف تھا۔ انہی ایام میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مرزا کی سخت کشیدگی ہو گئی۔

## حکیم نور الدین کا جموں سے اخراج

حکیم نور الدین مہاراجہ جموں و کشمیر کا خاص طبیب تھا۔ وہ ریاست سے کیوں خارج کیا گیا؟ اس کی دلچسپ تفصیل آپ کو کتب ”رہنمائی“ میں ملے گی۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ریاست کشمیر کے علاقہ کشواڑ میں ایک مرزائی سلطنت قائم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے

اسباب مہیا کیے جا رہے تھے۔ حکیم نور الدین کی کوششوں سے مرزائیت کو ریاست جموں و کشمیر میں جتنا فروغ نصیب ہوا اس سے کہیں زیادہ اس کا پنجاب میں نشوونمو ہو رہا تھا۔ اور جوں جوں یہ جماعت ترقی کرتی جاتی تھی حکام کا سورہن بھی بڑھتا جاتا تھا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ مہاراجہ مرزا غلام احمد بھی محمد احمد سوڈانی کی طرح زور پکڑ کر مشکلات کا موجب بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ گو مرزا نے تقدس کی دکن ابتداء میں محض شکم پری کے لیے کھولی تھی۔ لیکن ترقی کر کے سلطنت پر فائز ہونے کا لائحہ عمل بھی شروع سے اس کے پیش نظر تھا۔ آخر کیوں نہ ہوتا مثل اعظم سلطان عالم گیر اورنگ زیب غازی کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مگر انیسویں صدی کے حکیم نور الدین کے اخراج سے مرزائی سلطنت کے بنے ہوئے نقش بگڑ گئے اور متوقع سلطنت کی جگہ حکومت کی دشمنی خرید لی۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر حکیم نور الدین کو ریاست سے خارج نہ کیا جاتا تو بھی وہ اور مرزا غلام احمد قیام سلطنت میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ کیونکہ جب مرزا غلام احمد مدت العمر قادیان کی ان مسجدوں کو بھی آزاد نہ کرا سکا جنہیں سکھوں نے اب تک دھرم شلہ بنا رکھا تھا (دیکھو ازالہ اوہام طبع پنجم صفحہ ۵۷) تو پھر سلطنت کا قیام ایک سوہوم چیز تھی۔ لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ لوگ کسی طرح قیام سلطنت میں کامیاب ہو جاتے تو قادیان کی مسجدیں خودی آزاد ہو جاتیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ حکیم نور الدین کے اخراج کے بعد حکومت وقت حکیم نور الدین اور مرزا غلام احمد پر بغاوت کا مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے کچھ قول و قرار کیے جس کی بناء پر کسی تشدد کی ضرورت نہ رہی۔ ”عجب نہیں کہ یہ بیان صحیح ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد مرزا غلام احمد کے رویہ میں یک بیک تبدیلی پیدا ہو گئی اور قیام سلطنت کی توقعات کو تین سو سال تک موخر کر کے انگریز کی خوشامد اور مدح و توصیف کا نغمہ چھیڑ دیا۔ اور پھر خوشامد میں اعتدال اور میانہ روی ملحوظ رہتی تو بھی ایک بات تھی لیکن مرزا نے تو اپنی انفرادی طبیعت سے مجبور ہو کر تعلق و خوشامد کا خوف ناک طوفان بہا کر

دیا یہاں تک کہ خوشامد ہی اس کا اوڑھنا بچھونا بن گئی۔ اس خوشامد شعاری کی چند باتیں  
ملاحظہ ہوں۔ لکھتا ہے۔

”پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد  
حفاظت اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک  
پورے جوش سے پوری استقامت سے کلم لیا کیا اس کلم کی اور اس  
خدمت نمایاں کی اور اس مدت وراز کی دوسری مسلمانوں میں جو میرے  
خلاف ہیں کوئی نظیر ہے۔ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ  
سال کا ہے۔“

(کتاب البریہ صفحہ ۷)

سول ملٹری گزٹ لاہور میں میری نسبت ایک غلط اور خلاف  
واقعہ رائے شائع کی گئی ہے کہ گویا میں گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ  
اور مخالف ارادے رکھتا ہوں لیکن یہ خیال سراسر باطل اور دور از  
انصاف ہے میرے والد نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں پچاس گھوڑے  
خرید کر اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی نذر کیے تبلیغ  
رسالت جلد ۳ ص ۴۴) میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی  
کی تائید و حمایت میں گزرا ہے میں نے ممانعت جملہ اور انگریزی  
اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے  
ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں  
ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور  
مصر اور شام اور کھل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔

میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے  
خبر خواہ ہو جائیں اور مددی خوئیں اور صحیح خوئیں کی بے اصل  
روایتیں اور جملہ کے جوش و لانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں

کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے محسوس ہو جائیں (ترباق  
القلوب) انگریزوں کا اس ملک میں آنا مسلمانوں کے لیے درحقیقت  
ایک نسلبت بزرگ فحشت الہی ہے۔ تو پھر جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت  
کو بے عزتی کی نظر سے دیکھے وہ بلاشبہ بد ذات اور بد کردار ہے (ایام  
الصلح) میں جانتا ہوں کہ بعض جلیل مولوی میری ان تحریرات سے  
ناراض ہیں اور مجھے غلو اور دھوکہ کے اس وجہ سے بھی کافر قرار  
دیتے ہیں لیکن مجھے ان کی ناراضگی کی کچھ پروا نہیں۔ تبلیغ رسالت  
جلد ۳۔



## دعوائے مہدویت

اس وقت تک مرزا مسیحیت ہی کا مدعی تھا۔ مہدی نہیں بنا تھا۔ احادیث نبویہ کے رو سے حضرت مسیح علیہ السلام اور جناب مہدی علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ظاہر ہوں گے ۱۸۹۲ء میں ایک عالم ربانی نے مرزا سے پوچھا کہ تم مسیح ہو تو حضرت مہدی علیہ السلام کہاں ہیں؟ جو ان کے عہد سعادت میں ظاہر ہونے والے تھے؟ مرزا نے کہا وہ بھی میں ہوں۔“ لیکن اس کے بعد دعویٰ مہدویت میں مرزا کی ہمیشہ گوگو حالت رہی۔ کبھی تو مہدویت کا مدعی بن بیٹھتا تھا اور کبھی حکومت کے خوف سے کانوں پر ہاتھ رکھنے لگتا تھا۔

چونکہ مرزا کو تائید ربانی حاصل نہ تھی۔ اور باوجود بڑی بڑی لن ترانیوں اور خود ستائیوں کے قلم اور زبان کی دنیا سے باہر نکل کر اپنے دعووں کی تائید میں کوئی بیرونی شہادت پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے اس کی دوکانداری کا سارا مدار خن سازی پر تھا۔

ایک مرتبہ اسے شوق چڑایا کہ اپنے مہدی ہونے کی کوئی بیرونی شہادت پیش کرے اس کوشش میں اس نے ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء کو ”نشان آسمانی“ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اپنے مہدی آخر الزماں ہونے کے ثبوت میں شاہ نعمت اللہ کرمانی کا قصیدہ پیش کیا۔ لیکن قصیدہ کا صحیح مصداق کرنے کی کوشش میں اس پر تحریف و تبدیل کے کچھ ایسے کند ہتھیار چلائے کہ اس کا حلیہ ہی بگڑ گیا۔ مرزا نے نہ صرف قصیدہ کے اشعار کی ترتیب حسب مراد بدل ڈالی اور بعض الفاظ و تراکیب کو مقدم موخر کر دیا بلکہ خود مہدی علیہ السلام کے اسم گرامی میں بھی تحریف کر دی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا نام مبارک محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ شاہ نعمت اللہ کے قصیدہ میں بھی احادیث نبویہ کے بموجب حضرت مہدی علیہ السلام کا نام نامی محمد ہی مذکور ہے۔ چنانچہ پروفیسر براؤن نے ”تاریخ ادبیات ایران“ میں جہاں یہ قصیدہ نقل کیا ہے وہاں یہ شعریوں درج کیا ہے۔

اح م و دال مے خوانم      نام او نامدار مے نیم

مرزائیوں کے ”سلطان القلم“ نے شعر میں تصرف تو کیا۔ لیکن تصرف و تحریف کے



لئے بھی سلیقہ درکار ہے۔ مرزا اس ردوبدل کے وقت اتنا بھی احساس نہ کر سکا کہ اس سے شعر کا وزن درست نہ رہے گا۔ اس نے اپنی کم سوادى سے میم اور الف کو ہم وزن سمجھ لیا۔

## حضرت پیر مر علی شاہ کو دعوت مبارزت

مرزائیت کی تردید میں آج تک جو ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں شاید سب سے پہلی کتاب ”ٹمس اندلیہ“ تھی جو حضرت پیر مر علی شاہ صاحب گولڑوی نے جو علم حدیث میں مولانا احمد علی صاحب محدث سمارن پوری مرحوم کے شاگرد ہیں۔ آج سے قریباً چالیس سال پہلے زینب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو اس طرح مستحکم کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزائی حلقوں میں کبرام مچ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مرزا نے اپنے حواری خاص مولوی محمد حسن امروہی سے اس کا جواب بنام ”ٹمس بازغہ“ لکھوا کر شائع کیا۔ حضرت پیر صاحب نے ”ٹمس بازغہ“ کی تردید میں کتاب ”سیف چشتیائی“ لکھی۔ یہ کتاب آج تک کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن گزشتہ ۲۸ سال کی طویل مدت میں امت مرزائیہ کو اس کا جواب لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ جب کتاب ”سیف چشتیائی“ نے مرزائیت کے سارے بچے لویہڑ دیئے اور مرزائیت کا جنازہ ذلت و رسوائی کے بحر ظلمات میں ڈوبتا نظر آیا تو مرزا غلام احمد نے اس تن مردہ میں از سر نو زندگی کی روح پھونک لی چاہی۔

چنانچہ اس کوشش میں ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مطبوعہ اعلان میں حضرت پیر مر علی شاہ صاحب اور ہندوستان بھر کے دوسرے چھپاسی علمائے کرام و صوفیاء نے عظام کو لاہور آ کر مناظرہ کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ ”میر علی شاہ صاحب اپنی رسمی شہیت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ اس غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کلنی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے ذخیرہ لغویات میں ایک بھی

ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہو گا۔ حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کب اور کس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عسری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور ناحق نزول کے لفظ کے لئے معنی کرتے ہیں اگر مرعلی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقتل سات گھنٹہ تک زانو بہ زانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں۔ جو قطع کلاں کے بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر دونوں تفسیریں تین عالموں کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مرعلی شاہ صاحب کے ذمہ ہو گا سنائی جائیں۔ جس کی تفسیر کو وہ حلفاً پسند کریں وہ موید من اللہ سمجھا جائے۔ مجھے منظور ہے کہ پیر مرعلی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین پٹاوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کر لیں جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں۔

اگر پیر صاحب کی تفسیر بہتر ثابت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اپنے دعوؤں کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخدول اور مردود سمجھ لوں گا اور اگر وہ مقابلہ میں مغلوب ہو گئے یا انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا تو ان پر واجب ہو گا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں میں مکرر لکھتا ہوں کہ پیر صاحب مباہلہ میں بالکل ناکام رہیں گے بلکہ مباہلہ کے لئے لاہور ہی نہیں آئیں گے اور میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہو گا جب کہ پیر مرعلی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قاتل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرت کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر پیر مرعلی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں مومن مستجاب الدعوات جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور مرسل کے دشمن ہیں اس لیے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔ یاد

رہے کہ مقام بحث بجر لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا۔ اگر میں حاضر ہوا تو اس صورت میں بھی کلب سمجھا جاؤں گا انتظام ممکن جلسہ پر صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو بعض پولیس کے افسر بلا لیے جائیں گے اور سخت ہو اس پر جو تعلق یا انکار کرے۔

مرزا کو پورا یقین تھا کہ پر صاحب جو نہایت معمولہ الاوقات اور عرلت گزریں بزرگ ہیں اور ذکرائی ان کا دن رات کا مشغلہ ہے مناظرہ کے لیے ہرگز نہیں آئیں گے اور مریدان کے سامنے یہ شیخی بکھارنے کا موقع مل جائے گا کہ پر صاحب کو لڑی جیسا فاضل اجل جس کے لاکھوں مرید ہیں میرے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔

لیکن یہ دیکھ کر مرزا کی حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ کہ پر صاحب نے جی جی اس چیلنج کو منظور کر لیا اور ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو لکھ بھیا کہ ”مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار آج ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو نیاز مند کی نظر سے گذر رہا تھا کہ دعوتِ حاضری جلسہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب منظور ہے لیکن درخواست یہ ہے کہ میری بھی ایک گزارش کو شرائط مجوزہ کے سلک میں تسلک فرمایا جائے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب اجلاس میں پہلے اپنی مسیحیت و مسعودت کے دلائل پیش کریں۔ اور میں مرزا صاحب کے دلائل کا جواب دوں۔“ اگر مرزا صاحب کے تجویز کردہ تینوں حکم اس بات کو تسلیم کر لیں کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کو پایہ ثبوت تک نہیں پہنچا سکے تو وہ میرے ہاتھ پر توجہ کریں۔ میں اپنی طرف سے تاریخ مناظرہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں۔ ازراہِ حکیم کیم کپ تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ جائیے لاہور امیر تبرا اور بعض دوسرے مقلات کے علماء کو ہم خود جمع کر لیں گے۔ دوسرے علماء کے جمع کرنے کا ذمہ نہیں سنبھال سکتے۔“

الغرض جب تمام مراحل طے ہو گئے تو حضرت پر صاحب بموعدہ ۲۳ اگست ۱۹۰۰ء کو علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں سے اکثر کے نام مرزا کی فہرست میں درج تھے لاہور تشریف لے گئے مناظرہ لاہور کی شہلی مسجد میں قرار پایا۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ قادیانی بھی وقتِ مجبورہ پر پہنچ جائے گا۔

مگر اسے حق کے رعب نے مقابلہ پر آنے کی اجازت نہ دی البتہ اس کی جگہ ایک مطلوبہ اشتہار لاہور میں تقسیم کرا دیا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے۔ واقعی یہ بھی صبح قلاویان کا ایک معجزہ تھا کہ قلاویان کے باہر قدم رکھنے کی تو خود جرات نہ ہوئی اور مقابلہ سے راہ فرار پیر صاحب نے اختیار کی اور صرف یہی نہیں کہ پیر صاحب کو ہزیمت و فرار کے اشتہار ان کی مراجعت کے بعد شائع کیے گئے ہوں بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں کہ جب یوم مباحثہ کی صبح کو پیر صاحب اور دوسرے لوگ شہلی مسجد کی طرف جا رہے تھے تو راستہ میں ہر جگہ نہایت چوب قلم اشتہارات لاہور کی دیواروں پر چسپاں پائے گئے جن کا یہ عنوان تھا ”پیر مرعلی کا فرار“ جو لوگ پیر صاحب کو پچشم خود لاہور میں دیکھ رہے تھے وہ بربن حل کہہ رہے تھے۔

این چہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

آخر جب پیر صاحب ۲۹ اگست کے روز بعد انتظار بسیار لاہور سے مراجعت فرما ہوئے تو مرزا کا ایک زرد رنگہ اشتہار جو بربن حل مرزائی ہزیمت اور زردوئی کی شہادت دے رہا تھا تاریخ نکلا جس میں لکھا تھا کہ پیر صاحب نے ہمارا طریق فیصلہ منظور نہ کیا اور چال بازی کی۔ اس کے بعد ایک اور اعلان بھی شائع کیا جس کا عنوان ”آخری حیلہ“ تھا گو اس اشتہار پر تاریخ طبع ۲۸ درج تھی لیکن یہ لاہور میں پیر صاحب کی مراجعت کے کئی دن بعد تقسیم ہوا۔ اس میں لکھا تھا ”اب مجھے معلوم ہوا کہ لاہور کے گلی کوچوں میں پیر صاحب کے مرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالقتل تفسیر لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا۔ حالانکہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں۔ بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر سلفہ اور کینہہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوش سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو اس صورت میں لاہور جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے اس فتنہ اور اشتعل کے وقت میں بجز شر کے رئیسوں کی پوری طرح کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم



رکھنا ہے (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹-۱۴۲)۔

اس اعلان کے متعلق غشی الہی بخش صاحب اکوشت لاہور نے جو سالہا سال تک مرزائی رہنے کے بعد مرزائیت سے تائب ہوئے تھے۔ کتب "عصائے موسیٰ" میں لکھا جب مرزا صاحب لاہور آنے سے ایسے ہر اسل و ترسل تھے تو اول خود ہی اشتہار دے کر اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالا؟ مرزا صاحب نے خود ہی تو تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا اور اشتہار پر اشتہار شائع کیے اور جب آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت پیر صاحب اور دوسرے حضرات جمع ہوئے تو فرمانے لگے کہ ایسے مجمع میں جانا تو گویا آگ میں کود پڑنا ہے۔ ذرا غور کرو کہ اللہ کے مرسل تو سچ و سچ و بکتی ہوئی آگ میں ڈالے دیئے گئے۔ لیکن حافظ حقیقی نے انہیں ہر طرح سے محفوظ رکھا لیکن آپ محض خیالی اور مجازی آگ میں قدم رکھنے سے بھی ڈر گئے جو خود بدولت ہی کی سلگائی ہوئی تھی سچا مومن تو خیر الحافطین کے حفظ و امن اور اس کی نصرت و تحریک کا بھروسہ کر کے ہر خطرے کا مقابلہ کرتا ہے لیکن منافق لوگ اس طرح قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

بے خطر کو پڑا آتش نمود میں عشق  
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

گو مرزا صاحب کو لاہور آنے کی جرات نہ ہوئی لیکن ہر کس و ناکس کو مرزا صاحب کے اس قول کی تصدیق ہو گئی کہ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کلوب سمجھا جاؤں گا (عصائے موسیٰ صفحہ ۴۲۱) اس کے بعد مرزا نے اپنے رسالہ اربعین کے نمبر ۴ میں شکوہ کیا کہ پیر صاحب نے اپنے جوابی اشتہار میں تحریری مقابلہ سے پہلے فصوص قرآن و حدیث کے رو سے مباحثہ کیے جانے کی کیوں خواہش کی؟ افسوس مرزا نے یہ شکایت کرتے وقت اتنا انصاف نہ کیا کہ انہوں نے خود ہی تو پیر صاحب کو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ بتلایا تھا اور ان کی کتب "مفسر الہدایہ" کو جو مرزائیت شکنی میں بہترین کتب ہے۔ ذخیرہ لغویات قرار دیتے ہوئے ان سے رفع و نزول مسج علیہ السلام کے دلائل و دلائل کے مطالبہ کیا تھا



حالانکہ پیر صاحب شمس الہدایہ میں اس کے بیسیوں دلائل پیش کر چکے تھے۔ پس اگر پیر صاحب نے تفسیر نویسی کے مقابلہ سے پہلے مرزائی کج روی اور رفع و نزول مسیح علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے لئے تھوڑے سے زہنی مناظرہ کی بھی خواہش کی تو کیا بے جا کیا؟ اور پھر یہ کہ جب مرزاجی نے حضرت پیر صاحب کے مطالبہ کو شرف قبولیت نہ بخشا تو پیر صاحب نے بھی اس پر کچھ اصرار نہ فرمایا تھا بلکہ مرزا کی دس شرطوں کو ہی قبول فرما کر مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے لاہور تشریف لے آئے تھے اور پیر صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۰۰ء میں مرزا کے تمام شرائط منکور ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو جانبین کا لاہور پہنچ جانا قرار پا چکا تھا جس کے لئے مرزا کے پاس بشرط انصاف و دیانت کسی عذر خواہی اور حیلہ گری کی گنجائش نہ تھی (عصائے موسیٰ) بہر حال مرزا کی اس شاندار پسپائی نے قادیان کے خلاف فکفہ ملامت کے بہت سے بیج کس دیئے اور مرزائیوں کے لئے گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔

۲۸ اگست کے اشتہار میں تو مرزا نے لکھا تھا کہ میں نے سرحدی پٹھانوں کے خوف سے لاہور کا رخ نہیں کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد رسالہ اربعین میں یہ لکھ مارا کہ اگر پیر مرعلی شاہ صاحب منولی مناظرہ اور اپنی بیعت کی شرط پیش نہ کرتے تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۱)۔

اس کے بعد ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزائیوں شکوہ سنا ہوا کہ بلوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر اب تک پیر مرعلی شاہ کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آئے اور ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مرعلی شاہ کو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے اور مجھے گالیاں دی جاتی ہیں اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مرعلی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سہراٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سبحان دوران اور علم معارف قرآن میں لاطانی

روزگار ہیں اپنے گھر کی کسی کو ٹھہری میں چھپ گیا۔ ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت دکھانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔

(ضمیمہ اربعین ۳۳ ص ۳۲-۱۵)

بہر حال مرزا نے مقابلہ سے فرار کرنے کے متعلق اپنی طرف سے دو گونہ صفائیاں پیش کیں جو اوپر درج کی گئی ہیں لیکن عجب نہیں کہ اس کی ایک تیسری وجہ بھی ہو اور شاید وہی حقیقی وجہ ہو جو خود تقدس ماب مرزا غلام احمد نے ”ضمیمہ گولڑیہ“ (طبع سوم کے صفحہ ۳۳) میں لکھی ہے کہ ”میدان میں لکنا کسی منٹ کا کام نہیں“ یاد رہے کہ میں مرزا کو خدا نخواستہ منٹ یا شعل نہیں کہتا بلکہ ”شیر“ سمجھتا ہوں جو اپنے شکار ”پیر صاحب“ پر حملہ کرنے کے لئے ڈکارتا ہوا قادیان سے لاہور آ پہنچا تھا۔ چنانچہ خود ”شیر قادیان“ لکھتا ہے اس وقت مر علی شاہ صاحب کہیں ہے۔ جس نے گولڑہ کو بدنام کیا؟ کیا وہ مردہ ہے جو باہر نہیں نکلے گا۔ اور شیر تو ضرور نعروں مارتا ہے۔ (انجاز احمدی مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۳۹)۔

حضرت پیر صاحب کے مقابلہ میں مرزا کو جو زخم آئے ان کو دو مہینہ تک سینکتا رہا آخر جب زخم اچھے ہو گئے تو پیر صاحب سے از سر نو مقابلہ کی خواہش کا اظہار کرنے لگا اور لکھا کہ اگر کشتی دو پہلوؤں کی شب ہو جائے تو دو سری مرتبہ کرائی جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو دوبارہ کشتی کے لئے ”قادیان کے کونے میں دیر“ کھڑا ہے اور دوسرا جو جیتا ہے وہ مقابلہ پر نہیں آتا (ضمیمہ اربعین نمبر ۳۳ ص ۳۳) لیکن اگر وہ بیچارہ کسی حقیقی پہلوان ہی سے پوچھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ غالب اپنے مغلوب پہلوان سے دوبارہ کشتی نہیں لڑا کرتا اور مغلوب بھی وہ جس کا چیلنج محض نمائش ہو۔ اگر کبھی کوئی سچ بچ سلسلے آ موجود ہو تو گھر کے دروازے بند کر کے کسی کونے میں جا چھپے۔

## مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب

مرزا غلام احمد نے اپنا جو دین جاری کیا وہ مختلف ادیان و مذاہب سے ماخوذ تھا اس نے اسلام، آریہ دھرم، یہودیت، نصرانیت، باہائیت، مہدویت، بلایت اور بہائیت کے تھوڑے

تھوڑے اصول لے کر ان کو اپنا لیا اور ایک معجون مرکب تیار کر کے اس کا نام احمدت رکھ دیا ذیل میں آپ کو معلوم ہو گا کہ مسیح قادیان نے کون کون سا عقیدہ کمال کمال سے اڑایا! اس نے جو اصول و عقائد اسلام سے اخذ کئے وہ تو ہر ایک کو معلوم ہیں۔ اس لیے ان کا اندراج غیر ضروری ہے البتہ اس نے غیر اسلامی مذہب کے سامنے کشتول گدائی پھرا کر لقمے حاصل کیے ان پر مختصراً روشنی ڈالی جاتی ہے :

## یہود کی پیروی اور ہم نوائی

قادیان کے خانہ ساز مسیح نے جن مسائل میں اسلام کی صراط مستقیم کو چھوڑ کر یہود کی تقلید کی ان میں سے چند امور نمونہ درج کے جاتے ہیں۔

یہود حضرت مریم بتول (علیہا السلام) کو (محلہ اللہ) زانیہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو (خاک بدھن) ناجائز تعلقات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں مرزا نے بھی ان کی تقلید میں حضرت مریم بتول سلام اللہ علیہا کی شہن پاک میں دبی گندگی اچھلی۔ چنانچہ "ایام الصلح" میں لکھا کہ "یہود کی طرح افغانوں میں بھی رواج ہے کہ اگر ان کی لڑکیوں نکاح سے پہلے اپنے منسوب سے میل ملاقات رکھیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے مثلاً مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی شہادت دیتا ہے اور بعض پہاڑی خواتین کی لڑکیوں اپنے منسوبوں سے حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔ اس میں کچھ تنگ و عار نہیں سمجھا جاتا۔ (ترجمہ از ایام الصلح مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۶۵ حاشیہ)۔

اور "کشتی نوح" میں لکھا "مریم کی وہ شہن ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روک رکھا پھر بزرگن قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا اور تعداد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی بلوغت یہ کہ یوسف نجار کے گھر میں پہلی بیوی موجود تھی پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں

آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں (کشتی نوح صفحہ ۴۱)۔

اور "چشمہ مسیحی" میں لکھا کہ جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸)۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ خدا کے ایک برگزیدہ رسول کو غیر ظاہر قرار دینے میں مرزا نے کس طمطراق کے ساتھ یہود کی ہٹاک سنت کی تجدید کی جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں اسی طرح مرزا نے بھی انکار کیا چنانچہ لکھا کہ عیسائیوں نے آپ کے بت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷۶)۔

جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح قادیانی نے بھی دیں چنانچہ لکھا کہ ہم ایسے ہٹاک خیال اور شکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷۹)۔

مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دیں۔ ان کو مرزا کی کتابوں ضمیمہ انجام آتھم اور "دافع البلاء" میں دیکھئے۔ خدا کے برگزیدہ رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی روشنی میں مرزا کی شدت انہماک کا یہ عالم تھا کہ اس نے آپ کو خاص وہ گالیاں دینے کے لئے جو تیرہ بخت یہود دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں منگوا کر ترجمہ کرائیں۔ (دیکھو مکتوبات احمدیہ ۵ حصہ اول صفحہ ۵)۔

جس طرح یہود توریت میں تحریف کرتے رہتے تھے چنانچہ ارشاد ربانی (کلام الہی میں تحریف و تبدیل کرتے تھے) اس پر گواہ ہے اسی طرح مرزا نے قرآن اک اور احادیث نبویہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں مرزا غلام احمد کی تحریفات کے نمونے آئندہ صفحات پر حوالہ قلم ہوں گے حکیم نور الدین کی تحریفات کا نمونہ ملاحظہ ہو۔



۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء کو سورہ صف کے درس میں کسی سامع نے حکیم نور الدین سے درخواست کی کہ اس آیت کی تشریح فرمادیجئے۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوں گے جن کا اسم گرامی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا لیکن جب آپ معجزات ظاہرہ کے ساتھ تشریف لے آئے تو کفار کہنے لگے کہ یہ تو صریح جلدو ہے حکیم نور الدین نے سائل سے کہا کہ تم بڑے ٹھان ہو سنو جس احمد کی بشارت اس آیت میں دی گئی ہے وہ مثیل مسیح (مرزا غلام احمد) ہے اس کے بعد کہا میں اپنی ذوقی باتیں بہت کم بیان کیا کرتا ہوں تم تو صرف احمد کے متعلق تشریح چاہتے ہو یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اس کے آگے دین کا لفظ بھی ہے اور اس نور کو نہ ماننے کے متعلق بھی یہ وعید فرمائی ہے۔ (صفحہ ۳۳) حکیم نور الدین کا نور اور دین کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا۔

ان تحرفات سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مرزائی بد نصیبوں نے یہود کی مانند کس طرح کلام الہی احادیث رسول اور آثار سلف کو اپنی نفسانی خواہشوں کا آلہ کار بنا رکھا ہے۔

## نصارئی کے مشرکانہ عقیدوں پر پیر مرزا قادیانی کا ایمان

مسلمانوں کا مسئلہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

(نہ یہود نے مسیح کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو اٹھایا ہو گیا اس کے خلاف نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ یہود نے آنحضرت کو صلیب پر چڑھایا اور لطف یہ ہے کہ بلوچو اذعائے صلیب شکنی مرزا بھی اس مسئلہ میں نصاریٰ ہی کا پیرو تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ حضرت مسیح ہمز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح ۱۸)۔

جب مرزا نے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے عقیدہ میں الی صلیب کی ہم



نوائی اختیار کی تو لاہور کے مسیحی رسالہ جلی نے لکھا کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو اپنے سنہری جل میں پھنس کر ہمیشہ خانہ دوستوں بروب و رد و دشمنی مکوب کے اصول پر کاربند رہے ہیں عیسائیوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا ہے کہ انہوں نے مسیح کے مصلوب ہونے کو قرآن سے ثابت کر دکھایا پس عیسائیوں پر جو نجات کے لئے مسیح کی صلیب کو ضروری خیال کرتے ہیں واجب ہے کہ مرزا جی کی اس صلیبی خدمت پر ان کے مرہون احسن ہوں کیونکہ مرزا صاحب حقیقی معنی میں صلیب کے زبردست حامی تھے اور انہوں نے عیسائیوں کے خلاف جو کچھ لکھا وہ محض دہریوں کے خیالات کو اپنی طرف سے پیش کر دیا تھا۔

جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح بن مریم علیہا السلام کے ابن اللہ ہونے کے قائل ہیں اسی طرح مرزا بھی (معاذ اللہ) اپنے تئیں خدائے برتر کی اولاد بتایا کرتا تھا چنانچہ اس کے الہام ملاحظہ فرمائیں۔

”تو بنزلہ میری اولاد کے ہے۔“ الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء

”تو میرے بیٹے کی جگہ ہے“ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶۔

(اے میرے بیٹے سن!! المبشری جلد او صفحہ ۳۹۔ ان الہاموں میں مرزا نے ظاہر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے بیٹا کہہ کر مخاطب کیا اور الہام۔

”تو میرے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور دوسرے گندی مٹی سے بنے ہیں“ اربعین نمبر ۳ میں مرزا نے اپنے آپ کو معاذ اللہ نطفہ خدا بتایا ہے۔ ان کے علاوہ لکھتا ہے کہ مسیح کا اور میرا مقام ایسا ہے جسے استعارہ کے طور پر انیت سے علاقہ ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۲) حالانکہ ولد اور ابن وغیرہ وہ الفاظ ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں شرک قرار دیا ہے اور ان کی پروردگاہ مت فرمائی ہے مرزا نے اسلام کی پاک توحید کے مقابلہ میں نصاریٰ کی تہلیل میں اپنی ایک پاک تثلیث بھی پیش کی تھی چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ ان دو محبتوں کے کل سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نور اللہ کا حکم رکھتی ہے اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے

اس کا ہم تثلیث ہے اس لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔ (ازالہ اوہام)۔

## آریوں سے مرزا کی ہم آہنگی

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے آریہ دھرم کا صرف ایک اصول اپنے پتھ میں داخل کیا مگر اس لحاظ سے کہ وہی ایک عقیدہ جس کے لئے مرزائیت آریہ دھرم کی ممنون احسن ہے۔ آریہ مت کی بن اور اس کا بنیادی اصول ہے۔ اس لیے اس کو بنزلہ کثیر کے سمجھنا چاہئے قدیم وہ ہے جو انہی ہو یعنی اس کی کوئی ابتداء نہ ہو ہمارا عقیدہ ہے کہ خالق کون و مکمل عراسہ کے سوا کوئی چیز قدیم نہیں آریہ لوگ خالق کردگار کی طرح روح اور مادہ کو بھی قدیم اور انہی مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلسلہ کائنات قدیم بانوع ہے اور خالق کے ساتھ مخلوق کا بھی کوئی نہ کوئی سلسلہ انہی سے برابر چلا آ رہا ہے مرزا بھی اسی عقیدہ کا پیرو تھا چنانچہ ”چشمہ معرفت“ میں لکھتا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں رہتیں اس لیے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدم سے موجود چلی آتی ہے۔ مگر محض قدامت باطل ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۶۸)۔

ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ الحاد میں فلاسفہ سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ صرف آسمان کو قدیم بانوع خیال کرتے تھے لیکن مرزا نے آریوں کی طرح اس کی تقسیم کر کے تمام مخلوقات کو قدیم بانوع بتا دیا ڈاکٹر گرس دولڈ نے مرزائی جماعت اور آریہ سلج میں ایک عجیب مشابہت و مطابقت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آریہ اور مرزائی دونوں فرقے پنجابی ہیں مرزائی تو صوبہ پنجاب ہی کے باشندے ہیں اور آریہ سلج گو ابتداء بمبئی میں قائم ہوئی تھی تاہم یہ بھی ایک طرح سے پنجابی جماعت ہے کیونکہ اس کا زیادہ تر شور پنجاب ہی میں پایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ فرقے علیگڑھ والوں (نیچروں) اور برہمنو سلج والوں سے متغولت ہیں کیونکہ ان کی پیدائش اور نشوونمو کا مقام علی الترتیب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

اور بنگل ہے جس طرح اسلام سے علی گڑھ والے (نچری) اور مرزائی نکلے اسی طرح ہندو دھرم سے بھی دو نئے فرقے یعنی آریہ سماج اور برہمن سماج پیدا ہوئے جس طرح نچری آزاد خیال ہیں اور قادیانی محافظہ دین ہونے کے مدعی ہیں۔ اسی طرح ہندو میں سے برہمن سماج کا رویہ آزادانہ ہے اور آریہ سماج دھارمک کتابوں کی حامی و محافظ ہونے کی مدعی ہے (مرزا غلام احمد صفحہ ۳۴-۳۵)۔

مرزائیت نے جنم لے کر اسلام کو قائمہ پہنچایا یا آریہ دھرم کو اس کا فیصلہ خود ایک آریہ اخبار کے بیان سے ہو سکتا ہے۔ آریہ دیر نے اپنی ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں لکھا کہ اسلامی عقائد متزلزل کرنے میں احمدیت نے آریہ سماج کو ایسی امداد دی ہے کہ جو کلام آریہ سماج صدیوں میں انجام دینے کے قتل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدوجہد نے برسوں میں کر دکھایا ہے۔ بہر حال آریہ سماج کو مرزا صاحب اور ان کے مرید مرزائیوں کا مشکور ہونا چاہئے (قادیانی ہدیان صفحہ ۳۸)۔

## مرزا مشبہ فلاسفہ اور اہل نجوم کے نقش قدم پر

سچ قادیان نے اپنی عمر کا ایک حصہ علوم نظری کی تو نذر کیا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ میں نے گل علی شاہ پٹاوی سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم حاصل کیے (کتاب البریہ صفحہ ۵۵) لیکن دینی تعلیم کسی سے حاصل نہ کی (اربعین نمبر ۲ ص ۱۰۰) اگر منطق اور حکمت کے ساتھ دینی علوم کی بھی تحصیل کی ہوتی تو بڑی امید تھی کہ الحلو و زندقہ کی دلیویوں میں سرگرداں ہونے کے بجائے اسے فلاح و ہدایت کا راستہ مل جاتا۔

اے کہ خواندی حکمت یونانی حکمت ایلمتیاں راہم بخوان  
دینی تعلیم سے بے بہرہ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ جس غیر اسلامی مذہب کا جو عقیدہ بھی من کو بھلایا اسی پر رجمہ کیا اور اس کی پروانہ کی کہ غیر اسلامی عقائد کا شغف اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دے گا آپ نے پڑھا کہ اس نے کس طرح

یہود و نصاریٰ اور آریوں کے عقیدے اختیار کر لئے لیکن یہ معاملہ ابھی ہمیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آگے چل کر آپ کو یہ حقیقت اور بھی زیادہ عیاں نظر آئے گی کہ اس کے دل و دماغ کو کہیں قرار نہ تھا اس کے قوائے ذہنی باطل قوتوں کے سامنے اسی طرح بے بس تھے جس طرح مردہ غسل کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کے متعلق اس نے مجسمہ سے بھی کہیں بے ہودہ اور مضحکہ خیز عقیدہ اختیار کر لیا تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

قیوم العلمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں نام عالم ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۳۵ اور انوار الاسلام صفحہ ۳۳)۔

توضیح مرام کے صفحہ ۳۰ پر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاسفہ کی طرح ملائکہ کا بھی منکر تھا اس کا عقیدہ تھا کہ جبرئیل کا تعلق آفتاب سے ہے وہ بذات خود اور حقیقی معنی میں زمین پر نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کے نزل سے جو شرع میں وارد ہے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جبرئیل اور دوسرے ملائکہ کی جو شکل و صورت انبیاء علیہم السلام دیکھتے تھے وہ محض جبریل وغیرہ کی عکس تصویر تھی۔ ملک الموت بذات خود زمین پر آکر قبض ارواح نہیں کرتا بلکہ اس کی تاثیر سے روحم قبض ہوتی ہیں ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں۔ وہ سیاروں کے لیے جہاں کا حکم رکھتے ہیں۔ اس لئے نہ تو کبھی ان سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ذرہ بھر آگے پیچھے حرکت کر سکتے ہیں اس کے خلاف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آفتاب، مہتاب، ستارے، مہلاک اور طہلئع خالق ارض و سماء کے مطیع فرمان ہیں ان میں بذاتہ کوئی فعل و تاثیر موجود نہیں ہے لیکن طبیعیوں اور اہل نجوم کا خیال ہے کہ توسیع سیارہ میں سے ہر ایک سیارہ مستقل بلذات ہے تمام موجودات میں انہی کی حرکت موثر ہے وہی نفع و ضرر پہنچاتی ہے وہی انسانی زندگی اور انسانی تہذیب و تمدن پر اثر



انداز ہے۔ جیندہی عقیدہ مرزا غلام احمد کا تھا چنانچہ لکھتا ہے:

ستاروں میں تاثیرات ہیں اور اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جلتل نہیں جو ستاروں کی تاثیرات کا شکر ہے۔ یہ لوگ جو سرپا جہات میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں جیسا کہ حکمائے حقدمین نے لکھا ہے (تحفہ گولڑیہ ص ۱۸۳ حاشیہ)۔

امام محمد غزالی اس مشرکانہ خیال کی تردید میں لکھتے ہیں کہ فلاسفہ اور ان کے پیروؤں کی مثل اس چوٹی کی سی ہے جو کھنڈ پر چل رہی ہو اور دیکھے کہ کھنڈ سیاہ ہو رہا ہے اور نقش بننے جاتے ہیں وہ نگاہ اٹھا کر سر قلم کو دیکھے اور خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس فعل کی حقیقت معلوم کر لی کہ یہ نقوش قلم کر رہا ہے۔ یہ مثل طبعی کی ہے جو آخری درجہ کے محرک کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔

پھر ایک اور چوٹی جس کی بصارت و نگاہ پہلی سے زیادہ تیز ہو۔ اس کے پاس آ کر کہے کہ تجھے غلط فہمی ہوئی۔ میں تو اس قلم کو کسی کا مسخر دیکھتی ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ اس قلم کے سوا کوئی اور چیز ہے جو نقاشی کر رہی ہے۔ یہ جتنا کر دوسری چوٹی نہایت خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس کام کا راز پالیا کہ ہاتھ نقاشی کرتے ہیں نہ کہ قلم کیوں کہ قلم تو ہاتھ کا مسخر ہے یہ مثل نجومی کی ہے کہ اس کی نظر طبعی سے کسی قدر آگے تک پہنچی اور دیکھا کہ یہ طبائع ستاروں کے تابع فرمان ہیں۔ لیکن وہ ان درجوں پر جو اس سے اوپر ہیں نہ پہنچ سکا۔

پھر ایک تیسری چوٹی جو قریب ہی موجود ہو۔ ان کی گفتگو سن کر پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں غلطی پر ہو۔ ذرا نظر اٹھا کر اوپر کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ قلم اور ہاتھ کو حرکت دینے والی کوئی اور ہی ہستی موجود ہے کہ ہاتھ اور قلم جس کے ارادہ سے حرکت کر رہے ہیں۔ ان کی نظر محسوسات و ممکنات تک محدود نہیں بلکہ وہ سب سے وراء الوراء اور بزرگ ترین ہستی کو ایجلا و نکوین کا باعث یقین کرتے ہیں کہ آفتاب، ماہتاب اور



ستارے اس کے حکم پر چل رہے ہیں ”سورج‘ چاند‘ ستارے اسی کے حکم کے موافق کام پر لگے ہیں۔“

## مرزا کی باطنی فرقہ سے نسبت تلمذ

### اور قرآن و حدیث میں تحریفات

علماء نے لکھا ہے کہ تویل اس وقت جائز ہے جب کہ ظاہری معنی کے محل ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو۔ تویل کے متعلق قول فیصل یہ ہے کہ جس تویل کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحت نہیں کی۔ اس کی ایجاد و ابداع سے احتراز کیا جائے۔ ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کا مطلب صاف ظاہر ہو۔ اور نص وہ ہے جو کسی کلام کی حقیقی غرض و غنیمت ہو۔ بلکہ بعض لوگ تو ہر کلام صریح و ظاہر کو بھی نص ہی کہتے ہیں اور ظاہر اور نص دونوں کی مثل آیت ”واحل اللہ البیع و حرم الربوا حق تعالیٰ نے بیع کو تو حلال کیا اور سود کو حرام ٹھہرایا“ یہ آیت بیع کی حلت اور سود کی حرمت پر بطور ظاہر کے ولالت کرتی ہے۔

مشرکین عرب کہتے تھے کہ بیع اور سود میں کچھ فرق نہیں۔ یہ آیت اس بات پر نص بھی ہے۔ کیونکہ بیع اور ربا میں حق تعالیٰ کو جو فرق بتانا مقصود تھا اس پر ولالت کرتی ہے۔ تمام علمائے اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں اور بغیر کسی انتہائی مجبوری کے ان کی تویل جائز نہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اصول و بارہا تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام نصوص حدیث اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کیے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے جب تک کہ کوئی قرنیہ صارقہ پیدا نہ ہو۔ اور بغیر قرینہ تو یہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کیے جائیں۔ (تحفہ کوثریہ صف ۳۲) اسی طرح لکھا کہ :

یہ معنی نصوص صریحہ میں قرآن میں سے ٹھہر گئے۔ جن سے انحراف کرنا الحاد ہوگا

کیونکہ مسلم ہے کہ نصوص کو ان کے ظواہر پر ہی معمول کیا جاتا (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)  
 فرض آید و روایت کے ظاہر الفاظ سے جو مطلب سمجھ میں آتا ہے وہی معنی مراد  
 ہوتے ہیں اور ظاہری معنی سے اعراض کرنا فرقہ باطنیہ اور ان کے ہم مشرب علیحدہ کا معمول  
 ہے لیکن مرزا غلام احمد نور اس کے چیلوں کی یہ حالت ہے کہ زبان سے تو یہی کہے جاتے  
 ہیں کہ نصوص ظاہر پر معمول ہیں "لیکن عمل باطنیوں کے بھی کھن کھنٹے ہیں۔ باطنی فرقہ کی  
 تاویلیں آپ عبد اللہ بن میمون ابوازی کے تذکرہ (باب ۱۷) میں پڑھ چکے ہیں۔ گو مرزا  
 غلام احمد فن تاویل کاری میں باطنیوں ہی کا شاگرد رشید تھ۔ لیکن مرزائی تحریفات کو دیکھ کر  
 جو نیچے درج کی جاتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ شاگرد استاد سے بھی بڑھ گیا ہے :

مرزائی معنی و مفہوم

قرآن و حدیث کی آیت و روایت یا ان کے الفاظ و مفہوم جن پر اجماع امت ہے

دجل

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

دجل کاٹا ہو گا۔

دجل زنجیروں میں جکڑا ہے۔

دجل کیساتھ اس کی جنت و دوزخ ہو گی۔

دجل مشرق کی طرف سے خروج کرے گا۔

باقبل قومیں (ازالہ ابہام ص ۶۳)

شیطان (ایام الصلح ص ۶)

وہ فرقہ جو کلام الہی میں تحریف کرتا ہے

(تحفہ گولڑیہ ص ۳۸)

شیطان کا اسم اعظم (تحفہ گولڑیہ ص

۱۷۰)

سونا (تفسیر سورہ جمعہ از حکیم نور الدین

ص ۵۷)

تجارتی کمپنیاں ایضاً

نسور پورٹ (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۸ء

عیسائی اقوام) (تحریک احمدیت ص ۳۱)

پوریوں میں دینی عقل نہیں (ازالہ ص

۲۰۸)

حمد رسالت میں پوریوں کو موانع پیش

تھے (ازالہ ص ۲۰۶)

عیسائی قوم نے تنعم کے اسباب مہیا

کر لیے ہیں (ازالہ ص ۲۹۶)

پوری ملک ہند میں ظاہر ہوئے۔ (ازالہ

ص ۲۹۷)

عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)۔

مرزا غلام احمد قادیانی (کشتی نوح ص  
(۳۷)

حضرت مریم بنت عمران (علیہا السلام)۔  
حضرت مسیح دجال کو قتل کریں گے۔

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ (ایضاً)  
مرزا کے زمانے میں دجالی بدعات دور ہو  
جائیں گی۔ (ایام السّلم ص ۶۱)  
ریل گاڑی (ازالہ ص ۶۳)

دجال کا گدھ۔

مسیح علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی  
مینار پر نازل ہوں گے۔

مرزا کی سکونتی جگہ قادیان کے مشرقی  
کنارہ پر ہے (ازالہ ص ۳۳)  
مرزا کی صحت اچھی نہیں (ازالہ ص  
(۳۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو زرد  
چادریں پہن رکھی ہوں گی۔

مرزا دو بیماریوں میں مبتلا ہے۔

(تذکرۃ الشلو تین ص ۴۴)

حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو مہبود کر  
دیں گے۔

مرزا نے بے حیا لوگوں پر دلائل قاطعہ کا  
ہتھیار چلایا۔ (ازالہ ص ۱۸۶)  
مرزا کی سچائی کے اتنے دلائل جمع ہوئے  
کہ گویا وہ آسمان ہی سے اترا ہے۔  
(تذکرۃ الشلو تین ص ۳۷)

مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں  
گے۔

مرزا کی بعثت پر صلیبی مذہب رو بہ زوال  
ہوا۔ (ایام السّلم ص ۵۲)

عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں  
گے۔

مرزا کلاتھ دو باطنی موکلوں کے سارے  
پر ہے۔ (ازالہ ص ۲۸۳)

عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ دو فرشتوں کے  
پروں پر ہوں گے۔

مرزا کے ظہور کے ساتھ ملائک کے  
تصرفات شروع ہو گئے (ایام السّلم ص ۵۳)



مرزا محمود احمد کے دوست تھی (الفضل ۲۵  
نومبر ۱۹۴۳)

مرزا کو حکم ہوا کہ مرزائیوں کو ساتھ لے  
کر پادریوں سے مقابلہ کرو (چشمہ معرفت  
ص ۱۸)

دل کی سچائی کی طرف مائل ہو جائیں  
گے۔ (توضیح مرام ص ۸)

مرزا کو رسول اللہ کا روحانی قرب نصیب  
ہوا (مقیات الوحی ص ۳۳)

لیکھ رام مرزا کی بددعا سے ہلاک ہوا۔  
(ایضاً)

عیسیٰ اسرائیلیوں کا آخری نبی تھا۔  
(ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۶)

مرزا کے خلاف مرزا کے قتل پر قادر نہ  
ہوں گے (ضمیمہ تحفہ گولڑیہ ص ۲۵)

اے مرزا! میں واضح دلائل سے تیرا  
مقرب ہونا ثابت کروں گا (ضمیمہ تحفہ  
گولڑیہ ص ۲۵)

مرزائی دوسرے لوگوں پر غالب رہیں  
گے۔

مخالف کی کسی بات میں مرزا کا مقابلہ  
نہیں کر سکتے (ازالہ ص ۲۸۳)

عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے  
پیروؤں کو کوہ طور پر لے جائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کا حکم  
منسوخ کر دیں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ختم المرسلین کے  
مقبرے میں دفن ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو مہود کر  
دیں گے۔

انہ لعلم للساعة (عیسیٰ علیہ السلام قیامت  
کی علامت ہیں۔)

بعیسیٰ انی متوفیک (اے عیسیٰ  
میں آپ کو اٹھانے والا ہوں۔)

اے عیسیٰ میں آپ کو اپنی طرف اٹھاؤں  
گا۔

میں آپ کے پیروؤں کو آپ کے  
مکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

مسیح علیہ السلام کے دم سے کافر مریں  
گے۔

مرزا نے لوگوں کی غلطیوں کا ہر کڑی  
ہیں۔ (ازالہ ص ۲۸۵)

تقریباً (ازالہ ص ۳۰)

مرزا محدث و فتح دال ہے  
ان کلمہ جہ بلند کر دیا۔

تم (امت محمدیہ) میں سے ہوں گے۔

مرزا امت محمدیہ میں پیدا ہوا۔ توفیق مرام  
(ص ۷)

مرزائی کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنی  
جائز نہیں (اربعین نمبر ۳ ص ۳۳)

مرزا میل مصطفیٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)

مرزا میل مصطفیٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)

مرزا کی پیشانی میں نور صدق رکھا گیا۔  
کتب البریہ ص ۳۶۷

مرزا اپنی کبریائی کے استغناء سے بلند  
مزا جی دکھائے گا۔ (ایضاً)

تمام فرقوں میں سے صرف مرزائی فرقہ  
نجات پائے گا۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۸)

میں علیہ السلام حاکم علل کی حیثیت  
سے نازل ہوں گے۔

دشمن

میں علیہ السلام نبی ہوں گے۔

خدا نے مسیح علیہ السلام کو آسمان کی  
طرف اٹھالیا۔

مسیح علیہ السلام کے نزول کے وقت  
تمہارے امام (حضرت مہدی علیہ السلام)

" "

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی کا نام  
میرے نام سے اور ان کے والد کا نام  
میرے والد کے نام سے ملے ہو گا۔

مہدی علیہ السلام روشن پیشانی ہوں  
گے۔

مہدی علیہ السلام بلند نبی ہوں گے۔

واتخذوا من مقام ابراہیم  
مصلیٰ۔ (مقام ابراہیم کی جگہ نماز پڑھا  
کر)۔

مرزا کے زمانہ میں اسلام بدر کابل ہو  
گیل (خطبہ الہامیہ ص ۷۳)

خدا نے مرزا کو ظاہر کر کے مومنوں کی  
مدد کی (اعجاز المسیح ص ۷۳)

مرزا نے اپنی پرہیز آواز لوگوں تک  
پہنچائی۔ (چشمہ معرفت ص ۸۰)

یہ طریق عمل الترب (یعنی مسمریزم)  
کاشعہ تھا (ازالہ ص ۳۰۵)

جس میں اشتعل کلام زیادہ۔

لقد نصرکم اللہ ببدر۔ خدا نے  
تمہیں بدر کے میدان میں فتح دی۔

ونفخ فی الصور فجمعناہم  
جمعا (صور پھونکا جائے گا اور ہم سب  
کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے)۔

واذ قتلتم نفسا فادخلتہم فیہا )  
جب تم میں سے کسی نے ایک آدمی  
کافون کر دیا پھر ایک دوسرے کے ذمے  
لگائے گئے۔

ابولب " " "

" " "

" " "

(نقاریہ کج موعود ص ۵)

مولوی نظیر حسین دہلوی (مواہب

الرحمن ص ۳۷)

مولوی محمد حسین دہلوی (ضیاء الحق ص

۳۳)

نخن چین عورت (نقاریہ کج موعود ص

۵)

لوگ توبہ نہیں کریں گے (ازالہ ص

۲۱۵)

حمالت العطب (کڑیاں اٹھانے  
والی عورت۔

قرب قیامت کو توبہ کلور دازہ بند ہو  
جائے گا

قرب قیامت کو آفتاب مغرب سے  
طلوع ہوگا

اہل یورپ و امریکہ کو اسلام سے حصہ  
ملے گا (ازالہ ص ۱۴)

مرزائی تبلیغ مرزائیت کے لئے یورپ  
میں (افضل ۲۹ جولائی ۱۹۴۳)

آپ کی پیروی کلمات نبوت بخشی ہے (حقیقت الوحی ص ۹۷)

مرزا کے زمانے میں دینی برکت کے چشے  
پھوٹ نکلے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۵)

انگریز اور روس (ازالہ ص ۲۰۹)

انگریز اور روس (ازالہ ص ۲۰۹)

علمائے اسلام (ازالہ ص ۲۰۹)

طاعون کا کیرا (نزول المسیح ص ۴۰)

ریل گاڑی (مس بازہ ص ۴۱)

قطہ عظیم (ازالہ ص ۲۳۳)

مرزا کے زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں پر  
قرآن خوانی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ (ازالہ)

مرزا غلام احمد (ازالہ ص ۳۰)

مرزا اسلام کی عزت قائم کرنے کے لیے  
کھڑا ہوا۔ (ازالہ ص ۴۴)

مرزا کے وقت میں روحانی مردے زندہ  
ہوئے گئے (ازالہ ص ۶۰)

اہل ارض میں ایک تغیر عظیم آئے گا  
شکوۃ القرآن ص ۱۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم  
النبیین ہیں۔

انا اعطیناک الکوثر اے نبی ہم  
نے آپ کو حوض کوثر دیا

یا جوج ماجوج

”

دابتہ الارض (زمن کا جانور)

دخان (دھواں)

قیامت کو قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا

حارث

حارث آل محمد کو تعویذ دے گا

اذا زلزلت الارض زلزالہا الخ (جب زمین کو زلزلہ کا سخت جھٹکا آئے گا)

زمین اپنے بوجھ باہر نکل چکے گی۔  
(ایضاً)

مکہ اقصیٰ  
تکویاں کی مرزائی مسجد (تبلیغ رسالت)  
جلد ۹ ص ۴۰

آپ کو حضرت آدم اور حضرت ظیل  
کے کلمات حاصل ہوئے (ایضاً ص ۴۲)  
آپ کی ذات میں تمام اسرائیلی انبیاء کے  
کلمات موجود تھے۔ (ایضاً)

آنحضرت ﷺ کی کشفی نظر مرزا  
کے زمانہ تک پہنچ گئی۔ (ایضاً)  
آپ صفت الہیہ کے منظر ہیں۔ (ایضاً)

آں حضرت نے قلب قوسین کا مرجع  
پایا۔ (تبلیغ رسالت)  
دشمن کا بیمار۔

مکہ کلور ظاہر ہونے کی جگہ۔ (ایضاً ص  
۴۳)

کوئی مصلح پیدا ہو گا شلوۃ القرآن ص  
۴۳

تاریکی کا رنگ (ایضاً ص ۱۸)

آں حضرت کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی  
گئی۔

آں حضرت کا قدم مسجد اقصیٰ تک گیا۔

آں حضرت نے قلب قوسین کا مرجع  
پایا۔ (تبلیغ رسالت)

دشمن کا بیمار۔

قیامت کو صورت چھوٹا جائے گا

یلتہ القدر۔



ابجولات و ثنوں زمین سے نکلے جائیں  
گے۔ (ایضاً ص ۲۳)

واذا الارض مدت والقت مافیهما  
وتخلت جب زمین کی وسعت بڑھ  
جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر  
اگل کر خالی ہو جائے گی۔

مرزا کے زمانہ میں ریل جاری ہو گئی۔  
(ایضاً ص ۲۳)

واذا العشار عطلت (جب قریب  
الوضع گا بھن اونٹنیوں کا بھی کوئی پر سن  
حال نہ ہو گا۔

مرزا کے وقت میں مطالع اور ڈاکانے  
جاری ہوئے۔ (ایضاً)

واذا الصحف نشرت (جب حساب  
کتاب کے لیے دفتر اہل کھولے جائیں  
گے۔

جب علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔  
(ایضاً)

واذا النجوم کدرت (جب تارے  
گدلے ہو جائیں گے)۔

جب علمائے ربانی فوت ہو جائیں گے۔  
(ایضاً)

واذا الکواکب انتشرت (جب تارے  
بھڑ جائیں گے)۔

مرزا کے زمانے میں بلا بعیدہ کے بنی آدم  
کے دو ستارہ تعلقات بڑھ گئے (ایضاً)

واذا النفوس زوجت (جب قیامت  
کو) ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے  
جائیں گے۔

وحشی قوموں نے تنزیب کی طرف  
رجوع کیا (ایضاً ص ۲۳)

واذا الوحوش حشرت (جب وحشی  
جانور گھبرا کر جمع ہو جائیں گے۔

نہیں جاری ہونے سے زراعت کی  
کثرت ہوئی۔

ایضا

پہاڑوں میں آدمیوں اور ریل کے چلنے  
کی لئے سڑکیں بن گئی ہیں۔ (ایضا)

دنیا پر جمالت اور معصیت کی قلت  
طاری ہوئی (ایضا)

جب مرزا ظاہر ہوا (ایضا)

جب مرزا بھیجا گیا (ایضا ص ۲۴)

مولوی نظیر حسین دہلوی (نزول المسح

ص ۱۵۲)

مولوی نظیر حسین دہلوی نے مرزا کی تکفیر  
کا فتویٰ تیار کیا۔

(ایضا ص ۲۷)

مرزا کا صحابی اسی برس کے غیر صحابی سے  
بہتر ہے (فتح اسلام ص ۲۷)

علمائے اسلام (ضیاء الحق ص ۳۳)

مسلمانوں میں سے یہودی کہلانے والوں  
نے مرزا کی تکذیب کی (تذکرۃ الشلوتمین

ص ۱۴)

مرزا غلام احمد قادیانی

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۱)

واذا البحار سجرت (جب زمین شق  
ہو جانے کے بعد سب شیریں اور شور  
سمندر باہم مل کر ایک ہو جائیں گے۔

واذا الجبال سیرت (جب پہاڑ اپنی  
جگہ سے نل جائیں گے)۔

اذا الشمس کورت (جب آفتاب  
بے نور ہو جائے گا)۔

اذا السماء انفطرت (جب آسمان  
پھٹ جائے گا)۔

واذا الرسل اختلفت (جب تمام رسول  
جمع کیے جائیں گے)۔

ہلن

یا هامان ابن لی صرحا (فرعون  
نے کہا اے ہلن میرے لیے ایک بلند  
عمارت بنوا۔

لیلة القدر خیر من الف شهر (لیلة  
القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

یہود

غیر المغضوب علیہم (ان لوگوں  
کا راستہ نہ دکھانا جن پر تیرا غضب نازل

ہوا)۔

بیت اللہ۔

اس امت کو دجال (پادریوں) سے مقابلہ  
پڑے گا (تحفہ گولڑیہ ص ۳۵)

یہ عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک تجربہ  
تھا (ازالہ ص ۳۰۶)

مرزا کو پہلے مریم کا رتبہ ملا پھر عیسیٰ کی  
روح پھونکی گئی۔ تب مریم سے عیسیٰ  
نکل آیا۔ (تعلیم الہدی ص ۲۰)

مرزا کو روحانی نیابت عطا ہوئی (براہین  
احمد ص ۳۹۳-۳۹۴)

مرزا کو آدم سے لے کر آخر تک تمام  
انبیاء نام دیئے گئے۔ تاکہ وعدہ رجعت  
پورا ہو (نزول المسیح ص ۵)

ملانکہ کو حکم ہے کہ جب کوئی انسان  
بقابلہ کا درجہ حاصل کرے تو اس پر  
آسمانی انوار کے ساتھ اتر آکر۔ اور اس  
پر صلوة بھیجا کر۔ (توضیح مرام ص ۲۴)

کنتم خیر لمة اخرجت للناس)  
تم تمام امتوں سے بہترن امت ہو جو  
آج تک لوگوں کے لئے ظاہر ہوئیں۔  
ابراہیم علیہ السلام کے بلانے  
پر چار پرندوں کے اجزاء جمع ہو کر ان کے  
پاس آ گئے۔

اے نبی! آپ ازدواج (طاہرات) کی  
خوشنودی خاطر کے لیے ایسی چیز کو کیوں  
حرام قرار دیتے ہیں جو اللہ نے آپ پر  
حلال کر رکھی ہے؟

انسی جاعل فی الارض خلیفة)  
میں زمین میں اپنا ایک نائب مقرر کروں  
(کا۔)

حتی اذا فنحت یا جوج و ما جوج  
وہم من کل حدب ینسلون )  
یہاں تک کہ جب یا جوج و ما جوج کھول  
دیئے جائیں گے تو وہ ہر ہندی کی طرف  
سے (موروخ کی طرح اٹھ آئیں گے)

حق تعالیٰ نے ملانکہ سے فرمایا کہ  
میں مٹی کا ایک بشر بنانے والا ہوں۔ سو  
جب اسے پیدا کر کے اس میں روح  
پھونک دوں تو اس کی طرف سر بسجود ہو  
جائے۔

وبالآخرة هم يوقنون (اور قیامت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں)۔

حتی اذا بلغ مغرب الشمس (جب ذوالقرنین آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہیں احمد نام ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ (سورہ صف)

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (الٹی ہمیں یہود و نصاریٰ کا راستہ نہ دکھائے۔

وله الحمد فی الاولی والاخرة (اول و آخر میں خدا ہی کے لئے حمد ہے)۔

یوم الدین (قیامت کلون)۔  
ایک نعبہ و ایک نستعین (الٹی ہم تیری ہی عیادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں)۔  
شیطان رحیم۔

اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔ (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۱۳۸)  
جب خلیفہ ثانی محمود احمد نے یورپ کا سفر کیا۔ (الفضل ۶ اگست ۱۹۲۳ء)

یہ چشمن گوئی مرزا غلام احمد کے حق میں ہے (ازالہ ۲۷۵)

خدا نے مرزا کی مخالفوں کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھ دیا ہے۔ (نزدل المسیح ص ۴)

پہلی حمد سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری سے مراد مرزا غلام احمد۔ (اعجاز المسیح ص ۲۳۲)

مرزا غلام احمد (اعجاز المسیح ص ۱۳۳)  
خداوند! مجھے احمد بنا دے۔ (اعجاز المسیح ص ۱۲۳)

وہل لعین (اعجاز المسیح ص ۸۳)

رجل قارس

کرم

مسح علیہ السلام نے بچن اللہ مردے  
زندہ کیے۔

مسح علیہ السلام کی مٹی کی چڑیاں۔

مسح علیہ السلام اندھوں اور جذامیوں  
اور برص کے مریضوں کو بچان اللہ اچھے  
کرتے تھے۔

جملونی سبیل اللہ۔

امیر ایم علیہ السلام پر آگ سر ہو گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی

قادیان (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸)

یہ عمل مسمریزم اور شعبدہ بازی کی قسم  
سے قلعہ (ازالہ ص ۳۸)

وہ امی و نادان لوگ جن کو حضرت عیسیٰ  
نے اپنا رفیق بنایا (ازالہ ص ۳۸)

یہ مریض تملاب میں غوطہ لگا کر اچھے  
ہوتے تھے۔ (ازالہ ادہام ص ۲۰۲)

تریاقی ہوا کی زہریلی ہوا سے روحانی جنگ  
(ایام السطوح ص ۶۱)

جنگ اور عدوت کی آگ دھیمی ہو گئی۔

(سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۳۲)

مرزا غلام احمد کا خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے  
ساتھیوں کے ساتھ لندن میں وارد ہوا۔  
(الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

مرزا معارف قرآنی کا مالک ہو گا (خس)  
بازخ مولفہ محمد احسن امروہی ص ۹۳

مرزا غلام احمد نے چالیس سال کی عمر میں  
مجددیت کا دعویٰ کیا (ایضاً ص ۹۶)

وہیہط نبی اللہ عیسیٰ واصحابی  
الی الارض (اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ  
السلام اور ان کے پیرو کوہ طور سے زمین  
پر اتریں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے سر سے قطرے  
پکٹتے ہوں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک دنیا  
میں قیام فرمائیں گے۔



## مرزائی تحریفات

## مسلمانوں کا عقیدہ

جن لوگوں نے مرزا کی نماز جنازہ نہیں  
پڑھی وہ مسلمان نہیں رہے۔  
(ایضاً)

مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ  
پڑھیں گے۔

باب لدیت المقدس کے وصال میں  
سے ایک گاؤں ہے (ازالہ ۹۳)  
لد معنی جھگڑالو مراد لاٹ پادری جسے مسیح  
موجود (مرزا) ہلاک کر رہا ہے۔  
(شخص بازغہ ص ۸۸)

عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجل  
کو قتل کریں گے۔

آں حضرت اطاعت اور محبت الہی میں  
سرپا محو ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص  
۴۹۳)

تم دنیٰ فندلی (پھر فرشتہ آپ کے  
نزدیک آیا۔ اس کے بعد اور قریب ہوا۔

ان اقتباسات سے آپ پر یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی کہ مرزائے  
قلویاں نے کلام الہی اور احادیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو علیٰ حالہ رکھ کر  
کسی طرح ان کے مفہوم کو اپنی نفسانی خواہشوں کا بازو بچہ بنایا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ  
اللہ علیہ نے ہندوستان کی سرزمین کو باطنی فتنہ سے پاک کیا تھا لیکن قریباً ہزار سال کے بعد  
ایک اور باطنی فتنہ نے قلویاں سے آسز نکالا۔ کاش وہ لوگ آنکھیں کھولتے جو مرزائیوں کو  
دائرہ اسلام میں داخل رکھتے پر مصررہتے ہیں اور غور کرتے کہ کیا یہود و نصاریٰ آریہ یا  
دوسرے اعدائے اسلام بھی کبھی دین حنیف کو اتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس قدر کہ  
مرزائے پہنچایا؟

## خرمن مہدویہ سے خوشہ چینی

مندرجہ ذیل اقتباسات سے آپ کو معلوم ہو گا کہ مرزائے اپنے ذخیرہ ایمان فروشی  
میں پیروان سید محمد جونپوری کے خرمن الحلو سے بہت کچھ خوشہ چینی کی۔ اور یہ کہ بہت

بہت سے امور میں آج کل کی مرزائیت مہدویت کا صحیح چہرہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔  
 مہدوی اقوال  
 مرزائی اقوال

خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب  
 شریعت نئی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر  
 تشریحی نئی ظاہر ہو تو آیہ خاتم النبیین کے  
 منافی نہیں اور حضرت مرزا غلام احمد  
 صاحب غیر تشریحی نبی تھے۔ (ریویو آف  
 ریلیجز جلد ۲۱ نمبر ۹)۔

مہدوی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین سے یہ  
 مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت  
 جدیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نئی قبیح  
 شریعت محمدیہ کلپیدا ہو تو منافی آیہ ”  
 ماکان محمد..... خاتم النبیین“  
 الخ کا نہیں ہے اور سید محمد چوہدری پیغمبر  
 قبیح ہیں (ہدیہ مہدیہ ۲۸)

سچ کہیاں نے نزول المسح (۹۹) میں  
 لکھا کر بلائے است سیرا آنم صد حسین  
 است در گرجانم اور نزول المسح (۳۳)  
 پر لکھتا ہے بعض ثلوان شیعہ نے یہ  
 اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ  
 شخص امام حسین رضی اللہ عنہ سے  
 افضل ہو لیکن کیا یہ سچ نہیں ہے کہ  
 قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی  
 شہادت سے سچ موعود حسین سے  
 افضل ہے۔

بچ فضائل وغیرہ کتب مہدیہ میں  
 مذکور ہے کہ سید محمد جون پوری کا نواسہ  
 سید محمود مکتب بہ حسین ولایت شہید  
 کر بلا امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر  
 ہے یا بہتر ہے۔ (ایضاً صفحہ ۳۳)

مرزائے قادیان نے لکھا ہے کہ مجھے علم غیب پر اس طرح قابو حاصل ہے جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔ (ضرورت اللہام ۱۳)

مسح قادیان نے لکھا اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیش گوئیوں کے ذریعے سے میری گواہی دیتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو (ایام الصلح ۹)

مولوی نور الدین (خلیفہ اول) فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صلوق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہو گا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیہ خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے (سیرۃ المہدی جلد اول

شواہد الوالت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بعدہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کرا دیئے ہیں کہ جیسے کوئی راہی کھوانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھر اس کو کماحقہ پہنچائے (ایضاً ۲۹)

مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری وہی مہدی ہیں جن کے ظہور کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ (ایضاً ۲۹)

ایک دن میاں خوند میر (دالہ و خلیفہ مہدی جونپوری) نے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین و خلفائے مہدی کے مجمع میں کہا۔ دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جو اہر بے بہا کہا ہے تمام مہاجرین و خلفاء نے کہا آمنا و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تکوید کرے وہ آن مہدی میں سے نہیں ہے۔ (ایضاً ۱۸)

انصاف کرنا چاہئے کہ شیخ جونپوری مدی  
مہدویت نے کس قدر آیات قرآنیہ کے  
معنی احادیث صحیحہ اور تفسیرات صحابہ اور  
جمہور مفسرین کے خلاف کیے ہیں۔  
چنانچہ سورہ جمعہ میں  
خاص اپنے فرقہ مہدیہ پر محمول کیا ہے)  
(ہدیہ مہدیہ ۳۳)

قرآن میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت  
سے آنے والے مسیح کی خبر دیتی ہے  
وآخرین منهم لما یلحقوا بہم  
وہو العزیز الحکیم۔ (یعنی ایک  
گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر  
ہوگا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں  
ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین  
سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی  
صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ  
صحابہ نے دیکھا۔ وہ ان کو بھی دکھایا  
جائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور  
یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی  
مانند ہو جائے گا اور یہ مسیح موعود کا گروہ  
ہے (ایام السلاطین ص ۷۰-۷۱)

مرزا غلام احمد نے لکھا ایک حج کے ارادہ  
کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ  
جائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے  
جس کا تیرہ سو برس سے انتظار ہے تو  
بموجب نص صریح قرآن اور احادیث  
کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں  
جاسکتا (تذکرۃ الشہداء ص ۴۷) ہمارا جلسہ  
بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے  
قلوب کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا  
ہے (فصل از برکت خلافت ص ۵ ج)

مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے  
باجور فریست اور استطاعت کے منع  
کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور  
کے حجرے کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ  
اس کے تین طواف کعبت اللہ کے سہ  
طواف بلکہ تہائی ارکان حج کے قائم مقام  
ہے۔ قرار دیتے تھے۔  
(ایضاً صفحہ ۲۰۸)

سج گدیاں نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور محض ہے اتنا دیتا ہے (ضرورت اللہ)

سج گدیاں نے لکھا جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ میرا وجود عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا۔ (خطبہ الہامیہ لکھا)

مرزا غلام احمد نے اعجاز احمدی (صفحہ ۸) میں لکھا کہ میں قریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شہود سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور سیرۃ المحدثی جلد اول صفحہ ۳۶ تک ہے کہ وہ العالم جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا ماریج ۱۸۸۳ء میں ہوا لیکن (وجود امر الہی کے) اس وقت سلسلہ ہیبت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ مزید حکم تک توقف کیا حکم الہی کو ملتے رہے چنانچہ جب فرمان

سید محمد جوہوری اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دار دنیا میں حق تعالیٰ کو مینا سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ (ایضاً ۱۳۹)

حضرت سید محمد جوہوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ممدی موعود (سید محمد جوہوری) ایک ذات ہیں۔ (ایضاً ۲۷۹)

مطلع الولاہت میں لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور ممدی جوہوری دوسرے نفس و شیطان سمجھ کر (حکم خدا) ملتے رہے۔ آخر خطاب باہمک ہوا کہ ہم موعود سے فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سے سمجھتا ہے۔ اس کے بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت و غیو کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ملتے رہے۔ بیس برس کے بعد خطاب باہمک ہوا کہ تھلنے الہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے گا موعود ہو گا ورنہ مجبور ہو گا۔ (ایضاً ۲۳)



اتنی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے  
۱۸۸۸ء میں (یعنی پہلے حکم کے چھ سال  
بعد) بیعت لینی شروع کی۔

مرزا نے لکھا کہ جو شخص حکم ہو کر آیا  
ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے  
ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے  
علم پا کر قبول کرے اور جس ذخیرہ کو  
چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔ ضمیمہ  
تحفہ گوٹھویہ حاشیہ صفحہ ۱۰) جو حدیث  
ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم ردی  
میں پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی ۳۰)  
نبی کریم کے شاگردوں میں سے علاوہ  
بست سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا  
درجہ بھی پایا ہے اور نہ صرف نبی بنا بلکہ  
اپنے مطاع کے کمالات کو نقل طور پر  
حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے  
بھی آگے نکل گیا ہے (حقیقۃ النبوة  
(۲۵۷

جو احادیث رسول خدا کی تفاسیر قرآن  
اگرچہ کیسی ہی روایات مجھ سے مروی  
ہوں لیکن مہدی جونپوری کے بیان و  
احوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر  
مطابق ہوں تو صحیح ورنہ غلط جانیں (ہدیہ  
مہدویہ ۷۱)

سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کے ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، نوح،  
آدم اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین  
سے افضل ہیں۔ (۱۸۷۸)

مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جوہوری نے فرمایا کہ بندے کے پاس آدم علیہ السلام سے لے کر اس دم تک تمام انبیاء و رسل اولیائے عظام اور تمام مومنین و مومنات کی روحوں کی صحیح ہوتی ہے کسی نے پوچھا میرا جی صحیح کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جب ایک تاجدار کی جگہ دوسرا بدولہ تخت نشین ہوتا ہے۔ اور اپنے تمام لشکروں کا معائنہ کرتا ہے۔ اے کیا کہتے ہو؟ کہا بعض داخلہ و موجودات کہتے ہیں اور بعض عرض اور آمدہ نیامہ بھی کہتے ہیں۔ فرمایا یہ صحیح ہے آج تین دن ہوئے بالکل فرصت ہر نماز سے فراغ ہوتے ہی حکم ہوتا ہے کہ سید محمد خلوت میں جاؤ کہ بقیہ ارواح کا بھی جائزہ لے لو۔ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و اتقیا کی روحمیں سب بندے کے حضور میں عرض کی جاتی ہیں۔

(ایضاً ۲۰-۲۳)

مرزائے قلوباں نے کہا خدا نے مجھے وہ بزرگی بخشی جو دنیا جہاں کے کسی اور شخص کو نہیں دی (حقیقت الوحی ص ۱۰۷) میرا قدم اس پیمانہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہو جاتی ہیں (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵) اور لکھا کہ خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کیے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۱۷۱) اور لکھا کہ میں نور ہوں مجدد مامور ہوں۔ عبد منصور ہوں۔ مہدی موعود اور مسیح موعود ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دہواں نہیں چھپا سکتا اور ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ گے

(انتہا از خطبہ الہامیہ)

مسح قلوباں نے لکھا جو مجھے نہیں مانتا وہ  
خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیوں  
کہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش  
گوئی موجود ہے  
(حقیقۃ الوحی) ۱۳۳

مطلع الطلعت میں ہے کہ جو شخص مدی  
جونہوری کے حضور میں مقبول ہوا۔ وہ  
خدا کے ہاں بھی مقبول ہے اور جو یہاں  
مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہے۔  
(ایضاً ص ۲۰)

مسح قلوباں نے لکھا جو میری جماعت میں  
داخل ہوا۔ درحقیقت میرے خیر  
المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔  
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

پنج فضائل میں ہے کہ ایک روز بعد نماز  
نجر سب (دینی) بھائی صف بستہ بیٹھے  
تھے۔ شاہ دلاور خلیفہ مدی نے اپنی  
بیوی سے کہا دیکھو یہ وہ لوگ ہیں کہ  
رسول خدا نے جن کی نسبت فرمایا ہے  
کہ ہم انھونی بمنزلتی یعنی وہ  
میرے بھائی ہیں جو میرے ہم رتبہ ہیں  
اور ایک روز دکھا کر کہا کہ مرسلین کے  
درجہ پر ہیں۔ اور مرسل اسے کہتے ہیں  
کہ مسترجریل اس پر وحی لائیں۔ اور  
بارہ صحابی تو اس سے بھی افضل تر ہیں۔  
(ایضاً ص ۲۳)

بچ فضاں میں ہے کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جوہوری سے روایت کی۔ کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جتا گیا اور نہ میں نے کسی کو جتا۔ اور ایک روز ان کی خلیفہ ولادور کے سامنے یوسف ہای ایک شخص نے بوقت وعظ سورہ اخلاص پڑھی جب وہ لم یلد ولم یولد پر پہنچا تو ولادور نے کہا نہیں یلد و یولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔ ولادور نے کہا یلد و یولد عبد الملک نے یوسف سے کہا کہ بھائی خاموش رہو۔ میراں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہے۔ (ہدیہ ۲۴۹)

سج قلویاں نے اپنا ایک کشف بدیں الفاظ بیان کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بیٹہ اللہ ہوں۔ اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہی ہوں اسی حال میں جب کہ میں بیٹہ خدا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نیا نظام قائم کریں یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں پس میں نے پہلے زمین اور آسمان اجلی شکل میں بنائے جن میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے ان میں تفریق کر دی۔ اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کر دیا اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمانی دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنيا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔

(آئینہ کلمات ص ۵۴۳-۵۴۵)

سج قلویاں کو الہام ہوا انت منی وانا منک۔ (اے مرزا تو مجھ میں سے پیدا ہوا اور میں تجھ میں سے پیدا ہوا) (حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۴)

بچ فضاں میں ہے کہ سید محمد جوہوری کے خلیفہ میاں نعمت نے کہا۔ گو میں بندہ کینہ نعمت ہوں۔ لیکن کبھی میں خدا بن جاتا ہوں۔ اور کبھی حق تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے انت منی وانا منک۔ (تو مجھ سے پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا ہوا) (ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

سج قلویاں نے لکھتے مجھے خدا کی طرف  
سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت  
دی گئی ہے میں ختم اللولیاہ ہوں میرے  
بعد کوئی ولی نہ ہوگا مگر وہی جو مجھ سے ہوگا  
اور میرے عہد پر ہوگا  
(کتب خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳)

مولوی ظہیر الدین مرزا کی متوطن اروپ  
خلع گوجر والہ مرزا صاحب کو صاحب  
شریعت رسول بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ  
مرزا صاحب کے الہاموں میں لفظ رفیق (نزی)  
آیا ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے واسطے قرآن میں نہیں آیا۔  
آئینہ کلمات) بلکہ مرزا نے بھی بہت سے  
احکام سلامی کو منسوخ قرار دیا اور شرح  
اس کی آگے آئے گی۔

بیچ فضائل میں ہے کہ سید محمد جنپوری  
کے خلیفہ شاہ نظام نے اپنا ایک طویل  
کشف ظاہر کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ  
جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو  
سرفراز کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے دریافت  
کرتا ہے کہ اگر تو کے تو یہ درجہ اس کو  
دوں۔ ورنہ ہرگز نہ دوں۔ پس میں  
سفارش کر کے اس (ولی) کو درجہ دلا دیتا  
ہوں۔ (ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

ممدوی لوگ سید محمد جنپوری کو رسول  
صاحب شریعت جانتے ہیں اور ان کے  
بعض احکام کو شروع محمدی کے بعض احکام  
کائنح سمجھتے ہیں۔  
(ہدیہ ممدویہ ۲۳)



مرزا قلیاں نے لکھا لعنت ہے اس شخص پر جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔

(چشمہ معرفت ۲۵-۲۴)

مرزا کو بھی کئی زبانوں میں الہام ہوتے تھے چند الہام ملاحظہ ہوں۔ خاکسار پہرہ منٹ بیٹ پھٹ گیا۔ جیتے جیتے جہنم میں چلا گیا خدا قلیاں میں ٹاٹل ہو گا تھی دستل عشرت را دس ازمانی ایٹھی پریشن بست ویک روپیہ آنے والے ہیں۔ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری میں اس گھر سے جانے والی تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ (البشری و حقیقت الوحی)

شواہد کے تیرہویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت کا نام کا فرق ہے کلام اور مقصود ایک ہے۔ ہدیہ ۲۴۴ م۲۴۴ اعتقاد لکھا ہے کہ مہدی موعود فرماتے ہیں جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں۔ خدا کی طرف سے ہمارا خدا بیان کرتا ہوں۔ جو کوئی ان احکام میں سے ایک حرف کا منکر ہو گا۔ وہ عند اللہ مایوز ہو گا۔ (ہدیہ ۲۵)

سید جونپوری کو ہندی قاری عربی اور گجراتی میں الہام ہوتے تھے۔ منملہ ان کے یہ اردو فقرہ بھی وحی ہوا "اے سید محمد دغوی مہدویت کا کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظلمات میں کروں گا۔ چنانچہ شواہد الولاہیت کے باب ہند ہم میں لکھا ہے۔ واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اس کی فصاحت نے حیران کر دیا۔ (ہدیہ مہدویہ ۲۶)

شواہد الولایت کے محیسوس باب میں لکھا ہے کہ سید محمد جوہوری نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے اوصاف پیغمبروں کے سامنے بیان فرمائے تھے۔ اس لئے اکثر پیغمبروں کو تمنا تھی کہ اس عاجز کی صحبت میں پہنچیں اور اکیسویں باب میں لکھا ہے کہ اکثر انبیاء و مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدا یا ہم کو امت محمدی میں کر کے مہدی کے گروہ میں کروے ان میں سے مہتر عیسیٰ کی دعا قبول ہوئی کہ اب وہ آکر بہرہ یاب ہوں گے چنانچہ دیوان مہدی کا مولف سید جوہوری کی نعت میں لکھتا ہے۔

ہم چہ عالم کہ از آدم و عیسیٰ  
ز یحییٰ و خلیل از موسیٰ  
بود غایت جیش ہوس ولد  
ہر چہ است از ولایت است ظہور  
نقطہ آن دائرہ مفصلان  
شد متمنائے ہم مرسلان  
خواست ز حق ہر یکے از لولیس  
رب ابعثی لمن الاخرین  
ہدیہ مصدویہ (۱۳)

مسح قلوباں نے لکھا خدا نے مجھے آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمع انبیاء قرار دیا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لے کر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا (نزول المسیح صفحہ ۲) اسی طرح لکھا آدم نیز احمد مختار و برہم جامہ ہمہ ابرار آنچہ داد است ہر نبی را جامہ داد آں جام را مرا تمام آں حقے کہ بود عیسیٰ را ہر کلائے کہ شد بد القادس یقین کلیم بر توراۃ دایں یقین ہائے سید السلاطین کم نیم زان ہمہ بدوئے یقین ہر کہ گوید دروغ است و لعین زندہ شد ہر نبی بلد نم۔ ہر رسولے نمل بہ پیر ہنم (نزول المسیح ۹۹-۱۰۰) مرزا محمود احمد نے کہا کہ مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں ذہنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو مسیح موعود کو آں حضرت پر حاصل ہے نبی کریم صلم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ اور نہ قابلیت تھی۔ (قلوبانی ریویو جون ۱۹۳۹ء)

بچ فضاں میں ہے کہ مدی جونپوری  
 قضاء حاجت کے لیے جاتے تھے۔ حاجی محمد  
 فرجی نے پوچھا میرا جی خدام تو آئے۔  
 لیکن عیسیٰ علیہ السلام کب آئیں گے۔  
 میرا نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندہ کے  
 پیچھے آئیں گے فوراً حاجی محمد فرجی کو عیسیٰ  
 روح اللہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ میراں (سید  
 جونپوری) کی زندگی بھر تو خاموش رہا۔  
 ان کی رحلت کے بعد سندھ میں مگر ٹھہر  
 کی طرف جا کر مسیحیت کا دعویٰ کر دیا (ہدیہ  
 مدویہ صفحہ ۲۳۵)

شواہد الولاہیت (مدویوں کی ایک کتب)  
 کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے کہ  
 میراں (سید محمد جونپوری) نے فرمایا کہ حق  
 تعالیٰ نے ارواح اولین و آخرین کو حاضر کر  
 کے فرمایا کہ اے سید محمد! ان سب ارواح  
 کا پیشوا بننا قبول کر۔ میں نے اپنی عاجزی کا  
 خیال کر کے عذر کیا۔ پھر یہ دیکھ کر عنایت  
 الہی میرے حل پر مبذول ہے۔ قبول کر  
 لیا۔ (ہدیہ مدویہ ص ۲۳۵)

مسح قلوباں نے لکھا: اگر مسح ابن مریم  
 میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا  
 ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ  
 سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا  
 سکتا۔ (کشتی نوح صفحہ ۵۶)  
 اور لکھا کہ:

ایک منم بحسب بشارات آدم

عیسیٰ کجاست تابندہ پائیدم

مرزا نے لکھا۔ خدا عرش پر میری تعریف  
 کرتا ہے۔ انجام آتھم ۵۵ میرے آنے  
 سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے (خطبہ  
 الہامیہ) زندہ شد ہر نبی بلند نم۔ ہر رسول  
 نمل بہ پیر منم (در تثنین ۱۴۰) جس طرح  
 پہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے  
 ہلال اور چودھویں کا کمل روشنی کی وجہ  
 سے بدر کہلاتا ہے اسی طرح رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم صدی اول میں ہلال  
 اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں (خطبہ  
 الہامیہ صفحہ ۷۷-۷۸) تاکہ کا  
 خلاصہ)

شواہد الولایت کے مہمیسویں باب میں لکھا ہے۔ کہ دونوں محمدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے۔ یعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سید جوہوری برابر ہیں اور مہدویہ کی ایک کتب جو ہر نامہ میں لکھا ہے (دوہرہ) نبی مہدی یکذات جانو برابر اجتہاد عقلی سوں پاک ظاہر باطن تلخ متبوع حق مانوکل اور اک مہدویوں کی ایک کتب صراط مستقیم میں ہے کہ نبی و مہدی علیہما السلام ایک ذات موصوفہ بجمیع صفات سر تا پا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فرق کرن ہارے کافر مردود۔

(ہدیہ مہدویہ ۲۳۵/۲۳۶)

مرزا نے لکھا کہ جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱) میرا وجود عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا۔ (ایضاً) میں خود محمد اور احمد بن چکا ہوں۔ خود آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے دو سرے وجود میں اپنی نبوت سنبھال لی ہے۔ اور محمد کی نبوت ہی کے پاس رہی ہے غیر کے پاس نہیں گئی (اشتمار ایک غلطی کا ازالہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ایک مرتبہ پھر خاتم النبیین کو مبعوث کرے گا۔ پس مسیح موعود خود رسول اللہ تھے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے (کلمۃ الفضل صفحہ ۱۸۵) محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قلویاں میں (بدر جلد ۲ ص ۴۳۲)

وہ آخری مہدی جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ (تذکرۃ اشلوتمین صفحہ ۲)

مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جوہوری ہی مہدی موعود تھے اب ان کے سوا کوئی مہدی وجود میں نہیں آئے گا اور جو شخص اس عقیدے پر نہیں وہ کافر ہے۔

(ایضاً ۲۵۹)

مرزا غلام احمد نے لکھا ”میں وہی مسدی ہوں جس کی نسبت محمد ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔ (معیار الاخیار صفحہ ۱۱)

میں (محمود احمد) صاحب (خلیفہ ثالثی) نے زبانی گفتگو میں یہاں تک فرمادیا کہ اگر میں کوشش کروں تو نبی بن سکتا ہوں۔ اور اگر فحشی فاضل جلال الدین (راوی) کوشش کریں تو وہ بھی نبی بن سکتے ہیں۔ (النہوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۷۵)

مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور زیر عنوان ”احمدت اشاعت اسلام کی تحریک ہے“ لکھتے ہیں احمدت کا صحیح مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کی ایک زبردست تحریک ہے اور جس قدر اس کی نمایاں خصوصیات ہیں وہ صرف اسی عظیم الشان غرض کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہاں تک کہ خود اپنی تحریک کے دعوای کو ماننا بھی بجائے خود ایک مقصد نہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے اہم مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (تحریک احمدت ص ۱۷۹)

مسدیہ کہتے ہیں کہ سید جوہدوری وہی مسدی ہے جس کی نسبت محمد بن سیرین نے فرمایا کہ وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بعض انبیاء علیہم السلام پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ (ہدیہ ۲۸۴)

مسدیہ کہتے ہیں کہ نبوت و رسالت کیسی ہے کہ جب ریاضت و مشقت زیادہ کرتے ہیں تو حاصل ہو جاتی ہے فرض ان کے نزدیک شرط استحقاق زیادہ مشقت ہے لیکن یہ اہل ایمان کا یہ مذہب نہیں بلکہ یہ لاسف یونان کا مشرف ہے۔ (۲۷۸)

سید محمد جوہدوری کے پیروؤں نے اپنی دعوت کی بنیاد امر معروف و نہی منکر پر رکھی۔ ان کے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ ہر حالت میں احکام شریعت کی تبلیغ کریں۔ یہ لوگ جہاں کہیں شہر و بازار میں کوئی نامشروع دیکھتے تو حق احتساب ادا کرتے۔ شیخ علانی مسدی خاص طور پر امر معروف و نہی منکر تھے۔

(منتخب التواریخ ص ۸۱۷)



سبح قلویان کو الہام ہوا کہ جو شخص تیری  
پیروی نہیں کرے گا وہ جو تیری بیعت میں  
داخل نہیں ہو گا اور جو تیرا مخالف رہے گا  
وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور  
جہنمی ہے (اشہار معیار الاخیار) ۱۸۹۹ء  
مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم پٹیالوی  
کو لکھا تھا "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ  
ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی  
ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ  
مسلمان نہیں ہے (جریدہ فاروق ۲۱ جنوری  
۱۹۲۱ء) جو شخص میرے مخالف ہیں ان کا نام  
عیسائی، یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

(تحریر حقیقت الوحی صفحہ ۱۷۷)

مرزا قلام احمد نے کہا کہ جو شخص ہمارا منکر  
ہے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی  
جائے۔ اور فتویٰ احمدیہ صفحہ ۲۱ میں ہے  
کہ سبح موعود نے فرمایا کہ جو شخص حج کو  
جائے وہ مکہ معظمہ اپنی جائے قیام پر ہی  
نماز پڑھے (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

انصاف نامہ کے باب دوم میں لکھا ہے کہ  
سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ میری  
مذہبیت کا انکار کفر ہے۔ اور ملا احمد  
خرسانی نے سید محمود فرزند ممدی  
جونپوری سے پوچھا کہ منکرین ممدی کی  
نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہا کافر کہتا  
ہوں۔ ملا احمد نے کہا اگر بالفرض میں  
انکار کروں کہا کہ اگر سلطان العارفین بایزید  
، سلاطین بھی ممدی کا انکار کرے تو وہ کافر ہو  
جائے۔ (ہدیہ ممدویہ ۱۹۸)

انصاف نامہ کے باب سوم میں لکھا ہے کہ  
ممدی جونپوری نے فرمایا کہ ہمارے  
منکروں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے  
اگر پڑھی ہوں تو اعلاہ کرے۔ (ہدیہ  
ممدویہ ۱۹۸)

مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی نے اپنی تقریر میں  
 کہا جو شخص احمدی نہیں وہ ہمارا دشمن ہے  
 ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے  
 کہ ہم تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تاکہ  
 ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔  
 شکاری (مرزائی) کو کبھی غافل نہ ہونا  
 چاہئے۔ اس امر کا براہ خیال رکھنا چاہئے  
 کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر  
 ہی حملہ نہ کرے (الفضل ۲۵ اپریل  
 ۱۳۰۰ء)

ہمارے دشمن (مسلمان) جنگوں کے سور  
 ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بدتر  
 ہیں۔ (مجموعۃ الحدیث ص ۱۰)

مرزا نے لکھا کہ انبیاء گزشتہ کے کشوف نے  
 اس بات پر مہر لگا دی کہ وہ (مہدی)  
 چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا۔ اور نیز یہ کہ  
 پنجاب میں ہوگا۔ (اربعین نمبر ۲ ص ۲۳)

انصاف نامہ کے باب چہارم میں لکھا ہے  
 کہ شہر ٹھٹھہ میں میراں اپنی مسدست کی  
 تبلیغ کر رہے تھے ایک شخص اپنے لڑکے  
 کے لئے ملتی دعا ہول۔ مہدی جونپوری نے  
 جواب دیا کہ اگر حق تعالیٰ قوت دے تو میں  
 (دعا کی جگہ) تم لوگوں سے جزیہ لوں اور  
 خوند میری خلیفہ مہدی کما کرتا تھا کہ مگر  
 لوگ حبلی ہیں۔ (ہدیہ مہدیہ ۲۸)

ابوداؤد کی حدیث ہے کہ ہر صدی کے  
 سر پر ایک مجدد ہوگا۔ اور اس کے  
 شاہین اور نووی لکھتے ہیں کہ دسویں  
 صدی کے سر پر مہدی مجدد ہوں گے اور  
 سید جونپوری کی ذات بھی اسی تاریخ پر  
 ہوئی۔ (۸۷)

مرزا نے حکم دیا کہ اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اپنی جائداد کے دسویں حصہ یا اس سے زیادہ کی وصیت کر دے  
(الوصیت ص ۱۹)

مرزائے قادیان کی بھی علوت تھی کہ ایسے الفاظ کے عدد نکالنے کے درپے رہتے تھے جن سے وہ کسی طرح بچے سمجھے جاسکیں۔ ازالہ صفحہ ۱۵۸ میں لکھا کہ ”غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو ہیں اور صرف میرا ہی دعویٰ کرتا اس امر کی دلیل ہے کہ میں ہی اس صدی میں مسیح ہو کر آیا ورنہ تم آسمان سے مسیح کو اتار لاؤ“

مرزا تحریف و تبدیل میں بالکل فرقہ باطنیہ کا نقش ثانی تھا۔ چنانچہ لکھا کہ علماء کو روحانی کوچہ میں دخل ہی نہیں۔ یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھالے جاتے ہیں۔ لیکن ایک دو سرا گروہ (باطنیہ اور مرزائیہ) کا بھی ہے جو آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں مگر افسوس کہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔  
(ازالہ صفحہ ۱۰)

سید جونپوری نے حکم دیا کہ کسی کے پاس قلیل مل ہو یا کثیر اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا اس پر فرض ہے۔  
(ایضاً ص ۲۸)

کتب مہدویہ میں لکھا ہے کہ مہدی جونپوری کی علوت تھی کہ جب دعویٰ کرتے تھے تو الفاظ دعویٰ سے تاریخ نکالتے تھے چنانچہ یہاں فرمایا قال من ابتغی فہو مومن۔ (جس نے میرا اہل کیا وہ مومن ہے) سے تاریخ ۹۹۱ھ کی میاں ہے۔ (ایضاً ص ۹۵)

مہدوی لوگ کلام الہی کی لفظی و معنوی تحریف کرتے ہیں۔ حلائکہ یہ اہل کتب کا عموماً خصوصاً یہود کا شیوہ ہے۔ اور ہر جگہ تحریف کرتے وقت کہتے ہیں کہ اس سے مراد الہی یہ ہے۔ اور تفسیر بالرائے کفر ہے۔ اور ظاہری مطلب کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کوئی معنی گمراہی فرقہ باطنیہ کا طریقہ ہے جو نصوص و احکام کو ظاہری معنی پر محمول نہیں سمجھتے۔ بلکہ جو جی میں آتا ہے قرآن و حدیث کے معنی بنا لیتے ہیں حلائکہ یہ فرقہ ہلافت گمراہ ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ کو

یہ لوگ بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن تحریف اور تلویل کاری میں ان سے بھی بڑے ہوئے ہیں۔ (ایضاً ۱۷۹)

قرآن حکیم میں ہے ”اے پیغمبر آپ (جلد یاد کر لینے کی غرض سے وحی کے ساتھ ہی اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے کیونکہ آپ کے قلب میں اس کا جمع کر دینا اور آپ کی زبان سے) پڑھو ادینا ہمارا کلم ہے۔ سو جب جبریل پڑھا کریں تو آپ اس کی متابعت کیجئے پھر اس قراءۃ کے بعد اس کا مطلب واضح کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے جو پوری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ ثم تراخى کے لیے آتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا واضح مطلب مہدی کی زبان سے ظاہر ہوگا مہدی جو پوری کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اے پیغمبر آپ ہاتھ لفظ قرآن کو تو جبریل سے سیکھ لیجئے لیکن قرآن کا مطلب و مفہوم ہم نو سوسل کے بعد سید محمد جو پوری کی زبان سے ظاہر کریں گے اور تمام امت مرحومہ نو صدیوں تک محروم البیان اور خطائے معنوی میں مبتلا رہے گی۔

(ہدیہ مہدویہ ۱۲۰-۱۲۳)

مسح قدیان نے کہا ”میں قرآن کی غلطیوں نکالنے آیا ہوں۔ (ازالہ ۳۷۱)

کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے (جو شارع علیہ السلام اور صحابہ سے ارثاً پہنچی تھیں) مولوی لوگوں کو بہت خراب کیا ہے۔ اور ان کے دلی اور دماغی قوی پر بہت برا اثر ان پر پڑا ہے۔ (ازالہ)

میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔ (ضرورة اللام صفحہ ۲۶)

یہ عاجز اسی کلم کے لئے مامور ہے۔ تاکہ غفلتوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جائے۔ (ازالہ ادہام صفحہ ۷۷)

سید جونپوری نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے  
 بندے (جونپوری) کے وصف پیغمبروں  
 سے بیان فرمائے۔ اس لیے اکثر پیغمبروں  
 کی تمنا تھی کہ میری صحبت میں پہنچیں )  
 ایضاً ۲۳۳

مرزا غلام احمد نے لکھا ”اے عزیزو! اس  
 شخص (مرزا) مسیح موعود کو تم نے دیکھ  
 لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے  
 پیغمبروں نے خواہش کی۔  
 (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴)



## بابی خوان الحاد سے ریزہ چینی

ہرچند کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پیشرو مرزا علی محمد باب کے خوان الحاد سے بہت کچھ ریزہ چینی کی۔ لیکن اس نے اپنی علوت مستوح کے بموجب احسان شناسی کے فرض سے ہمیشہ پہلو تھی کی۔ قادیانی تحریک کے متعلق علامہ سید محسن امین عالمی کا ایک مضمون مئی ۱۹۲۵ء میں ہندوستان کے بعض جرائد میں شائع ہوا تھا۔ جس میں صاحب ممدوح نے لکھا تھا کہ جب مرزا غلام احمد کا اعجازی کلام دمشق میں پیش کیا گیا تو اہل دمشق نے صاف کہہ دیا کہ قادیان کا سارا علمی سرمایہ اور استدلال باہیوں کا سرکہ ہے۔ اور یہ کہ اہل قادیان باہیوں کی نامعلول نقل ہیں (کو کب ہند ما مئی ۱۹۲۵ء) اور ڈاکٹر ایچ ڈی گرس دولڈ نے لکھا کہ جملہ سے دست بردار ہونا اور جس سلطنت کے زیر سایہ ہوں۔ اس کے حق میں وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں جن میں ایران کے موجودہ بابی اور ہندوستان کے مرزائی حد درجہ کی مشابہت اور موافقت رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ مشابہت اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دو سرافرقہ پہلے کی نقل ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی مولفہ ڈاکٹر گریس دولڈ ص ۴۳۔)

اب ذیل میں چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ مرزائیت اور بابیت ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔

مرزا غلام احمد

مرزا علی محمد باب

مرزا غلام احمد نے ایک الہام کی رو سے پیشین گوئی کی کہ بلو شاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (مقیقتہ الوحی)

ملا محمد حسین بشرویہ نے کہا کہ مشرق اور مغرب کے تمام سلاطین ہمارے سامنے خاضع و سرسجد ہوں گے (نقطہ الکاف صفحہ ۱۲۲)

کتاب بیان میں پہلے سے وہ احکام و دستور العمل درج کر دیئے گئے ہیں جن پر مستقبل کی بلی سلطنت کا عمل در آمد ہوگا۔ اور بیان میں صریحاً لکھ کر ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران بلی ہو جائے گا اور وہاں کا آئین و قانون کتاب بیان کا قانون ہوگا (مقدمہ نقطہ الکاف کحضرات بابیہ باطنی و روحانی سلطنت کے حکمران ہیں اور ضرور ہے کہ ظاہری سلطنت بھی ان کو پہنچے گی گو ہزار سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔) (ایشا ۱۸۴ ۱۸۳)

مرزا علی محمد باب نے کہا "محمد نقطہ فرقان ہیں اور میرزا علی محمد باب نقطہ بیان ہے اور پھر دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ (دیباچہ نقطہ الکاف)۔

تمام انبیاء کرام اسی تھے اور مرزا علی محمد باب بھی اسی تھے (نقطہ الکاف ص ۱۰۹)

مسح موعود نے کہا کہ ساری دنیا میں احمدت ہی احمدت پھیل جائے گی (الفضل ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء) مرزا محمود احمد نے کہا مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے۔ جب میں خیال کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا۔ احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے "الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے۔ تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔ (الفضل ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

مسح قدیان نے لکھا خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو (نزول المسیح ص ۴)

مسح قدیان نے لکھا آنے والے کا نام جو مدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استلو کا شاعر نہیں ہوگا (ایام الصلح ص ۷۳)

مرزا علی محمد باب نے کہا "علماء علم و عمل میں مستور اور حسب ریاست میں گرفتار ہیں۔ ان لوگوں نے گوش طلب کو نہ کھولا اور نظر انصاف سے نہ دیکھا بلکہ اس کے برعکس زود اعراض کی زبان کھول دی۔ ان حمان نصیبوں نے کہا جو کچھ کہا اور کیا جو کچھ کیا۔ (نقطۃ الکاف ۱۰۸-۱۰۹)۔

مسح قادیان نے لکھا۔ یہ مولوی لوگ اس بات کی گنجی مارتے ہیں کہ ہم بڑے متقی ہیں میں نہیں جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے۔

(ازالہ ص ۲۷۹) یہ لوگ سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں (کشتی نوح صفحہ ۷) اور لکھا اے بدذات فرقہ مولویاں اے یہودی خصلت مولویو (انجام ۲ ختم ص ۱۹)

مولف نقطۃ الکاف نے سید یحییٰ سے دریافت کیا کہ تمہارے والد محترم کا حضرت حق (مرزا علی محمد باب) کے متعلق کیا خیال ہے، سید یحییٰ نے جواب دیا کہ وہ اس وقت تک اظہار توقف کر رہا ہے۔ اس کے بعد کہا میں ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس جلالت قدر کے اس ظہور باہر النور پر ایمان نہ لایا تو میں سبیل محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ (ایضاً ۱۲۲)

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (انوار خلافت ۹۰) اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں اور وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے (الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء) اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ بھی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۳۱۳) مسح قادیان کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو زبانی طور پر آپ کی تصدیق کرتا تھا لیکن مسح موعود نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۳۸۱)

مسیح قادیان نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۴۲)

مرزا نے لکھا کہ تیرھویں صدی میں وہ لوگ جا بجا یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔ (کتاب ایام الصلح صفحہ ۲۶)

مسیح قادیان نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۴۲)

مسیح قادیان نے لکھا ”میری طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں۔ بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیا ہے۔ (نزول المسیح صفحہ ۳)

علماء سے مرزا علی محمد باب نے کہا کہ قرآن کی ہر آیت میرے دعوؤں کی تصدیق کرتی ہے۔ (تفہیم الکاف ۱۳۴)۔

مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب ”بیان“ میں لکھا ”تم لوگ یہود کی تقلید نہ کرو جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاریٰ کی بھی پیروی نہ کرو جنہوں نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کیا اور اہل اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو ہزار سال سے مہدی موعود کے انتظار میں سراپا شوق بنے بیٹھے تھے لیکن جب ظاہر ہوا تو اس سے انکار کر دیا۔ (ریباچہ تفہیم الکاف)۔

حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کا ظہور بھی جناب محمد رسول اللہ ہی کی رجعت ہے۔ (تفہیم الکاف ۲۷۳)۔

عارف باللہ اور عبد مصنف کے لیے تو سارا قرآن حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کی عظمت شان کی باطنی تفسیر ہے۔ (ایضاً ۲۷۳)۔

اہل ظاہر کی ظاہری الفاظ پر نظر ہوتی ہے اس لیے اس کے مصداق کو نہیں پاتے۔ حالانکہ وہاں اس کا باطن مراد ہوتا ہے لیکن اس کے باطن تک پہنچنا ہر بے سروپا کلام نہیں۔ بلکہ یہ ایک جلیل القدر منصب ہے۔ جس کا مقام فرشتہ یا نبی یا مومن متحن سے قرین ہے اور آج کل مومن متحن ہی کہل ملتا ہے اور یہ کس کی مجاہد ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کرے۔ پس ظہور مہدی علیہ السلام کی جو علامتیں حدیثوں میں مذکور ہیں ان سے ان کا باطن مراد ہے اور چونکہ اکثر اہل آخر الزماں ظاہر بین واقع ہوئے ہیں اس لیے حدیثوں کا مطلب نہیں سمجھتے۔ (تفہیم الکلف ۱۸۲-۱۸۳)

بلی لوگ مرزا علی محمد باب کی تالیفات کو خرق عادت یعنی معجزہ یقین کرتے تھے۔ (مقالہ سیاح صفحہ ۵)

مسح قلوباں نے لکھا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ میں ان (علماء) کو دخل ہی نہیں۔ یسودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں لیکن ایک دوسرا گروہ (مرزائیوں) کا بھی ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے یہ بصیرت اور فراست عطا کی ہے کہ وہ آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ لوگ بہت تھوڑے ہیں (ازالہ صفحہ ۱۱۰) ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے اور ہر ایک مجاز کو واقعیت کا پیرایہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے دشوار گزار راہ کی طرح بنایا گیا جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم نہ ٹھہر سکے (ایام الصلح ۳۹)

مسح قلوباں نے لکھا کہ میرے کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکا (نزدول المسیح صفحہ ۳۲)



مرزا غلام احمد نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کے  
تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ  
میں فصیح بلغ عربی میں تفسیر لکھ سکتا ہوں  
اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا  
گیا ہے کہ میرے بالقابل بیٹے کر کوئی  
دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا گدی  
نشین۔ ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔  
(نزدل المسیح ص ۵۳)

مسح کھدیاں نے لکھا۔ دیکھو  
آسمان نے خوف کسوف کے ساتھ  
گواہی دی اور تم نے پرواہ نہیں کی۔  
اور زمین نے غلبہ صلیب اور نجاست  
خوروں کے نمونہ سے گواہی دی اور تم  
نے پرواہ نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ کے  
پاک اور بزرگ نبی کی عظیم الشان حشمت  
گوئیوں گواہوں کی طرح کھڑی ہو گئیں  
اور تم نے ذرا التفات نہیں کی۔ (ایام  
الصلح ص ۹۱) بڑا افسوس ہے کہ خدا کی  
قدرت کھلے طور پر میری تائید میں آسمان  
سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناسنت  
نہیں کرتے۔ امت ضعیفہ کی ضرورت پر  
نظر نہیں ڈالتے، صلیبی غلبہ کا مشاہدہ  
نہیں کرتے اور ہر روز ارتداد کا گرم  
بازار دیکھ کر ان کے دل نہیں کانپتے۔  
اور جب ان کو کہا جائے کہ عین  
ضرورت کے وقت میں عین صدی کے  
سر پر غلبہ صلیب کے ایام میں یہ مجدد

مرزا علی باب نے کہا میں تفسیر  
آیات و احادیث ائمہ اطہار کے ساتھ  
ظاہر ہوا ہوں۔ میرے کلمات فصاحت  
ظاہری و باطنی کو مستحسن ہیں۔ پانچ  
ساعت میں بدوں تلگو سکوت ہزار بیت  
لکھ دیتا ہوں۔ میرے سوا کسی کو یہ  
قدرت نہیں دی گئی۔ اگر کسی کو دعویٰ  
ہو کہ میری طرح وہ بھی ای ہے تو وہ  
میرے جیسا کلام پیش کرے۔ (نقطہ  
الکاف ص ۱۰۷)

ملا محمد علی باب نے بیان کیا کہ  
مسلمانوں کا ہزار سال سے یہ عقیدہ چلا آتا  
تھا کہ ان کا جو امام غائب ہو گیا تھا وہ  
ظاہر ہو گا۔ کافہ مسلمین برابر منتظر تھے۔  
اب ہم لوگ (بابی) کہتے ہیں کہ امام منتظر  
ظاہر ہو گیا ہے۔ اور وہ میرزا علی محمد باب  
ہے۔ لیکن یہ ٹھان ہمارے تکذیب کرتے  
ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ احادیث ہی کو جو باب  
علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔  
محکم حق و باطل بتاؤ۔ مگر کچھ التفات نہیں  
کرتے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں  
کہ اچھا بابی حضرات کے علم و عمل تقویٰ  
طہارت، تہذیب توجہ الی اللہ زید و ایمان  
جس و انقطاع کو غیریہوں کے علم و عمل  
سے مقابلہ کر لو وہ کچھ جواب نہیں دیتے۔  
ہم نے بارہا مبالغہ کی دعوت دی۔ کہتے ہیں  
ہمارے ہاں مبالغہ جائز نہیں۔

(نقطہ الکاف ص ۲۳۰)

آیا تو کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ  
اس امت میں تمیں دجال آئیں گے۔  
(نزل المسیح ص ۳۳)

سچ قادیان نے لکھا۔ ہاں میں  
دئی ہوں۔ جس کا سارے نبیوں کی زبان  
پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی  
معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر  
اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں  
انسان اس کے گواہ ہیں۔

(فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۵۹)

مرزا نے لکھا کہ میں خاص طور پر  
خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی  
کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔  
کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں  
کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس  
کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم  
دے رہا ہے۔ (نزل المسیح ص ۵۶) جس  
قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات  
دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ  
ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور  
جس قدر میں نے باوجود نہ پڑھنے کے علم  
ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ  
دکھایا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں۔ ایام  
الصلح

مرزا علی محمد باب کا دعویٰ تھا کہ  
میں رسول اللہ کی رجعت اور مہدی  
موعود ہوں۔ ائمہ دین نے میرے حق  
میں بہت سی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ (ایضاً  
۱۵۲)

امام جامع اصفہان نے مرزا علی محمد  
باب سے سوال کیا کہ تمہاری حقیقت کی  
کیا دلیل ہے کہنے لگا میری آیت صدق  
یہ ہے کہ میں ہر موضوع پر چھ ساعت  
میں ہزار بیت قلم برداشت بلا غور و فکر لکھ  
دیتا ہوں۔ امام نے کہا اچھا سورہ کوثر کی  
تفسیر ہمارے سامنے لکھو۔ باب نے چھ  
ساعت میں ہزار بیت لکھ دیئے۔ امام  
جامع اصفہان کو یقین ہو گیا کہ یہ قوت  
منجانب اللہ ہے۔

(نقطہ الکاف صفحہ ۵۶)

صبح قلوباں نے لکھا جس طرح  
پہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے  
ہلال اور چودھویں کا مکمل روشنی کی وجہ  
سے بدر کہلاتا ہے اسی طرح رسول  
اللہ ﷺ صدی اول میں ہلال اور  
میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں۔  
(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷-۱۸۵ کا خلاصہ)

مرزا غلام احمد نے لکھا کہ ریل  
گاڑی بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف  
تام اور ایجاد و جالی کردہ کے وجہ کا گدھا  
کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب کہ صبح  
موعود قاتل دجل ہے یعنی روحانی طور پر  
تو بموجب حدیث من قتل عیسیٰ کے جو  
کچھ دجل (انگریز اور دوسری یورپی  
اقوام) کا ہے وہ سب صبح کا ہے۔  
(ازالہ اوہام جلد دوم خاتمہ)

باب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام  
کے ظہور کے وقت انجیل کا درخت لگایا  
گیا تھا۔ اس وقت اسے مکمل نصیب نہ  
ہوا تھا البتہ محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی بعثت پر اسے مکمل نصیب  
ہوا۔ اسی طرح قرآن کا درخت تو رسول  
اللہ کے زمانہ میں لگا لیکن اس کا مکمل  
۳۷۰ھ میں ہوا۔ (مقدمہ نقطہ الکاف  
مطبوعہ لندن ص ۱۷۷-۱۸۵)

باب کے احکام توحید و تفرید الہی  
کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام مال حضرت  
باب کے مال ہیں دنیا کے تمام مرد باب  
کے غلام اور تمام عورتیں آپ کی  
لوٹیاں ہیں۔ جتنا مال چاہتے ہیں اتنا  
لوگوں کو عطا فرماتے ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں  
لے لیتے ہیں۔ قل اللہم مالک  
الملک توننی الملک من نشاء  
وتنزع الملک ممن نشاء (نقطہ  
الکاف)

مرزا علی محمد باب نے کہا دنیا کے تمام ادیان و مل کو ایک ہو جانا چاہئے۔ ہماری یہ آرزو ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کو بھائی بھائی دیکھیں (دیباچہ نقطہ الکاف مولفہ پروفیسر براؤن)

مرزا علی محمد باب نے کہا میں جو کچھ کہتا ہوں منجانب اللہ کہتا ہوں میں حرام و حلال کے متعلق جو حکم دوں اسے حکم الہی یقین کرنا اور اس سے اعراض و انکار نہ کرو۔

(ایضاً ۱۰۹)

جب مرزا علی محمد باب کے حواری ملا محمد علی کو گرفتار کر کے شہر بار فروش میں لے گئے تو وہ فضب ناک شہریوں میں سے جس کسی کے پاس سے گزرتا اسے ایک دو طمانچے یا گھونے رسید کر دیتا۔ لوگوں نے اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ مدرسوں کے طلبہ آکر اس کے منہ پر تھوکتے اور گالیاں دیتے تھے۔ (ایضاً ۱۰۸)۔ ایک پابی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بہت سے خوارق علات (معجزات) ظہور میں آئے اور خدا کی قسم ہم نے تو خوارق علات کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضاً

(۱۱۳)

حضرت مسیح موعود دنیا کو دین واحد پر جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ کے مقصد اتملو میں لا شرقہ ولا مغربہ کی شان ہے وہیں مشرق مغرب بلکہ کل دنیا کو ایک دین پر جمع کرنا ہے۔ (الفضل ۲۷ ستمبر ۱۲۳۷ء)

مسیح نقویاں نے کہا میری شان میں ہے وما یبتلع عن الہوی (یعنی مرزا اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ کہتا ہے منجانب اللہ کہتا ہے۔) (اشہار النعالی پان سو ص ۲۳)

ایک مرزائی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم (مرزا صاحب کے ساتھی) گنتی کے چند آدمی تھے جدھر کو نکلتے لوگ اشارے کرتے اور گالیاں دیتے۔ ہمارے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں دل بیٹھے جارہے تھے۔ نمازوں میں چپخیں نکل جاتی تھیں۔ زمین درندوں کی طرح کھانے کو آتی تھی۔ (الفضل ۲۶ مئی ۱۲۳۱ء)

سج قاریاں نے لکھا۔ پنجاب کے لوگوں نے بڑی سگ دلی ظاہر کی۔ خدا کے کھلے کھلے نشان دیکھے اور انکار کیا۔ وہ نشان (معجزات) جو ملک میں ظاہر ہوئے جن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان گواہ ہیں جو ڈیڑھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن اس ملک کے لوگ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ (نزدول المسیح ص ۲۶)

سج قاریاں نے لکھا۔ بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوت اسلام رجسٹری کرا کر تمام قوموں کے پیشواؤں، امیروں اور والیان ملک کے نام روانہ کئے، شہزادہ ولی عہد اور وزیر اعظم انگلستان گلیڈ سٹون اور جرمن وزیر اعظم پرنس سمارک کے نام بھی روانہ کئے۔ (ازالہ ۱۳۱)

ایک بلی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بت سے خوارق عادت (معجزات) ظہور میں آئے اور خدا کی قسم ہم نے تو خوارق عادت کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضاً ۱۳۳)

مرزا علی محمد باب نے لوگوں کو اپنی مہدویت قبول کرنے کی دعوت دی۔ اپنے قاصد اسلامی بلاد کو روانہ کئے اور سلاطین عالم اور علماء ملل کے نام مراسلے ارسال کئے اور اطراف عالم میں نوٹ بھیجے۔ (نقطہ الکاف ص ۲۰۹، ۲۱۳)

ڈاکٹر گرس دولڈ نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی احمدی جماعت کا کئی میٹینوں سے بلی جماعت سے مقابلہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اگرچہ مرزا علی محمد باب کی دعوت کلمہ چھ سال یعنی ۱۸۳۳ء سے ۱۸۵۰ء تک رہی۔ اور یہ چھ برس بھی زیادہ ترقید خانہ میں ہی گزرے اور آخر کار قتل کیا گیا۔ اور حکومت ایران نے اس کے پیروؤں پر بڑی سختیاں کیں۔ تاہم بلی جماعت اس قدر بڑھی کہ صرف ایران ہی کے بلیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے دس لاکھ تک ہے اور لارڈ کرزن کے نزدیک ان کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی ص ۳۲)



## بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی :

جس طرح مرزا نے مہدویوں اور بابیوں کے چبائے ہوئے نوالوں کو اپنے خوانِ الحاد کی زینت بنالیا تھا اسی طرح وہ بہائی سفرہ زندقہ کے پس انداز سے بھی خوب شکم سیر ہوا۔ ڈاکٹر گرس دولڈ نے لکھا ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی مسیح موعود ہے۔ جو اپنے وعدے کے موافق دوسری دفعہ آیا ہے اور چوں کہ ان کے نزدیک رجعت ثانی ظہورِ اول سے زیادہ کامل ہوتی ہے اس لئے بہاء اللہ مسیح سے افضل و اعلیٰ ہے۔ بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی اور اس کا بیٹا عبدالبہاء جو آج کل بہائی جماعت کا سرگروہ ہے اس کا جانشین ہوا۔

عبدالبہاء اس بات کا مدعی ہے کہ میری ہستی وہی ہے جو میرے باپ کی تھی اس لئے اس کے تمام القاب اور کمالات مجھ میں ودیعت ہیں۔ چنانچہ وہ عبدالبہاء اور بہاء اللہ دونوں ہے۔ مرزا غلام احمد نے بھی اس کی دیکھا دیکھی دو گونہ دعوے کئے اور اس حیثیت سے عبدالبہاء اور مرزا غلام احمد کے دعووں میں بل بھر کا فرق نہیں۔ وہ احمد کا خلام (غلام احمد) بھی ہے اور ساتھ ہی احمد موعود بھی بنتا ہے۔

ایران میں مرزا علی محمد باب نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بہاء اللہ مسیح موعود ہونے کا دعوے دار بھی بنا۔ لیکن مرزا غلام احمد نے باب اور بہاؤنوں کے وعدے لے کر مہدویت اور مسیحیت کا مشترکہ تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ (مرزا غلام احمد ص ۴۳-۴۴)۔

بہر حال مرزا غلام احمد قادیانی نے بہاء اللہ کے بیانات و دعویٰ سے جو اکتساب کیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہو :

میرے دعوائے الہام پر تینیس  
سل گزر گئے اور مفتی کو اس قدر  
مہلت نہیں دی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا  
ہے ولو نقول علینا بعض  
الاقاویل ○ لاخذنا منہ بالیمین  
ثم لقطعنا منہ الوتین ○ پھر کیا یہی  
خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب  
بے باک، مفتی کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں  
تک کہ اس افتراء پر تینیس سل سے  
زیادہ عرصہ گزر جائے۔ توریت اور  
قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ  
خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا  
ہے۔ (اربعین نمبر ۴ اور انجام آتھم  
وغیرہ)

مرزا صاحب نے لکھا کہ حدیث میں ہے  
کہ اس زمانہ کے مولوی اور محدث اور  
فقہ ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو  
روئے زمین پر رہتے ہوں گے (تبلیغ  
رسالت ۲-۳۱۷ اے بذات فقرہ مولویاں  
(ضمیمہ انجام آتھم)

اگر کوئی شخص اپنے خدا پر افتراء باندھے  
کسی اپنے کلام کو اس کی طرف منسوب  
کرنے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا  
اور ہلاک کر دیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا۔  
اور اس کے کلام کو زائل کر دیتا ہے۔  
چنانچہ سورہ مبارکہ حاقہ میں فرماتا ہے  
ولو نقول علینا بعض الاقاویل  
لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا  
منہ الوتین ○ (اور اگر یہ تغیر ہماری  
طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم  
ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ان کی رگ  
جان کٹ ڈالتے۔ کتاب الفرائد  
ص ۲۳-۲۵)

حضرت بماء اللہ نے علمائے آخر الزماں  
کے متعلق فرمایا شر نحت ادیم  
السماء منہم خرجت الفتنة  
والیہم تعود۔ علماء آسمان کے نیچے  
سب سے برے لوگ ہیں۔ انہی سے  
فتنہ اٹھے اور انہی کی طرف عود کریں  
گے۔

(مقالہ سیاح ص ۱۷۳-۱۷۷)

(۳) خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے  
کیوں کہ فیض الہی کبھی معطل نہیں رہا  
اور نہ رہے گا۔

(مقدمہ نقطہ الکاف) قرآن پاک کی آیت  
یا بنی آدم لما یا تبنکم رسول  
منکم یقصون علیکم آیاتی۔  
میں صراحۃً مستقبل کی خبر دی ہے۔  
کیوں کہ لفظ یا تبنکم کو نون تاکید  
سے موکد کیا ہے۔ اور فرمایا کہ تمہارے  
پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔  
(کتاب الفرائد ص ۳۴۳)

سورہ اعراف میں فرمایا ہے یا  
بنی آدم اما یا تبنکم رسول منکم  
یقصون علیکم آیاتی۔

(اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور  
رسول آتے رہیں گے) یہ آیت آن  
حضرت پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام  
انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ  
نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ  
کما قلد سب جگہ آن حضرت اور آپ  
کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔  
غرض یا تبنکم کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا  
ہے۔

وبالآخرۃ ہم یوقنوں۔ اس  
وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ  
میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی ( )  
سیرۃ المسدی جلد ۲ ص ۱۷۳

(۴) وبالآخرۃ ہم یوقنوں۔ یعنی  
اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو اخیر  
زمانہ میں نازل ہوگی۔ (بحر العرفان  
ص ۱۳۱)

(۵) صحیح بخاری کی حدیث میں ہے  
 وَيُضَعُ الْحَرْبُ - ہے یعنی مسیح اگر  
 جہاد کو برطرف کر دے گا۔ (عمدة المستفي  
 ص ۸۸) بہاء اللہ کے مرید جہاد کے  
 قائل نہیں اور نہ کسی غازی مہدی پر  
 ایمان رکھتے ہیں (الحکم ۳۱ مئی۔ ۱۹۰۵ء  
 ص ۵) بہاء اللہ نے قتل کو حرام لکھا  
 ہے۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات  
 ص ۲۲) بہاء اللہ نے لکھا ہے اے اہل  
 توحید کمر ہمت مضبوط باندھ کر کوشش  
 کرو کہ مذہبی لڑائی (جہاد) دنیا سے محو  
 ہو جائے جہاں اللہ اور بندگن خدا پر رحم  
 کر کے اس امر خطیر پر قیام کرو اور اس  
 نار عالم سوز سے خلق خدا کو نجات دو۔ (مقالہ سیاح نمبر ۹۳)

(۶) لوکان الایمان معلقا بالسویا  
 والی حدیث صاف طور پر حضرت بہاء اللہ  
 کے متعلق ہے کیوں کہ وہ ایران کے  
 دارالسلطنت طهران کے قریب ایک  
 موضع میں جس کا نام نور ہے موضوع  
 میں ایران کے کیانی بادشاہوں کی نسل  
 میں ایک خاندان آباد تھا بہاء اللہ اسی  
 خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔  
 (کوکب ہند)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال  
 دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتل  
 اب گیا مسیح جو دین کا امام ہے  
 دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
 اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
 کیوں چھوڑتے ہو لوگوں کی حدیث کو  
 جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو  
 کیوں بھولتے ہو تم - منع الحرب کی خبر  
 کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر  
 (ضمیمہ تحفہ گولڑیہ ص ۳۹) میں کسی  
 خونی مہدی اور خونی مسیح کے آنے کا  
 منتظر نہیں۔

(تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۹۹)

میرا ایک الہام ہے خذو  
 التوحید التوحید یا ابناء  
 الفارس۔ توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو  
 اے فارس کے بیٹو۔ دوسرا الہام یہ ہے  
 لوکان الایمان معلقا بالشریا النہ  
 لہ رجل من ابناء الفارس اگر ایمان  
 ثریا سے بھی معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی  
 الاصل ہے (مرزا) اس کو وہیں جا کر لے  
 لیتا (کتاب البریہ صفحہ ۱۳۵ حاشیہ)

## مرزا غلام احمد اور اس کے اعوان پر نیچریت کا رنگ

جس طرح مرزا غلام احمد مہدویت اور بابیت کی ٹالیوں سے سیراب ہوتا رہا۔ اسی طرح اس نے نیچریت کے گھاٹ سے بھی دہریت کی پیاس بجھائی تھی۔ نیچری مذہب کے بانی سر سید احمد خاں علی گڑھی تھے۔ یہ مذہب آج کل ہندوستان میں بالکل ناپید ہے۔ اس کے اکثر پیرو تو مرزائیت میں مدغم ہو گئے۔ اور جو بچے وہ ۱۲-۱۹۱۳ء کی جنگ بلقان کے بعد از سر نو اسلامی برادری میں داخل ہو گئے۔ نیچری مذہب بالکل دہریت سے ہم کنار تھا۔ مغیبات کا انکار اس مذہب کا اولین اصول تھا۔ وہ عقاید جو اہل اسلام کو مشرکین سے ممتاز کرتے ہیں اور جن میں یہود و نصاریٰ میں بھی مسلمانوں سے متفق ہیں مثلاً وحی، ملائکہ، نبوت، جنت و نار، حشر و نشر، معجزات وغیرہم نیچریوں کو قطعاً تسلیم نہ تھے۔

سر سید احمد خاں نے تفسیر القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسلامی تعلیمات کو موڑ توڑ کر یہ کوشش کی تھی کہ اسلام کے ہر عقیدہ و اصول کو الحاد و دہریت کی قامت پر راست لایا جائے۔ سر سید احمد خاں نے نبوت اور وحی کو ایک ملکہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا کہ لوہار بھی اپنے فن کا لہام یا پیغمبر ہے۔ شاعر بھی اپنے فن کا پیغمبر ہو سکتا ہے۔ ایک طبیب بھی فن طب کا لہام یا پیغمبر ہو سکتا ہے اور جس شخص میں اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ عمتنا اس کی فطرت کے خدا ہے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے۔ خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ کے جس کو زمین شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایسی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہی وہ ایلیٰ ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے۔ اور خدا کا پیغام لے کر آتا ہے۔ خود اسی کے دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے۔ اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے (تفسیر احمدی جلد اول صفحہ ۲۴) جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قوتوں کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں۔ ملک یا ملا کہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے (ایضاً صفحہ ۴۲) نبوت بطور ایک ایسے منصب کے نہیں



ہے جیسے کہ کوئی بلاشلہ کسی کو کوئی منصب دے دیتا ہے بلکہ نبوت ایک فطری امر ہے اور جس کی فطرت میں خدا نے ملکہ نبوت رکھا ہے وہی نبی ہوتا ہے۔ (ایضاً جلد ۳ ص ۴۹)

مرزا غلام احمد بھی سرسید احمد خان سے استفادہ کرتا رہتا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ ان کے باہم خط و کتابت بھی جاری تھی۔ میاں بشیر احمد ایم اے بن مرزا غلام احمد قادیانی لکھا ہے کہ مراد بیگ جالندھری نے مرزا صاحب سے بیان کیا کہ سرسید احمد خان نے توراۃ و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں۔ آپ پادریوں سے مباحثہ کرنا بہت پسند کرتے ہیں اس معاملہ میں آپ کو ان سے بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۳۸)

مرزا غلام احمد نے مرزائیت کا ڈھونگ رچانے کے بعد بجز ان عقاید کے جن کے بغیر تقدس کی دکانداری کسی طرح چل نہیں سکتی تھی تمام نیچری اصول کو بھل رکھا میاں محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور نے مرزائیت کو نیچریت سے ممیز کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”میسائل مورخین نے احمدیت کو اسلام پر یورپین خیالات کا اثر کا نتیجہ قرار دیا ہے مگر ہندوستان کی تاریخ حاضرو میں ہم کو دو الگ الگ تحریکات نظر آتی ہیں۔ یعنی ایک وہ تحریک جس کا تعلق سرسید احمد خان سے ہے اور دوسری وہ تحریک جس کا تعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے۔ جہاں تک سرسید کے مذہبی خیالات کا سوال ہے اور جن کو تحقیر کے رنگ میں نیچریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان دونوں تحریکوں میں ایک بین فرق نظر آتا ہے۔ سرسید نے بھی اسلام کے مسائل کو معقول (یعنی عقلی) رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی ان مسائل کا معقولی رنگ ہی پیش کیا ہے مگر سرسید کی مذہبی تحریک نے یورپین خیالات کی غلامی کا رنگ اختیار کیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت لانے کے لئے تھی۔ (تحریک احمدیت صفحہ ۲۸) مگر مرزا کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت کمال تک لے آئی اس کی تائید ان پچاس الداریوں سے

ہو سکتی ہے جو مرزا نے اپنے یورپی حکام کی خوشامد میں تالیف کیں۔ میر عباس علی لدھیانوی نے جو مرزائیت کے سب سے پہلے عاشرہ بردار تھے مرزائیت اور نجبریت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا۔

”اس وقت جو فیصلہ میری طبیعت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب صاف اور قطعی طور پر نجبری ہیں۔ معجزات انبیاء و کریمات اولیاء سے مطلق انکار رکھتے ہیں۔ معجزات اور کریمات کو سمریہ ’قیافہ‘ قواعد طب یا دستکاری پر مبنی جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خرق عیلت جس کو سب اہل اسلام خصوصاً اہل تصوف نے مانا ہے کوئی چیز نہیں۔ سید احمد خان اور مرزا غلام احمد صاحب کی نجبریت میں بجز اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ وہ بلباس جاکت و پتلون ہیں اور یہ بلباس جبہ و دستار (اشاعت السنہ) چونکہ سرسید نے اپنے الحاد و زندقہ کی دکان کو خوب آراستہ کر رکھا تھا اس لیے نہ صرف خود مرزا کا بلکہ اس کے پیروؤں کا بھی یہ معمول تھا کہ ان طوائف عقاید کی تشریحات کو جو مرزا نے سرسید سے لیے تھے سرسید کی کتابوں سے نقل کر کے اپنا لیا کرتے تھے اور اس خوف سے کہ لوگ نجبریت سے مطمئن نہ کریں ان مضامین کو سرسید کی طرف منسوب کرنے کی جرات نہیں کرتے تھے چنانچہ لاہور کے ماہوار مسیحی رسالہ ’جلی‘ نے لکھا تھا کہ اس وقت دو قادیانی رسالے ہمارے سامنے ہیں ”تشحیذ الازہان“ ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء اور ”ریویو آف ریلیجنس“ ماہ فروری ۱۹۰۸ء میں جن میں بلا اعتراف اور بلا حوالہ وہ ساری بحث سرقہ کر لی گئی جو معجزات مسیح پر سرسید نے اپنی تفسیر میں کی تھی۔ وہی دلائل ہیں وہی اقتباسات وہی آیات وہی تلویحات وہی نتائج ہیں ہاں بد تمیزی و بے شعوری جو اس طائفہ کا خاصہ ہے مزید براں ہے۔“

سرسید احمد کی آزاد خیالیوں نے مرزا کے لئے اس کا مجوزہ راستہ بہت آسان کر دیا تھا سرسید نے واقعہ صلیب کا جو نقشہ اپنی تفسیر (جلد دوم ص ۳۸) میں پیش کیا مرزا نے اسی

پر وحی الہی کا رنگ چڑھا کر اس پر بڑی بڑی خیالی عمارتیں تعمیر کرنی شروع کر دیں جب تک مرزا نے یہ تحریریں نہیں پڑھی تھیں براہین کے حصہ چہارم تک برابر حیات مسیح علیہ السلام کا قائل رہا لیکن جب نیچریت کا رنگ چڑھنا شروع ہوا یا یوں کہو کہ نیچریت کا یہ مسئلہ مفید مطلب نظر آیا تو نہ صرف اپنے سابقہ الہیات کے گلے پر چھری چلائی شروع کر دی بلکہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) شرک بتانے لگا جس کے یہ معنی تھے کہ وہ پچاس سال کی عمر تک بلوجود صاحب وحی ہونے کے مشرک ہی چلا آتا تھا جن مسئلوں میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیرو نیچریت کے زیر بار احسن ہیں ان میں سے چند مسائل ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

مرزا اور مرزائی کے عقائد

سر سید احمد خان کے عقائد

مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاققت بخشی گئی تھی وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے حضرت مسیح کے مسمریزم سے وہ مروے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہوتے تھے وہ بلا توقف چند منٹ میں مر جاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب (مسمریزم) قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو

حضرت عیسیٰ پیاروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھی اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو مسمریزم اور اسپیریٹو ایلیزم کے نام سے مشہور ہے مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے

روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی عمل الترب یعنی مسمریزم میں مسیح بھی کسی درجے تک مشق رکھتے تھے۔ سلب امراض کرنا اپنی روح کی گرمی جہلو میں ڈالنا اور حقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہے ہیں۔ اور مفلوج و نیز برص و بد قوت و غیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے تھے۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۱۳۸-۱۳۵)

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کے پھونکنے کے بعد در حقیقت وہ پرندوں کی صورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں یہ کوئی امر واقعی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا صورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جائیں گے پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں عتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۵۲ ۱۵۱)

سکھ۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ نے تمام لوگوں کو کوڑھی ہوں یا اندھے خدا کی بلا شہادت میں داخل ہونے کی منلوی کی تھی یہی ان کا کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا۔ (تفسیر احمدی جلد ۲ ص ۶۰-۱۶۳)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک بخاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب سے بطور لہو و لعب ظہور میں آسکیں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں (ازالہ ص ۱۳۷-۱۳۸)

وما قتلوه وما صلبوه پہلے "ما" نافر سے قتل کا سبب مراد ہے اور دوسرے سے کھل کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اس وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی ہے حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی (ایضاً ص ۳۵)

رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اٹھالینا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی قدر و منزلت مراد ہے حضرت عیسیٰ اپنی موت سے مرے۔ اور خدا نے ان کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا (ایضاً ص ۳۴)

قرآن کریم کا فشاء ما صلبوه سے یہ ہرگز نہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا بلکہ فشاء یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا۔ اس سے خدا نے مسیح کو محفوظ رکھا۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۱۵۷)

رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی (ازالہ طبع پنجم ص ۳۴) رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (ازالہ ص ۲۳۶)



جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید فصیح کا تہوار تھا دوپہر کا وقت تھا جب ان کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان کی ہتھیلیوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ عید فصیح کے دن کے ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جائے مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی نہیں مر سکتا تھا۔ اس لیے یہودیوں نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جائیں تاکہ وہ فی الفور مرجائیں مگر حضرت عیسیٰ کی ٹانگیں توڑی نہیں گئیں۔ اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ جب لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست کی۔ وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی

حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزل المسیح ص ۱۸) مسیح یہودیوں کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگانے اور جس قدر گالیاں سننا اور طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑالے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فصیح کا دن بھی تھا اور ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا تا شام سے پہلے ہی لاش اتاری جائے مگر اتفاق سے اسی وقت آندھی آگئی جس سے سخت اندھیرا ہو گیا یہودیوں کو یہ فکر پڑی کہ کہیں شام نہ ہو جائے اس لیے لاش کو صلیب پر سے اتار لیا۔ عید فصیح کی کم فرصتی عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے

سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آجانا ایسے اسباب پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا جب مسیح کی ہڈیاں توڑنے لگے تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا (ازالہ صفحہ ۱۵۵) اس کے کچھ عرصہ بعد مسیح کشمیر چلا آیا اور یہیں انتقال کیا چنانچہ سری نگر میں شہزادہ یوزاسف کے نام کی جو مشہور قبر ہے وہ اسی کی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳)

وان من اهل الكتاب الالبومنز به قبل موته ويوم القيامة يكون عليه شهيدا۔ فرمایا کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر ان نہ رکھتا ہو قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا یعنی ہم جو پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کوئی اہل کتاب اس بات پر دلی یقین نہیں رکھتا کہ درحقیقت مسیح مصلوب ہو گیا۔ (ازالہ ص ۱۵۳-۱۵۵)

اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹہ صلیب پر رہے یوسف نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تحاریرات کو وہ لحد میں سے نکل لیے گئے اور مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہو گا جو اب تک نامعلوم ہے۔ (ایضاً ۳۸-۴۱)

وان من اهل الكتاب الالبومنز به قبل موته ويوم القيامة يكون عليه شهيدا۔ اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ یقین کرے ساتھ اس کے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنے مرنے کے وہ جان لے گا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے (یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اس کے برخلاف گواہی دیا گے) (ایضاً ص ۱۰۷)

جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے (ایضاً جلد اول ص ۳۲)۔

واذ قتلتم نفسا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہیں اور انہی میں قاتل بھی ہے مقتول کے اعضاء سے مقتول کو ماریں جو لوگ درحقیقت قاتل نہیں ہیں وہ بہ سبب یقین اپنی بے جری کے ایسا کرنے میں کچھ خوف نہ کریں مگر اصلی قاتل بہ سبب خوف اپنے جرم کے جواز روئے فطرت انسان کے دل میں اور با تخصیص جمالت کے زمانہ میں اس قسم کی باتوں سے ہوتا ہے ایسا نہیں کرنے کا اور اسی وقت معلوم ہو جائے گا اور وہی نشانیاں جو خدا نے انسان کی فطرت میں رکھی ہیں لوگوں کو دکھائے دے گا اس قسم کے جیلوں سے اس زمانہ میں بھی بہت سے چور معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ بسبب خوف اپنے جرم کے ایسا کام جو دوسرے لوگ بلا خوف بہ تقویت اپنی بے جری کے کرتے ہیں نہیں کر سکتے پس یہ ایک تدبیر قاتل کے معلوم کرنے کی تھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا۔ (ایضاً صفحہ ۱۶۱)

دو مہجوں کے ملنے سے جو درحقیقت ز اور مارہ کا حکم رکھتے ہیں ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے یہ کیفیت دونوں کیفیتوں کے جوڑے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین بولتے ہیں اس کا نام شدید القوی اور ذوالافتح الاعلیٰ بھی ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۱-۱۳)

واذ قتلتم نفسا فادلرءتم فیہا واللہ مخرج ما کنتم نکتمون۔ ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا۔ اور واقعی طور پر کسی قالب میں جن پڑ گئی تھی یہودیوں کی ایک جماعت نے خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض بعض پر خون کی تہمت لگاتے تھے سو خدا تعالیٰ نے یہ تدبیر بھیجی کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اس کی بوٹیاں لاش پر مارو اور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے ان بوٹیوں کو نوٹ بہ نوٹ اس لاش پر ماریں تب اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکت صلیور ہوں گی جس سے خونی پکڑا جائے گا۔ اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے اصل یہ ہے کہ یہ طریق عمل علم الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جملوات یا مردہ حیوانات میں ایک



حرکت مشابہ بہ حرکت حیوانات پیدا ہو کہ  
مشتبہ و مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (ازالہ ۳۰۵)

اللہ تعالیٰ نے نافرمان یودیوں کے قصہ  
میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے اور سور بن  
گئے سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت  
میں تنخ کے طور پر بندر بن گئے تھے بلکہ  
اصل حقیقت یہی تھی کہ بندروں اور  
سوروں کی طرح نفسانی جذبات ان میں  
پیدا ہو گئے تھے (ست پنچ صفحہ ۸۲)

نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو محل ثابت کرتا  
ہے کہ کوئی انسان اس خاکی جسم کے ساتھ  
کہ زمرہ تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم  
طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر  
چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں  
پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت  
معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا  
ممکن نہیں پس اس جسم کا کہ ماہتاب یا کہ  
آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے  
اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر  
جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے  
ہے تو پھر آنحضرت کا معراج اس جسم کے  
ساتھ کیوں کر جائز ہو گا تو اس کا جواب یہ  
ہے کہ سیر معراج (معنا اللہ) جسم کثیف  
کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ  
کا کشف تھا۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۲۲)

ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ وہ سچ سچ بندر  
ہو گئے تھے۔ مگر یہ باتیں لغو و خرافات ہیں  
ان کی حالت بندروں کی سی ہو گئی تھی  
جس طرح انسانوں میں بندر ذلیل و خوار  
ہیں اسی طرح تم بھی انسانوں سے علیحدہ  
اور ذلیل و خوار ہو۔ (ایضاً ص ۹۹-۱۰۰)

معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
بجسہ بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے  
بجسہ آسمانوں پر تشریف لے جانا خلاف  
قانون فطرت ہے اس لیے محتملات  
عقلی میں داخل ہے۔ اگر ہم احادیث  
معراج کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کر  
لیں تو بھی یہ قرار پائے گا کہ ان کو اصل  
مطلب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں  
غلطی ہوئی۔ مگر اس واقعہ کی صحت تسلیم  
نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ ایسا ہونا  
مستعانت عقلی میں سے ہے اور یہ کہ دنیا  
کہ خدا میں سب قدرت ہے اس نے ایسا  
ہی کر دیا ہو گا جنہاں اور نا سمجھ بلکہ مرفوع  
القلم لوگوں کا کام ہے یہ ایک واقعہ ہے جو  
سوتے میں آنحضرت ﷺ نے دیکھا  
تھا (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۴۲)

فاتت بہ قومہا نہ حملہ (حضرت مریم  
انہیں اٹھائے اپنی قوم کے پاس آئیں)  
معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ اس وقت  
حضرت مریم کی گود میں نہیں تھے بلکہ سوار  
ہو کر یرودہ ظلم میں داخل ہوئے تھے (بیان  
القرآن مولفہ میاں محمد علی امیر جماعت  
مرزائیہ لاہور جلد ۲ صفحہ ۱۱۱) حضرت  
عیسیٰ تیس سال کے نوجوان تھے پرانے  
بزرگ کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لیے  
انہوں نے کہا کہ جو ہمارے سامنے کا بچہ  
ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے  
سوا من کان فی المہد صبیا کے کچھ  
معنی نہیں جنتے یہ زمانہ نبوت کا کلام ہے نہ  
پیدائش کے فوراً بعد کا (ایضاً صفحہ  
۱۱۳-۱۱۴)

قرآن مجید میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ  
مچھلی درحقیقت یونس کو نگل گئی تھی  
کیونکہ لفظ استعم کا مفہوم نگل جانا نہیں  
بلکہ صرف منہ میں پکڑنا ہے لین صاحب  
نے اپنے لغات میں استعم فاعلانی التعمیل  
اس نے بوسہ کے وقت اس کے ہونٹ  
منہ میں پکڑ لیے) کی نظیر پیش کی ہے بائبل  
میں مچھلی کو نگل جانا اور پیٹ میں داخل  
ہونا مذکور ہے لیکن قرآن اس کی تردید کرتا  
ہے (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی مولفہ  
میاں محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور صفحہ  
۲۷۱-۲۷۲ نوٹ ۲۱-۲۳)

یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب  
حضرت نبی ہو چکے تھے اس وقت حضرت  
عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی جب انہوں  
نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے  
مفتگو کی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ  
کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہود تھی  
علماء ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس  
آئے جس سے ان کی غرض یہ ہو گی کہ وہ  
حضرت عیسیٰ کو ان باتوں سے باز رکھیں  
الغرض یہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی  
کے موافق واقع ہوا شوخ و شریف لڑکے  
کی ماں سے اس کی شکایت کی جاتی ہے  
غرض اس سے حضرت عیسیٰ کے بن باپ  
پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہو  
سکتا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۳)

حضرت یونس کے قصہ میں اس بات پر  
قرآن مجید میں کوئی نص صریح نہیں ہے  
کہ درحقیقت مچھلی ان کو نگل گئی تھی۔  
۱۔ تلح کا لفظ قرآن میں نہیں ہے استعم کا  
لفظ ہے جس سے صرف منہ میں پکڑ لینا  
مراد ہے بسٹ فی بطن الموت کی نفی دو  
طرح پر ہو سکتی ہے اول اس طرح پر کہ  
مچھلی نے نگلا ہی نہیں دوسرے اس طرح  
کہ نگلا ہو مگر اس کے پیٹ میں نہ ٹھہرے  
ہوں (تحریر فی اصول التفسیر یعنی مقدمہ  
تفسیر سرسید احمد خان۔ مطبوعہ لاہور صفحہ  
۱۷)



## ”محمد یوسف علی“

لاہور کا ایک شخص جو حیات ہے اور اپنی پشت پر ”مہر نبوت“ ہونے کا دعویدار ہے۔ راقم الحروف ابھی اس کتب کی ترتیب کے آخری مراحل میں تھا کہ اخباروں میں ایک محمد یوسف علی نامی شخص کے متعلق خبریں آنا شروع ہوئیں کہ وہ نبوت کا مدعی ہے اور اس کے ساتھ ہی نہایت گمناؤنی اخلاق سوز اور فحش حرکتوں میں بھی ملوث ہے۔ ہم آپ کی تفسیر طبع کے لئے مارچ ۱۹۹۷ء کے امت اخبار کے اقتباسات اور سرخیاں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

### ”نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہو گیا“

”لاہور میں پہلے رسول اللہ کا نائب اور سفیر بنا اور اب نبی بن بیٹھا“  
 ”آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعے وہ گھرانوں کو اجاڑ چکا ہے اور کراچی میں ڈینس اور گلشن اقبال کے مریدوں سے کروڑوں روپے بھی ایفٹہ چکا ہے۔“

کراچی (رپورٹ ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا یہ جھوٹا مدعی ۱۹۷۰ء سے قبل آرمی میں تھا وہاں سے علیحدگی کے بعد دو سال جدہ میں رہ کر واپس لاہور آ گیا۔ اس وقت یہ شخص لاہور کینٹ میں ڈینس پبلک اسکول کے قریب کیو 218 اسٹیٹ 16 فیز 2 میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملکن روڈ پر واقع مسجد بیت الرضاء میں اپنے مخصوص مریدوں سے خطاب کرتا ہے۔

یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شکل آدم اور موجودہ شکل میری ذات ہے۔

## ”عجیب و غریب جھوٹے نبی“

اپنی معلومات میں اضلع کی غرض سے کچھ خلفاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے مضحکہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں :

## ”نبوت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو گیا“

لاہور میں محمد یوسف علی پہلے رسول اللہ ﷺ کا نائب و سفیر بنا اور اب نبی بن بیضا آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعہ وہ کئی گھرانوں کو اجاڑ چکا ہے کراچی میں ڈینس اور گھنٹن اقبل کے مریدوں سے کروڑوں روپے اینٹھ چکا ہے

کراچی (رپورٹ: ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی بھی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ نبوت کا جھوٹا مدعی محمد یوسف ۱۹۷۰ء سے قبل آری میں تھا لیکن آری سے طعنہ کے بعد وہ جدہ چلا گیا۔ تقریباً ۲ سال جدہ میں قیام کے بعد یوسف علی لاہور واپس آ گیا۔ اس وقت یوسف علی لاہور کینٹ میں ڈینس پبلک اسکول کے قریب ۳۱۸ اسٹریٹ ۲۹ فیز ٹو میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملکن روڈ پر واقع بیت الرضا مسجد میں اپنے مخصوص مریدوں سے خطاب کرتا ہے۔ اس نے کراچی سمیت پاکستان کے کئی مختلف شہروں میں کئی امیر گھرانوں کو گمراہ کر کے اپنا مرید بنالیا ہے۔ محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”محمد ﷺ کی پہلی شکل آدم اور موجود شکل میں ہوں“ ۲۸ فروری کو ملکن روڈ چوک یتیم خانہ کے قریب واقع ”بیت الرضا مسجد“ میں نبوت کے جھوٹے مدعی محمد یوسف علی کی صدارت میں ایک خیرہ اجلاس بیام ”ورلڈ اسمبلی“ منعقد ہوا اطلاعات کے مطابق اس اجلاس میں پاکستان بھر سے یوسف علی کے خاص معتقدین اور مقررین کو دعوت

دی گئی جن میں کراچی میں واقع ڈینس اور گلشن اقبال کے بھی بعض لوگ شامل ہیں۔  
 سپانلہ پڑھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ”محمد یوسف علی عی وہ ذات ہے جو اللہ اور  
 محمد ﷺ ہے“ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یوسف علی نے حاضرین پر  
 انکشاف کیا کہ اس محفل میں نعوذ باللہ سو سے زائد ”محبہ کرام“ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں  
 تک کہ یوسف علی نے ڈینس کراچی سے آئے ہوئے ایک شخص کا دوران خطاب تعارف  
 کرتے ہوئے کہا کہ ”یہ محبلی ہے“ بلوثوق ذرائع کے مطابق محمد یوسف نے ابتداء میں خود  
 کو مرشد کمال، مرد کمال، امام وقت اور اللہ تعالیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا نائب و سفیر بنا کر پیش کیا لیکن پچھلے چند برسوں سے وہ اپنے ”خاص مقربین“ میں یہ  
 دعویٰ کر رہا ہے کہ ”وہ خود ہی نبی ہے“ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اپنے حلقے میں شامل  
 لوگوں کو عمومی طور پر مختلف تقریروں میں ”نبی محمد ﷺ کے دیدار“ اور ”محبوب سے  
 ملنے“ کی ترغیب دیتا ہے۔ اس دوران وہ ہر معتقد کی انفرادی طور پر چھان پھان کرتا ہے  
 جب اچھی طرح مطمئن ہو جاتا ہے تو ایک روز انفرادی طور پر مخصوص فرد کو یہ خوشخبری  
 دیتا ہے کہ ہم فلاں دن تمہیں ایک ”تحفہ“ دیں گے اور تم بھی ہمیں کوئی ”تحفہ“ دینا۔  
 اس کے بعد مقررہ دن وہ اپنے خاص حلقہ کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل ”وہی  
 نبی اور رسول اللہ“ ہے۔ اس حلقے کو یوسف علی کے مقربین کے حلقے میں ”حقیقت پانا“  
 کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد جوابی ”تحفہ“ دینے کا پابند ہوتا ہے لیکن معتقد کی طرف  
 سے ”یہ تحفہ“ صرف ”ہماری رقم“ کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ امت کی تحقیق  
 کے مطابق پچھلے چند برسوں میں وہ صرف کراچی میں واقع ڈینس سوسائٹی کے بعض  
 مخصوص مریدوں سے کوڑوں روپے انٹھ چکا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے بھیاںک پہلو یہ  
 ہے کہ نبوت کا جھوٹا مدعی یوسف علی نہایت گھٹاؤنی اخلاقی حرکتوں میں ملوث ہے۔ وہ  
 خواتین کو آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب دینے کے علاوہ مریدوں کی بہنوں، بیٹیوں سمیت کئی  
 نوجوان لڑکیوں سے قتل اعتراض تعلقات رکھتا ہے۔ وہ ان نوجوان لڑکیوں کو مختلف  
 عملیات کے ذریعے قہر میں رکھتا ہے اور انہیں نہایت بھیاںک اخلاقی حرکتوں پر اکساتا ہے۔

اس حوالے سے اس کے متاثرین میں ڈینس اور گلشن اقبال کراچی کی کئی خواتین شامل ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق لڑکیوں کے ساتھ اس جذباتی بلیک میلنگ سے اس وقت کئی گھر اجڑ چکے ہیں۔

(۱) اخبار روزنامہ امت۔

## ”میری پشت پر مہر نبوت موجود ہے“

نبوت کے جھوٹے و عویدار ملعون یوسف علی کا دعویٰ اصل بیوی کی تردید جو شوہر میری خاطر اپنی بیویوں کو چھوڑ دیں گے انہیں نبی کا دیدار ہوگا رسالت عطا ہونے پر مجھے انگوٹھی ملی نبوت کے جھوٹے و عویدار کی مزید خرافات حج پر جانے کی ضرورت نہیں کعبہ خود آپ کا طواف کر رہا ہے، ایک لڑکی کو جواب

کراچی (رپورٹ محمد طاہر) ملعون یوسف علی اپنی معتقد خواتین کو مختلف طریقوں اور بار بار کی گتنگوڑوں سے یہ یقین دلادیتا تھا کہ چونکہ ان کا درجہ بہت اونچا ہے اور نعوذ باللہ وہ ”نبی“ کی بیوی ہیں اس لئے ان کے شوہر حقیر اور بے مایہ ہیں لہذا بہترین ہے کہ وہ اپنے شوہروں سے قطع تعلق کر لیں۔ امت (۱) کے پاس دستویر نبی نبوت کے طور پر ملعون کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایسے خطوط موجود ہیں جن میں اس بد بخت نے بعض خواتین کو اس طرح کی ترغیب دی ہے اور ان کے شوہروں سے کہا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا تو انہیں ایک مخصوص وقت پر ”نبی“ کا دیدار نصیب ہوگا۔ جو خواتین اس کے زیر اثر آجائیں وہ اس سے ہر طرح کا تعلق رکھنا اپنے لئے اعزاز سمجھیں اور اپنے شوہروں کو مجبور کرتیں کہ ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں کیونکہ وہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی بیوی ہیں۔ مخرفین کا کہنا ہے کہ جو شوہر بیوی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے انہیں وہ اپنا دیدار کرا کے کتنا تھا کہ وہی ”نبی“ ہے چونکہ عقیدت مندوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا تھا کہ

کوئی انسان خرابی گمراہی اور ضلالت کی اس انتہا کو پہنچنے کی امت کر سکتا ہے کہ خود کو آنحضرتؐ قرار دے اس لئے ان کے اعصاب شل ہو جاتے ہیں اور وہ گمراہی یا کفر کے خوف سے کچھ سوچے سمجھے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں۔ یوں ملعون یوسف پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے علم سے متاثر کر کے ان کے گھروں کے اندر عورتوں تک رسائی حاصل کرتا ہے اور انہیں تیزی سے گمراہ کر کے اپنے مطلب پر لے آتا اس دوران وہ طرح طرح کے جھگڑے استعمال کرتا مثلاً ایک بار ایک معتقد لڑکی نے حج پر جاتے ہوئے ملعون یوسف علی سے دعا کی درخواست کی تو اس نے کہا کہ آپ حج پر کیوں جا رہی ہیں کعبہ تو خود آپ کا طواف کر رہا ہے کہیں یہاں موجود ہے آپ مکہ کے پاس کیا کرنے جا رہی ہیں؟ ملعون یوسف نے خواتین کو یہ بھی بلور کر رکھا تھا کہ اس کی پشت پر مہربوت ہے۔ اس کے بقول جب یہ مہربوت کی بیوی نے دیکھی تو وہ بھی ایمان لے آئی۔ ایک معتقد خاتون نے ملعون کی بیوی سے اس کی تصدیق چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یوسف علی نے خود مجھے محمدؐ کا نائب کہا ہوا ہے۔ ملعون یوسف اپنے دونوں ہاتھوں میں چار انگوٹھیاں پہنتا ہے۔ مخرفین کے مطابق خواتین کو سیدھے ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پسلی ہوئی انگوٹھی دکھاتے ہوئے ملعون کہتا تھا کہ ”یہ انگوٹھی رسالت عطا ہونے پر مجھے ملی ہے“ جب ایک خاتون معتقد نے اس سے سوال کیا کہ انگوٹھی کس نے دی؟ تو اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ آپ جیسے پیار کرنے والوں پر ساری باتیں رفتہ رفتہ کھل جائیں گی کیونکہ آپ خدا کی بہت محبوب بندی ہیں۔

(۱) اخبار روزہ است۔

”مجھے ۹۹ شادیوں کا حکم ہے“

میری بیویوں کی عمر ۲۹ سے ۲۵ سال کے درمیان ہوگی، جھوٹے مدعی نبوت کی ہرزہ سرائی نوجوان جوڑوں میں نکاح کے بغیر میاں بیوی کے رشتے قائم کر کے اپنی بیویاں بھی بناتا رہا



یوسف علی لڑکیوں سے متعلق ایک نجومی سے مدشن گویاں اپنے حق میں استعمال کرتا رہا  
 مذہب کے نام پر عیاشی کرنے والے بدکار انسان  
 کی داستان ہوس کے کچھ اور گوشے بے نقاب

کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) نبوت کے جھوٹے مدعی ابوالحسنین یوسف علی سے متاثرہ  
 خواتین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ وہ مختلف لڑکیوں پر مختلف طریقوں سے ڈورے ڈالتا  
 رہا۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ کراچی کے بعض خواتین کو کفنشن کے ایک نجومی سراج کے  
 پاس لے جاتا تھا جو اس سے ملا ہوا تھا۔ وہ س نجومی کو بعض لڑکیوں سے متعلق ابتدائی  
 معلومات پہلے ہی فراہم کر دیتا پھر جب ملعون یوسف علی ان ہدف شدہ لڑکیوں کو اس نجومی  
 کے پاس لے کر جاتا تو نجومی پہلے سے حاصل شدہ معلومات سے ان لڑکیوں کو متاثر کر کے  
 بعض مدشن گویاں کرتا جو ایک ”بزرگ“ کی بشارت سے متعلق ہوتیں۔ ان کے بعد  
 یوسف علی کے لئے ان لڑکیوں کو یہ باور کرانا نہایت آسان ہو تا کہ یہ بزرگ وہ خود ہے۔  
 اس طریقہ کار سے لڑکیاں بے حد متاثر ہوتیں اور آنکھ بند کر کے اس کے احکامات ماننے پر  
 آمادہ ہو جاتیں۔ اس معاملہ کا سب سے حیرت انگیز پہلو یہ تھا کہ یہ تمام لڑکیاں اعلیٰ تعلیم  
 یافتہ تھیں۔ جن میں بعض ڈاکٹرز یا آغاخان میڈیکل کالج کے ہوم آکناکس کالج اور حب  
 یونیورسٹی کی طالبات تھیں ایک خاتون ڈاکٹر نے امت سے منعگو کرتے ہوئے بتایا کہ ایک  
 بار اس جھوٹے مرشد نے کہا کہ مجھے ننانوے شادیوں کا حکم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے  
 حسنی ننانوے ہیں۔ خاتون ڈاکٹر کو جھوٹے نبی نے یہ بھی کہا کہ اس کی یہ بیویاں ۴۱ سے ۲۵  
 سال عمر کی ہوں گی۔ یوسف علی نے اس پورے کاروبار کو نہایت پرکاری سے چلایا۔  
 ضرورت پڑنے پر وہ بعض لڑکیوں کی اپنے مریدوں سے۔ زہنی شادیاں بھی کرا دیتا جس کا  
 کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ یہ حرکت لڑکی اور لڑکے کے والدین کے علم میں لائے بغیر  
 نہایت خاموشی سے کی جاتی تھی۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ اپنے مرید لڑکے یا لڑکی کو بلا کر کہتا کہ  
 آج کے بعد آپ دونوں میاں بیوی ہیں چنانچہ وہ ساتھ رہنے لگتے۔ بس یہی اس کی طے

کردہ شادی تھی ایسی ہی ایک شادی دو برس قبل کراچی میں ہوم آکناکس کی ایک طالبہ کے ساتھ این ای ڈی یونیورسٹی کے ایک طالب علم کی کرائی گئی۔ میاں بیوی کا یہ رشتہ بغیر نکاح کے قائم ہوا اور تا دیر چلتا رہا۔ ان ”شادیوں“ کی ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی کہ مرید لڑکی جھوٹے نبی کے ”نکاح“ میں بھی رہے گی گویا ایک لڑکی کے دو شوہر ہوتے مکار اور بدکار یوسف جب کسی ایسے مرید کے گھر قیام کرتا تو مذکورہ لڑکی کی حیثیت اس کی بیوی کی ہو جاتی۔ جس کی سب سے نمایاں مثال عبدالواحد کی بسو شہانہ تھی عبدالواحد کے بیٹے شاہد کی بیوی اب بھی بیک وقت شاہد اور یوسف علی کی دلہن کہلاتی ہے۔

## اک شیطان لعین بھارتی گانوں کا شوقین

ملعون یوسف علی نے ایک خاتون کی کم گوئی سے چڑ کر اسے گانے سننے کی ہدایت کی یہ لڑکے اور لڑکی کا نہیں، مطلق اور مقید کا پیار ہے، عشقیہ گانے کی توجیہ ملعون کے بقول خدا نے اس سے کہا کہ تمہیں دنیا میں ”میش“ کرنے کی اجازت ہے

کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی بھارتی گانے شوق سے سنتا ہے۔ ملعون نے اپنی ایک خاتون مرید سے ڈیک کا بھی مطالبہ کیا ہے جس پر خاتون نے ایک بیش قیمت ڈیک خرید کر اسے تحفہ پیش کیا۔ یعنی شاہدین کے مطابق ملعون گانے سننے کے دوران جھوم جھوم جاتا۔ بھارتی گانوں سے اس کے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ ملعون نے کراچی کے ایک خاندان (جو پوری طرح اس ملعون کا معتقد ہے) سے تعلق رکھنے والی ایک سنجیدہ خاتون کی کم گوئی سے چڑ کر اسے یہ ہدایت دی کہ وہ بھارتی گانے ضرور سنا کرے تاکہ وہ بھی زندگی سے لطف اندوز ہو سکے۔ وہ کراچی کی سڑکوں پر گھومتے ہوئے کار میں بھی یہی گانے سنتا رہتا۔

”بیوی قربان کر سکتے ہو؟“ ملعون کا سوال

معتقد اپنی بیوی کی قربانی پر رضامند ہو جاتا۔ اس جواب کا فائدہ خواتین سے اٹھایا جاتا  
 ملعون مخرب الاخلاق اور آزاد صنفی تعلقات پر مبنی کتابیں خواتین کو تحفے میں دیتا  
 ایک خاتون کو محمدؐ سے ملوانے کے نام پر سوک کار اور دوسری سے تمام زیورات ہتھیا لئے  
 کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی کی ہوسناک نگاہیں صرف خواتین  
 معتقدین پر مرکوز رہتیں۔ وہ اپنی کسی بھی محفل کے اختتام پر تمام عورتوں کو خلوت میں بلاتا  
 اور انہیں زیورات، مل اور یہاں تک کہ ان کے شوہروں تک کو قربان کرنے کی ترغیبیں  
 دیتا۔ قبل ازیں وہ محفل میں کسی بھی مرید کو دورانِ تقریر کھڑا کر کے یہ سوال کر لیتا کہ کیا  
 تم محمدؐ سے محبت میں اپنی بیوی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو؟" بے چارہ معتقد فوراً اپنی  
 بیوی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا۔ ملعون کی مخلوط محفلوں میں شوہروں کے یہ  
 جوابات خود خواتین بھی سنتیں۔ ملعون اس صورتِ حل کا فائدہ خلوت میں خواتین سے  
 اٹھاتا ابتداء میں ان سے زیورات اور مل بٹورتا ایک خاتون معتقد کو محمدؐ سے ملوانے کے نام  
 پر ہنڈا سوک کا تقاضا کیا۔ اسی طرح ایک دوسری خاتون سے اسی وعدے پر اس کے تمام  
 زیورات ہتھیا لئے اور اسے کہا کہ وہ اب رابعہ بصری کے بلند مقام پر پہنچ چکی ہے۔ خاتون  
 معتقد کے مطابق ملعون نے اس سے کہا کہ "آپ ہماری رب اور ہم آپ کے محمدؐ ہیں"  
 جس طرح عرشِ معلیٰ پر "خلوت خاص" میں "محب اور محبوب" یعنی اللہ اور محمدؐ پیار کر  
 رہے ہیں اسی طرح آپ کو بھی ہم سے پیار کرنا ہے۔ اس مثل کے ذریعے ملعون نے  
 خاتون کو جس "پیار" کی ترغیب دی اس کی تفصیلات ناقابلِ بیان اور انتہائی شرمناک ہیں۔  
 خاتون معتقد کے مطابق اس موقع پر ملعون نے مجھے اپنے شوہر سے تعلقات ختم کرنے کا بھی  
 حکم دیا اور کہا کہ "آپ سرپائور ہیں آپ کے شوہر اور آپ میں زمین آسمان کا فرق ہے  
 اس لئے ان سے باطلہ توڑ لیں" مختلف خواتین سے امت کی بات چیت کے دوران یہ  
 انکشاف بھی ہوا کہ ملعون بعض مخصوص خواتین کو خلوت میں مخصوص "تحفے" دیتا۔ جو  
 خواتین کو اپنے مذموم عزائم کی طرف مائل کرنے کے لئے ہوتے جن میں مخرب الاخلاق  
 کتابیں بھی ہوتیں۔ یہ کتابیں آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے لئے بطور خاص خواتین کو

دی جاتی تھیں اور انہیں تاکید کی جاتی کہ وہ اس تحفے کا ذکر اپنے "شوہر" تک سے نہ کریں ورنہ محمدؐ ناراض ہو جائیں گے۔ خواتین ان کتبوں کو پڑھ کر متاثر ہونے لگتیں تو ملعون انہیں اپنے "مخصوص مقاصد" کے لئے استعمال میں لاتا اور پھر انتہائی چالاکی سے اس بے ہودہ کھیل کو "مذہبی رنگ" میں پیش کرتا جس سے خواتین بھی مطمئن ہو جاتیں۔ ایک متاثرہ خاتون نے روتے ہوئے امت کو بتایا کہ ایک بار جب ان اخلاقی بے ہودگیوں سے تنگ آکر میں نے ملعون سے پوچھا کہ آپ کیسے محمدؐ ہیں؟ تو اس نے اپنی بد فعلی کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ "اس عمل میں میں نہیں بلکہ میرا نفس ملوث تھا" نعوذ باللہ نفس سے ملعون کی مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

## ملعون یوسف علیؑ بے نظیر دور کا وی آئی پی

وزارت خارجہ نے اس شیطان کو سرکاری پاسپورٹ جاری کیا  
مغفلوں میں خواتین سے بے تکلف ہو جاتا، ذو معنی جملے کہتا  
عقیدت مندوں کو اس کی حرکتیں گراں گزرتیں، نوجوان خواتین  
کو بند کمرے میں لے جا کر شرمناک حرکتیں کرتا  
منحرف خواتین نے رو رو کر "امت" کو شرمناک تفصیل بتائی  
مذہبی محافل میں ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ کرتا

ملعون یوسف علیؑ اپنی ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ اکثر ان محافل میں کرتا ہے جو وہ ذکر اللہ یا ذکر نبیؐ کے نام پر منعقد کرتا تھا۔ ایسی مخلوط محافل میں شرکت کرنے والی بعض ماؤرن اور آستیں کے بغیر لباس پہننے والی خواتین سے اس درجہ بے تکلفی کا مظاہرہ کرتا کہ کبھی کبھی اس کے انتہائی قریبی عقیدت مندوں کو بھی گراں گزرتا۔ ایسے ہی ایک عقیدتمند نے جواب اس ملعون سے منحرف ہو چکا ہے بتایا کہ ملعون اکثر آنے والی خواتین کو لوگوں کے سامنے گد گدیاں کرتا، اور ان سے ذو معنی جملے کہتا۔ یہاں تک کہ بعض ماؤرن خواتین کو بازو سے تھام کر گھومتا پھرتا۔ وہ اپنے جن مریدوں سے ملنے ان کے گھر جاتا ان



کے ہاں موجود ہر نوجوان لڑکی یا خاتون کو بند کمرے میں باری باری طلب کرتا اور تھمائی میں گھنٹوں ایسی حرکتیں کرتا جو ناقابل بیان ہیں۔ اس عرصے میں وہ کمرہ اندر سے مقفل کر لیتا۔ اس حوالے سے بعض منحرف خواتین نے زار و قطار روتے ہوئے نمائندہ امت کو انتہائی شرمناک تفصیلات بتائی ہیں جسے وہ ملعون شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام پر جائز قرار دیتا تھا۔ ملعون یوسف علی کی ایک کتاب ”بانگ قلندری“ ہے جس کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ کتاب صرف ان لوگوں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہے جو پہلے سو لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ لیں اور قارئین جانتے ہیں کہ وہ اپنی معتقد خواتین سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جب کبھی درود پڑھیں تو میرا یعنی ملعون یوسف علی کا تصور کریں۔ وہ بعض خواتین کو محض اس وجہ سے بھی متاثر کرتا رہا کہ اسے بے نظیر دور حکومت میں وزارت خارجہ نے ”وی آئی پی“ کا درجہ دے رکھا تھا۔ اطلاعات کے مطابق چونکہ ملعون محمد یوسف علی ”او آئی سی“ کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا رہا ہے اسی لئے پاکستانی وزارت خارجہ نے اس شیطان کو ”وی آئی پی“ درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ایک ایف سیل پاسپورٹ بھی جاری کر رکھا تھا۔

## ملعون یوسف نے بھالوج کو بھی نہیں بخشا

راز افشا ہونے کے بعد اپنے بھائی ناصر حیدر کو کلورین کے ذریعے ختم کرا دیا  
 بھائی کے انتقال کے ۶ ماہ بعد بھالوج نے بچے کو جنم دیا پھر دونوں لاپتہ ہو گئے  
 ملعون یوسف علی کے بچہ ہوس سے اس کی بھالوج بھی نہیں بچ سکی۔ ملعون آج  
 سے بارہ سال قبل جدہ گیا تھا جہاں اس کا بھائی ناصر حیدر مقیم تھا۔ ایک دن ناصر حیدر نے  
 گھر میں ملعون یوسف کو اپنی بیگم کے ساتھ قاتل اعتراض حالت میں پایا۔ مذکورہ واقعہ کے  
 بعد ناصر حیدر نے اس معاملے کی چھان بین کی تو خود اس کی بیوی نے اقرار کیا کہ ملعون  
 یوسف کے ساتھ اس کے تعلقات کافی عرصہ پہلے سے استوار ہیں۔ اس راز کے انشاء  
 ہونے پر ناصر حیدر کا اپنے بھائی ملعون یوسف کے ساتھ تنازعہ رہنے لگا۔ کچھ عرصے بعد  
 ملعون یوسف کے بھائی ناصر حیدر کا اچانک انتقال ہو گیا۔ موت کے اسباب تلاش کرتے



ہوئے یہ انکشاف ہوا کہ مرحوم کو اس کی بیگم اور بلحون یوسف علی کے "تعلقات" علم میں آنے کے فوراً بعد کلورین دی جا رہی تھی جس کے باعث اس کی آنتیں گل گئی تھیں۔ ناصر حیدر کے "انتقل" کے چھ ماہ بعد اس کی بیوہ نے ایک بچہ بھی جنم دیا اور اس کے بعد سے آج تک بلحون کی بھلج اور وہ بچہ للہیت ہے۔

محترم قارئین یہ تمام اطلاعات ہم نے روزنامہ امت کے مارچ ۱۹۹۷ء کے شماروں سے نقل کی ہیں۔ ان کی اشاعت کے کچھ روز کے بعد ایک اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ اس جھوٹے اور مکار یوسف علی کو گرفتار کر لیا گیا ہے اس کے بعد سے اب تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ یوسف علی کی مذکورہ شیطانی حرکتوں کا علم ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی اس سے اعتقاد رکھتا ہے تو پھر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔ حق تعالیٰ دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ایسے جھوٹے دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اپنی معلومات میں اضافے کی غرض سے کچھ خلفاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبیوں کے مضحکہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

## عبدالعباس کے مضحکہ خیز جھوٹے نبی

(۱) خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ جب اسے پکڑ کے دربار خلافت میں لائے تو مہدی نے پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں، پوچھا اور کن لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہو؟ بولا تم نے کسی کے پاس ایک گھڑی بھر کے لیے تو جانے نہیں دیا میں نام لوں تو کس کالوں۔ ادھر میں نے دعویٰ کیا اور ادھر تم نے مجھے پکڑ کے قید خانے میں بند کر دیا۔ یہ جواب سن کر مہدی ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۲) ایک شخص نے ایک بار بصرہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ لوگ اسے پکڑ کے حاکم بصرہ سلیمان بن علی کے پاس لائے۔ سلیمان نے صورت دیکھتے ہی کہا ”تم خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو؟“ بولا جی اس وقت تو قیدی ہوں۔ پوچھا ”کم بخت تجھے کس نے نبی بنایا ہے؟“ بولا ”بھلا پیغمبروں کے ساتھ ایسی ہی تہذیب سے گفتگو کی جاتی ہے؟ اے بے عقیدہ شخص اگر میں گرفتار نہ ہوتا تو جبریل کو حکم دیتا کہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں۔ مگر کیا کروں قید میں ہوں۔“ سلیمان نے پوچھا ”تو کیا قیدی کی دعا نہیں قبول ہوتی؟“ بولا جی اور کیا۔ خصوصاً انبیاء کا تو معمول ہے کہ جب تک قید رہتے ہیں ان کی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔ سلیمان کو اس پر ہنسی آگئی اور کہا اچھا میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں آزادی پانے کے بعد تم جبریل امین کو حکم دو۔ اور اگر انہوں نے تمہارے کہنے پر عمل کیا تو ہم سب تم پر ایمان لائیں گے۔ یہ سن کے بولا ”خدا سچ فرماتا ہے (یہ لوگ جب تک عذاب کو نہ دیکھ لیں گے ایمان نہ لائیں گے) یہ جواب سن کر سلیمان بہت ہنسا پھر اس سے کہا جاؤ پھر کبھی نبی نہ بننا اور اسے چھوڑ دیا۔“

(۳) مامون کے عہد میں ایک اور شخص نے دعوائے نبوت کیا اور اس خصوصیت کے ساتھ کہ میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت ثمامہ بن اشرس مامون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مامون نے اس مدعی نبوت کی کیفیت سن کے کہا میں نے ایسا جری شخص نہیں دیکھا کہ خدا پر بھی ہمت لگائے۔ ثمامہ نے کہا اگر اجازت ہو تو میں اس سے گفتگو کروں اس نے اجازت دی۔ اور ثمامہ نے کہا ”اے شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تو نبوت کی دلیلیں تھیں۔ تمہارے پاس کون سی دلیل ہے۔“ پوچھا ”ابراہیم کے پاس کون سی دلیلیں تھیں۔ ثمامہ نے کہا آگ جلائی گئی اور وہ اس میں ڈال دیئے گئے۔ مگر آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور آرام دہ ہو گئی تو ہم تمہارے لئے آگ جلواتے ہیں اور تمہیں اس میں ڈال دیں گے۔ اگر تمہارے لئے بھی آگ ویسی ہو گئی تو تم پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر وہ بولا۔ یہ زیادہ مشکل ہے۔ اس سے کوئی آسان صورت بتاؤ۔

ثمامہ نے کہا تو حضرت موسیٰ کے ایسے دلائل نبوت پیش کرو۔ اس نے پوچھا ان کے دلائل کیا تھے۔ کہا ان کے پاس عصا تھا جب اسے زمین پر ڈال دیتے اڑدہا بن جاتا۔ انہوں نے اسی عصا سے مار کر سمندر کو ٹھہرا دیا تھا۔ بولا اس سے بھی آسان صورت نکالے کہا تو حضرت عیسیٰ کے دلائل سنی پوچھا وہ کیا تھے کہا مردوں کو زندہ اور اندھوں کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے۔ بولا یہ تو سب پر قیامت ہے۔ ثمامہ نے کہا پھر کوئی دلیل نبوت تو ضرور ہونی چاہئے اس نے جواب دیا میرے پاس اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے میں نے جبریل سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے شیطانوں کے پاس بھیجتے ہو تو کوئی دلیل دو تاکہ میں اسے پیش کروں۔ اس پر جبریل ہنسنے لگا اور کہا تم نے خود ہی برائی سے اپنے کام کی ابتداء کی جا کے دیکھو تو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کے ثمامہ نے مامون سے کہا۔ امیر المومنین اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مامون نے کہا ہاں میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ اور یہ کہہ کے اسے نکلوا دیا۔

اسی طرح ایک اور شخص اوعاء نبوت کا مجرم بن کر خلیفہ مدنی کے سامنے پکڑا آیا

مہدی نے اس کی صورت دیکھ کے پوچھا تم کب مبعوث ہوئے؟ بولا آپ کو تاریخ سے کیا تعلق؟ مہدی نے پوچھا تمہیں کہاں نبوت ملی؟ بولا ”خدا کی قسم میں تو ایسی باتیں پوچھی جا رہی ہیں جن کو نبوت سے کوئی علاقہ نہیں۔ اگر آپ میری نبوت مانتے ہوں تو میں جو کچھ کہوں اسے ماننے اور میری پیروی کیجئے۔ اور اگر آپ مجھے جھوٹا سمجھتے ہوں تو اپنے گھر خوش رہئے اور مجھے چھوڑ دے کہ میں اپنا راستہ لوں۔ مہدی نے کہا چھوڑ کیوں دوں تمہاری وجہ سے دین میں فساد پڑے گا۔ یہ سن کر بولا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب اپنے دین میں خرابی پڑنے کے اندیشہ سے آپ برہم ہوئے جاتے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہ غصہ آئے۔ کیونکہ میری تو نبوت ہی کا سارا کاروبار بگڑا جاتا ہے۔ آپ کی ساری شان و شوکت اور یہ سارا جہوت معن بن زائدہ اور حسن بن قحط کے ایسے سپہ سالاروں کے برتے پر ہے“ اتفاقاً اس وقت قاضی شریک سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ مہدی نے کہا قاضی صاحب آپ اس پیغمبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ قبل اس کے کہ قاضی شریک لب ہلا میں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے میرے معاملہ میں ان سے تو مشورہ لیا بھلا مجھی سے کیوں نہ مشورہ لیا۔ مہدی نے کہا اچھا تم ہی بتاؤ کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ بولا میں اپنا فیصلہ ان انبیاء پر چھوڑتا ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بس جو ان کا فیصلہ ہو اسی پر عمل کیجئے۔ مہدی نے کہا مجھے یہ منظور ہے اب اس نے پوچھا اچھا بتائیے میں آپ کے نزدیک کافر ہوں یا مومن؟ مہدی نے کہا تم کافر ہو۔ بولا تو بس قرآن میں موجود ہے (آپ کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کیجئے۔ اور ان کے تکلیف دینے کو چھوڑ دیجئے اس لیے آپ نہ میری پیروی کیجئے اور نہ مجھے ستائیے بلکہ مجھے چھوڑ دیجئے۔ کہ غریبوں اور مسکینوں کے پاس جاؤں جو کہ پیغمبروں کے پیرو ہوتے آئے ہیں اور پادشاہوں اور جباروں کو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ جو کہ جہنم کے کندے ہیں۔ یہ سن کر مہدی ہسا اور اسے تنبیہ کر کے چھوڑ دیا۔

(۴) ایک دن عبد اللہ بن حازم دجلہ کے پل کے پاس اپنی خجست میں بیٹھے ہوئے

تھے کہ اتنے میں لوگ ایک شخص کو پکڑے ہوئے لائے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا انہوں نے اس سے کہا تم پیغمبر ہو۔ بولا جی ہاں۔ پوچھا کس قوم پر مبعوث ہوئے ہو۔ بولا کسی پر ہوا ہوں تمہیں کیا۔ میں شیطان پر مبعوث ہوا ہوں۔ یہ جواب سن کر عبد اللہ ہنسے اور کہا اسے چھوڑ دو کہ شیطان ملعون کے پاس جائے۔

(۵)

سلمانہ بن اشرس کہتے ہیں میں قید میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مہذب اور شائستہ اور باوقار شخص قید خانے میں آیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں شربت کا جام تھا اسے دیکھ کے میں اس قدر متحیر ہوا کہ جام کو منہ سے لگانا بھول گیا اور اس سے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ لوگوں نے کس گناہ پر آپ کو قید کیا ہے؟ بولا یہ بد معاش مجھے پکڑ لائے ہیں اور محض اس بناء پر کہ میں نے امر حق کو ظاہر کیا میں نبی مرسل ہوں۔ یہ سن کے میں متعجب ہوا اور اس سے کہا کہ کوئی معجزہ بھی آپ کے پاس ہے۔ بولا جی ہاں میرے پاس تو سب سے بڑا معجزہ موجود ہے پوچھا وہ کیا؟ کہا کسی حسین عورت کو لاؤ دیکھو ابھی حاملہ کرا دوں گا۔ پھر اس سے ایک بچہ پیدا ہو گا۔ جو میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ سلمانہ نے یہ سن کر مشکل سے ہنسی روکی۔

(۶)

محمد بن عتاب نام ایک صاحب کا بیان ہے کہ "میں نے ہارون رشید کے زمانہ میں ایک روز شہرِ رقدہ میں دیکھا کہ لوگ ایک شخص کو گھیرے ہوئے کھڑے ہیں۔ اس کی صورت دیکھی تو بہت مہذب و باوقار شخص نظر آیا۔ پوچھا اسے کیوں گھیرے ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا صاحب یہ پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ ایسے شخص سے ایسا فعل نہیں سرزد ہو سکتا۔ اس پر اور سب لوگ تو خاموش رہے۔ مگر خود اس نے بگڑ کے مجھ سے کہا تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ یہ مجھے جھوٹ لگاتے ہیں؟ میں نے کہا تو کیا تم نبی ہو۔ بولا بیشک میں نے کہا اس کی دلیل بولا دلیل یہ ہے کہ تم ولد الزنا ہو۔ میں نے ضبط کر کے کہا۔ بھلا پاک دامن عورتوں کو زنا سے متسم کرنا پیغمبروں کا کلام ہے۔ بولا میں تو خاص



اسی غرض کے لیے مبعوث ہوا ہوں میں نے کہا تو مجھے تمہاری نبوت سے انکار ہے۔ بولا انکار ہے تو اپنے گھر خوش رہو۔ اسنے میں کسی نے اسے چند سنگریزے کھینچ مارے جن سے وہ زخمی ہو گیا اور بولا یہ فعل خاص ابن زانیہ کا ہے۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کے کہنے لگا تم نے میرے ساتھ یہ بھلائی نہیں کی جو ان جاہلوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا ہے" بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مجنون تھا۔

مامون کے زمانے میں ایک اور شخص نے دعویٰ نبوت کیا تھا مامون نے قاضی یحییٰ ابن اکثم کو ساتھ لیا اور کہا چلو ہم اس شخص سے چھپ کے ملیں اور دیکھیں کہ کیسا شخص ہے اور کیا کہتا ہے چنانچہ دونوں بھیں بدل کر اور ایک خادم کو ہمراہ لے کے اس کی صحبت میں گئے۔ اس نے ان کی کیفیت پوچھی تو کہا ہم دونوں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر ایمان لائیں۔ اس نے کہا تو آؤ بیٹھو "اجازت پا کے مامون اس کے داہنے جانب اور قاضی صاحب بائیں طرف بیٹھ گئے۔ اب مامون نے پوچھا آپ کن لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں" بولا ساری خلقت اور کل بندگان خدا پر مبعوث ہوا ہوں۔ پوچھا تو کیا آپ پر وحی نازل ہوتی ہے؟ کیا آپ خواب دیکھتے ہیں؟ کیا دل میں القاء ہو جاتا ہے؟ یا آپ سے فرشتے آ کے گفتگو کرتا ہے۔ بولا فرشتہ گفتگو کرتا ہے۔ پوچھا! کون فرشتہ آتا ہے؟ کہا جبریل۔ پوچھا اس سے پہلے کب آئے تھے؟ کہا ابھی تمہارے آنے سے پہلے وہ موجود تھے" پوچھا تو تم پر اس وقت کیا وحی آئی ہے؟ کہا یہ کہ عنقریب میرے پاس دو شخص آئیں گے ایک میرے داہنے ہاتھ بیٹھے گا اور دوسرا بائیں پر۔ اور جو بائیں ہاتھ پر بیٹھے گا وہ دنیا میں سب سے بڑا لوٹی ہو گا۔ مامون اس کی یہ وحی سنتے ہی مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور بولا اشد انک رسول اللہ (میں تمہارے رسالت پر ایمان لاتا ہوں)۔

خالد قری کے زمانے میں بھی ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ لوگ اسے خالد کے سامنے پکڑ لائے۔ پوچھا تم کس بات کے مدعی ہو۔ بولا میں نے قرآن کا جواب دیا ہے۔ قرآن میں ہے انا اعطیناک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانک هو الابتر ○ (اور میں کہتا ہوں انا اعطیناک الجہانم فصل لربک وجاہر ولا تطع کل ساحر وکافر۔

خالد نے برہم ہو کے حکم دیا کہ اسے سولی دی جائے۔ چنانچہ وہ صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ اتفاق سے خلف بن خلیفہ شاعر کا ادھر سے گذر ہوا اس نے اسے لٹکتے ہوئے دیکھ کر کہا انا اعطیناک العمود فصل لربک علی عود۔ وانا ضامن ان لا تعود۔

(۷) کوفہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دن میرے ایک دوست آئے اور کہا تم نے کچھ اور بھی سنا۔ یہاں ایک پیغمبر صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ چلو ذرا ان سے مل کے دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہم دونوں اس نبی کے مکان پر پہنچے وہ دروازے پر ملا اور بہت کچھ عمدہ بیان لے کر ہمیں اندر لے گیا۔ یہ ایک نہایت ہی کرمہ صورت خراسانی بڑھا تھا اور بھیٹا تھا۔ حسن اتفاق سے میرے دوست کالے تھے۔ انہوں نے کہا تم چپکے رہو اور مجھے گفتگو کرنے دو۔ میں نے کہا بہتر۔ اب ان دوست نے پوچھا "جناب آپ کا کیا دعویٰ ہے؟" بولا میں نبی ہوں۔ پوچھا دلیل۔ کہا دلیل یہ کہ تم کالے ہو۔ اپنی دوسری آنکھ بھی نکل کے اندھے ہو جاؤ۔ اسی وقت میں دعا کر کے تمہیں اچھا کر دوں گا۔ میں نے ہنسی روک کے اپنے دوست سے کہا۔ پیغمبر صاحب نے بات تو معقول کہی ہے۔ انہوں نے جھنجھلا کے کہا تو تم اپنی ہی دونوں آنکھیں پھوڑ کے ان کا امتحان لے لو اس کے بعد ہم دونوں ہنستے ہوئے اپنے گھر آئے۔

(۸) ایک بار مامون کے سامنے ایک اور مدعی نبوت پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس کوئی معجزہ بھی ہے۔ کہا جی ہاں جو آپ کے دل میں ہوتا وہوں گا "مامون نے کہا اچھا بتاؤ تو میرے دل میں کیا ہے؟" بولا آپ کے دل میں ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے "مامون نے کہا ہاں یہ تو تم نے سچ بتایا اور اسے قید خانہ میں بھیج دیا۔ چند روز بعد پھر سامنے بلوایا اور کہا تم پر کچھ وحی اتری۔ بولا نہیں۔ پوچھا کیوں۔ کہا اس لیے کہ قید خانے میں فرشتہ نہیں آتے۔ اس پر مامون ہنس پڑا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۹) ایک بار مامون کے پاس آذربائیجان سے ایک مدعی نبوت گرفتار کر کے لایا گیا جب وہ سامنے آیا تو مامون نے اپنے داروغہ محل ثمامہ کو حکم دیا کہ اس کا اظہار لے۔ اس نے عرض کیا ”امیر المؤمنین! کیا عرض کروں کہ آپ کے زمانہ میں انبیاء کی کس قدر کثرت ہو گئی ہے“ پھر اس مدعی نبوت سے کہا تمہاری نبوت کی دلیل کیا ہے کہا ثمامہ تم اپنی جو رو کو میرے پاس بھیج دو۔ اور میں تمہارے سامنے اس سے مقاربت کروں اس سے ایک بچہ پیدا ہو گا جو گوارے ہی میں میرے پیغمبری کی تصدیق کرے گا۔ ثمامہ نے کہا اشد انک رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ تم خدا کے رسول ہو) مامون نے کہا تم تو چھوٹے ہی ایمان لے آئے عرض کیا امیر المؤمنین کا کیا بگڑے گا۔ آبد تو میری جو رو کی جائے گی جسے اپنی بی بی سے دستبردار ہونا ہو وہ ان کی نبوت میں شک کرے۔ اس پر مامون بے اختیار ہنس پڑا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک بار ہارون رشید کے سامنے ایک مدعی نبوت پیش کیا گیا۔ رشید نے اس سے دریافت کیا تو بولا جی ہاں میں نبی کریم ہوں ”پوچھا دلیل؟ کہا آپ جو فرمائیں۔ رشید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ جتنے مرد غلام کھڑے ہوئے ہیں ان کے اسی وقت ڈاڑھیاں نکل آئیں سوچ کے بولا بھلا اس میں کون سی خوبی ہے کہ ان کے پیارے پیارے مونسوں پر ڈاڑھیاں نکل آئیں اور ان دل فریب صورتوں کو میں بگاڑ دوں۔ ہاں یہ معجزہ دکھاتا ہوں کہ جتنے ڈاڑھیوں والے کھڑے ہیں ان کی ڈاڑھیاں غائب کر دوں۔ یہ سن کے رشید بہت ہنسا اور اس کو نکلوا دیا۔

ایک اور مدعی نبوت مامون کے سامنے لائے اور معجزہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں سنگریزی پانی میں ڈالتا ہوں۔ اگر کھل جائیں تو جانے میں سچا نبی ہوں۔ مامون نے کہا ”منظور“ اس نے ایک کٹورے میں پانی بھر کے سب کے سامنے سنگریزی ڈالے جو دم بھر میں کھل گئے۔ لوگوں نے کہا یہ جعلی سنگریزی تھے۔ ہم جو سنگریزے دیں انہیں گھلاؤ تو سند ہے۔ بولانا تم فرعون سے بڑے ہو اور نہ میں موسیٰ سے بڑا ہوں۔ فرعون نے موسیٰ سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہارے عصا کی سند نہیں۔ ہم اپنا عصا دیتے ہیں۔ اسے اڑا دیتا تو

جانیں۔ مامون اس لطیفہ پر بہت ہنسا اور اس مدعی نبوت کو چھوڑ دیا۔

(۱۰) ایک مدعی نبوت کو لوگ پکڑ کے معصم ہاشم کے سامنے لائے۔ معصم نے پوچھا تم نبی ہو کہا جی ہاں پوچھا کس کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہو۔ کہا آپ کی ہدایت کے لئے معصم بولا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رذیل اور احمق ہو۔ بولا جی ہاں یہ تو قاعدہ ہی ہے کہ جیسے لوگ ہوتے ہیں ویسے ہی پیغمبر بھی ان پر بھیجے جاتے ہیں۔ اس جواب پر معصم شرمندگی سے ہنسا اور اسے رخصت کر دیا۔

(۱۱) ایک اور جعلی پیغمبر مامون کے سامنے لایا گیا مامون نے کہا کہ اچھا اسی وقت ایک خربوزہ لا کے پیش کرو۔ اس نے کہا تم دن کی صلیت دیجئے۔ مامون نے کہا۔ صلیت نہ دی جائے گی اسی وقت لا کے حاضر کرو۔ بولا بھلا یہ کون سا انصاف ہے۔ وہ خدائے عزوجل جس نے سارے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا وہ تو خربوزے کو کم از کم چھ مہینہ میں پیدا کرتا ہے اور میں اسی وقت پیدا کروں۔ اس جواب پر مامون ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک مدعی نبوت متوکل علی اللہ عباسی کے سامنے پیش کیا گیا۔ پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں۔ کہا دلیل۔ بولا خود قرآن میری نبوت کی تصدیق کر رہا ہے میرا نام ہے نصر اللہ اور قرآن میں موجود ہے ”اذا جاء نصر اللہ والفتح“ کہا ”اچھا کوئی معجزہ دکھاؤ“ کہا کسی بانجھ عورت کو میرے پاس لاؤ میں اسی وقت بچہ پیدا کر دوں گا جو پیدا ہوتے ہی میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ اتفاقاً وزیر حسن بن یحییٰ کی بی بی بانجھ تھی۔ متوکل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو کیا مضائقہ ہے۔ اس کے معجزے کو ضرور آزمائنا چاہئے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ حسن نے کہا ”حضور اپنی بی بی کو تو وہ لائے جسے ان کی نبوت سے انکار ہو۔ میں تو ان کا یہ معجزہ سنتے ہی ایمان لا چکا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ ”اشہد ان نبی اللہ“ متوکل اس پر ہنسا اور اسے آزادی دے دی۔

اسی متوکل کے عہد میں ایک عورت بھی گرفتار کر کے لائی گئی جو پیغمبری کا دعویٰ کرتی تھی۔ متوکل نے پوچھا "تو یہ ہے؟" بولی۔ جی ہاں۔ پوچھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتی ہے یا نہیں؟ بولی کیوں نہیں۔ بے شک مانتی ہوں۔ کہا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ "لا نبینہ بعدی" (میرے بعد کوئی نبیہ نہ ہوگی۔ اس پر متوکل ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔ (۱)

---

(۱) تحفۃ الاولی الالباب فی مجالس الاحباب مطبوعہ مصر ص ۳۷-۳۸